بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
حدیقۃ الاولیا
بمطبع نامی منشی نولکشور

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں شائقین کو فہرست مطلوب ہے جو علیحدہ موجود ہے اور بہ نسبت گرانی کے سہل سکتی ہے علوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال میں نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب دینیہ مذہب اہل اسلام از فقہ حنفیہ و امامیہ وغیرہ اردو ذیل میں درج کرتے ہیں ناظرین ملاحظہ فرما کر حظ کافی و بہرہ وافی اوٹھاویں—

کتب دینیہ مذہب اہل اسلام از فقہ حنفیہ و امامیہ وغیرہ اردو

درمختار – چار جلد بشرح و ترجمہ مولوی خرم علی مرحوم و مولوی محمد احسن صاحب

شبیہ احمدی سراپا احمدی کا بیان ہے

مثنوی پر اثر دعوت کرنا اسلام کا قبایل قریش کو

دوازدہ مجلس – سیر بیان الانبیا در حالات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام—

اسرار کربلا – حالات کربلا از منشی محمد نصیر الدین مرحوم بلگرامی—

بعد حمد سندی فقہ اثنا عشری میں ہے

فہرنوت – تصنیف نواب محمد مردان علیخان بہادر کلام نعت میں—

رموز القرآن – اوقاف وغیرہ قرآن کے نکات کا بیان—

آثار محشر – علامات و حالات قیامت مثنوی میں مذکور ہیں—

تفسیر سورہ یوسف منظوم و مشہور مستند کتاب ہے—

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت—

مذاق العارفین – اردو ترجمہ احیاء العلوم کامل در چہار جلد—

رسالہ ہدایت المومنین الی شہادت الحسنین تحفہ درود ملقب بتحبیر الکلام – مولفہ مولوی منظور احمد صاحب

رسالہ کسب الانبیاء – اردو مصنفہ مولوی ظہور الحق صاحب

شجرہ طغرای اسماء دوازدہ امام—

دہ مجلس منظوم اس کتاب میں حضرت خاتم النبیین سے تا معرکہ کربلا علی الترتیب دہ مجلسیں ہیں

راہ نجات از مولوی محمد علی صاحب مسائل صوم و صلوٰۃ

تفسیر زاد الآخرت – چار جلدیں منظوم مثنوی حامل المتن قرآن شریف ہے چار مصرعی چھپی ہے تصنیف مولوی عبد السلام بدایونی—

مجموعہ نو دونہ نام – شامل دعائے مغنی و قصیدہ بردہ بانعت و سعا و قصیدہ غوثیہ و دعائے سریانی وغیرہ—

مفتاح الجنت – تصنیف مولوی کرامت علی جونپوری فقہ میں—

خلاصۃ المصائب – در مصائب اہل بیت علیہم السلام قدیم—

دہ مجلس اردو – در مصائب شہداء کرام—

تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب در فضائل مدینہ

تفسیر سورۂ فاتحہ تصنیف مولوی کرام الدین صاحب

وفات نامہ – تصنیف خان مراد آبادی ذکر وفات پیغمبر علیہ السلام—

حقیقۃ الصلوٰۃ نماز و روزہ کی فضیلت کا ذکر ہے

حقیقۃ الاسلام – اردو ترجمہ رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا تصنیف مولوی محمد علی

سبیل الجنان – مصنفہ میر علی متخلص

فہرست اسمائے بزرگان مندرجہ کتاب حدیقۃ الاولیاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا سے محبت کا چمکا ہے نور
اوسی نور سے سب نے پایا ظہور

پیا جب سے اوسکی محبت کا جام
نہیں اوسکو غیروں کی الفت سے کام

وہ محبوب کیا ایک محبوب ہے
کہ ہر ایک طالب کا مطلوب ہے

زمانہ محبت کا پابند ہے
محبت کا ہر اک سے پیوند ہے

محبت کی ہستی سے ہستی ہوئی
اسی سے بلندی و پستی ہوئی

[illegible] سے جسکو رسائی ملی
خدا ملگیا اور خدائی ملی

نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی محبت کے ہیں رہنما
جناب محمد رسول خدا

محمد ہیں مرغوب دنیا و دین
محمد ہیں مطلوب اہل یقین

محمد ہیں معشوق پروردگار
محبت کا رکھا ہے جس پر مدار

اوسی شمع کے سارے پروانے ہین ۔ اوسی گل کے سب لوگ دیوانے ہین
عیان نور کثرت محمد سے ہے ۔ کہ اظہار وحدت محمد سے ہے
نبی سے محبت کی ہے ابتدا ۔ اوسی پہ ہوا خاتمہ عشق کا

منقبت چہار یار کبار رضی اللہ عنہم

ابوبکر صدیق عالیجناب ۔ کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب
شہنشاہ تھا دل عمر دادگر ۔ بدریائے لطف و مروت گہر
خدا دوست عثمان رحیم و کریم ۔ رہ صدق و اخلاص پر مستقیم
علی پہلوان شاہ مشکل کشا ۔ محمد کا دلدار شیر خدا
غرض جتنے حضرت کے اصحاب ہین ۔ محمد کے وہ پیارے احباب ہین
میرا اونپہ پہونچے درود و سلام ۔ خدا اپنی رحمت کرے اونپہ عام
جہان مین ہے جتنے محمد کے آل ۔ کرے اونپہ لطف ایزد لایزال
خدایا مری مان لے التجا ۔ طفیل محمد رسول خدا
کرون جب مین دنیا سے عزم سفر ۔ میرا خاتمہ ہووے ایمان پر
میری تن سے جب جان جانے لگے ۔ ہے دم اپنا جب دم ٹھکانے لگے
تیرا نام اوسدم رہے بر زبان ۔ تیرے غم مین آنکھین ہون گوہر فشان
میرا نیک ہو خاتمہ یا اللہ ۔ بحق محمد رسالت پناہ
الٰہی میری عاجزی کر قبول ۔ نرکھہ مجھکو دنیا و دین مین ملول

در اظہار باعث تالیف کتاب حدیقۃ الاولیا

اس کتاب کی تالیف سے پہلے بھی احقر المحقر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد قریشی لاہوری اولیائی کرام و پیران عظام کے حال مین ایک کتاب خزینۃ الاصفیا نام بزبان فارسی تالیف کر چکا ہے جو دو مرتبہ لاہور اور لکھنؤ مین چھپ کر تحفہ نظر ارباب شوق ہو چکی ہے اوسمین ہر ایک سلسلہ و خاندان کا ابتدا سے اس زمانہ تک حال ہر ایک پیر و اولیا کا معہ واقعات

تاریخ بھی دیتی وقتاً فوقتاً حکیم امام الدین حکیم پیرخوان رسول کہ ہم میرے مکلف حال ہوئے کہ ایک ... اور کچھ تو مختصر اردو زبان میں لکھو جس میں ملک پنجاب کے اولیا کا حال ہو یعنی دہلی سے پشاور تک جس قدر علاقہ اس وقت پنجاب کے ساتھ متعلق ہے اور مشہور اولیا کے مزارات جو ان میں ہیں سب کا حال ضروری ضروری اوس میں تحریر ہو پس ایک وقت کے فرمانے اور دلی محبت نے جو قدیم سے مجکو اولیا اللہ کے ساتھ ہی اس کام پر مجکو آمادہ کیا اب خداوند تعالی سے امداد چاہتا ہوں کہ یہہ کام بخیر و خوبی انجام پائے اور بعد مرنے میرے کے یہہ کتاب دنیای فانی میں یادگار رہجائے آمین اس کتاب کا نام حدیقۃ الاولیا رکھا گیا اور سات چمن پر تقسیم ہوئی پہلا چمن مشائخ قادریہ کے احوال میں دوسرا چمن مشائخ چشتیہ کے احوال میں تیسرا چمن مشائخ نقشبندیہ کے احوال میں چوتھا چمن مشائخ سہروردیہ کے احوال میں پانچوان چمن مشائخ متفرقات کے حالات میں چھٹا چمن مجانین و مجاذیب کے حالات میں ساتوان چمن عورات صالحات کے ذکر میں

قطعۂ تاریخ

یہ کیسا اچھا ہے سرور کا حدیقہ — یہ کیا باغ و بہار اولیا ہے
کہیں ہیں مثل جنان اس بوستان میں — کہ باغ اتقیا و اصفیا ہے
کیا ہے باغ کوئی اس کے جیسا — کہ یہ گلزار فیض کبریا ہے
یہ ہے سبز باغ اہل عرفان — کہ جس پر عندلیب دل فدا ہے
کہیں ہے سبزہ کہیں غنچہ کہیں گل — کہیں سنبل کہیں لالہ کھلا ہے
مگر جنت رہی زمین پر مثل فردوس — بنا سرور کا یہہ بستان سرا ہے
کہا رضوان نے یہہ سال تاریخ — کہ گوناگون حدیقہ خوش نما ہے

پہلا چمن سلسلہ قادریہ کے مشائخ کے ذکر میں

یہہ سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین ابو محمد عبد القادر گیلانی کے ساتھ منسوب ہے ابتدا اوسکی حضرت امام الاولیا علی بن موسی رضا آٹھوین امام سے

ہو جن سے پہلے فیض باطنی حضرت معروف کرخی نے پایا اون سے شیخ سری سقطی نے خلافت
حاصل کی اون سے شیخ جنید بغدادی اون سے شیخ ابو بکر شبلی اون سے شیخ عبد الواحد تمیمی و سے
شیخ ابو الفرح طرطوسی اون سے شیخ ابو الحسن قریشی ہنکاری اون سے شیخ ابو سعید مبارک
مخزومی اون سے جناب محبوب سبحانی محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی نے فیض پایا حضرت
غوث الاعظم قدس سرہ صحیح الطرفین حسنی حسینی سید تھے اونکے والد کا نام سید ابی صالح بن
سید موسی بن سید عبد اللہ بن سید عمر زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسے
ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن موسی ثالث بن سید عبد اللہ محض بن سید محمد المشہور بحسن
مثنی بن امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہا اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ بن سید عبد اللہ
صومعی بن سید ابو الجمال بن سید محمد بن سید احمد بن سید طاہر بن سید عبد اللہ بن سید کمال
بن سید علی بن سید علاء والدین بن سید محمد بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام
زین العابدین بن امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہا حضرت رہنے والے جیلان کے
تھے اس لئے حضرت کو جیلی اور جیلانی کہتے ہین کنیت حضرت کی طریقت مین امام الائمہ
اور شریعت مین محبوب سبحانی و ابو محمد و محی الدین اور مذہب حضرت کا حنبلی تھا سکڑون
اولیا حضرت کی بیعت مین آکر مقرب بقرب ربانی ہوئے حضرت کے خوارق و کرامات
اس قدر ہین جس قدر آسمان پر ستارے جسکی تشریح بہت طول ہے حضرت کے
سلسلہ مین سے حضرت سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی اول پنجاب مین
آئے ان کے بزرگون سے سید ابو العباس احمد بن سید صوفی اپنے چھوٹے بھائی سید
ابو سلیمان کے ساتھہ بوقت قتل و غارت بغداد کے جو ہلاکو خان کے وقت وقوع
مین آئے تھے بغداد سے نکل کر روم مین تشریف لے گئے جب فساد ہلاکو خان کا
ختم ہوا تو حلب مین پہونچکر سکونت اختیار کی حضرت سید محمد بھی وہین پیدا ہوئے اور
ابتدا جوانی مین دور دور کے ملکون کی سیر کی کتنی مرتبہ حج بھی کیا آخر لاہور مین آکر چند
سال قیام کیا پھر حلب مین گئے اور بعد وفات اپنے باپ کے خراسان کے رستہ
ملتان مین آئے اور اوچ کے مقام پر سکونت اختیار کی حضرت کی اولاد کثرت سے

ہندوستان مین پہیلی ہوئی ہے شجرہ نسبی حضرت کا غوث الاعظم قدس سرہ کے ساتھ
اس طرح ملتا ہے کہ سید محمد خلف سید شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید ابو الحسن علی
بن سید ابو علی بن سید مسعود بن سید ابو العباس احمد بن سید صفی الدین المشہور سید صوفی بن سید
سیف الدین عبد الوہاب بن حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ بعد سکونت اوچ
کے سلطان حسین مرزا حاکم سندھ و سلطان سکندر لودہی بادشاہ ہند حضرت کی مرید ہوئی لاکھون
آدمیون نے فیض حاصل کیا خوارق و کرامات ہزارون اون سے سرزد ہوئین حضرت
کے چار صاحبزادے تہے ایک سید عبد القادر ثانی دوم سید عبد اللہ ربانی سیوم مبارک
حقانی چہارم سید محمد نورانی قدس اللہ سرہم العزیز جنسے الگ الگ فیض جاری ہوا سنہ
نوسو تیئس ۹۲۳ مین حضرت فوت ہوے اور اوچ مین دفنائے گئے محمد مخدوم عالم حضرت
کی تاریخ وفات درج خزینۃ الاصفیا ہے اور محمد حسنی پاک رفت شجرۃ الانوار ہین +

میر سید شاہ فیروز قدس سرہ

یہہ حضرت بہی گیلانی سادات مین سے بڑی بزرگ اور پیر طریقت تہے ان کی جد بزرگوار
شاہ عالم بہی بغداد سے ہند مین آگئے اور بعد سیر ہند لاہور مین آکر سکونت کی اونکی
وفات کے شاہ فیروز اوکی سند پر بیٹھے اور تلقین و تدریس جاری کی اور تمام عمر
خلقت کی ہدایت مین مصروف رہے اونکے پیر انکے دادا شاہ عالم اونکے شاہ نواز
دین اونکے شیخ احمد اونکے شیخ حامد اونکے عبد الرزاق اور اونکے سید عبد اللہ گیلانی
اور اونکے سید احمد قادری اور اونکے سید مسعود اور اونکے سید علی اور اون کے سید
صوفی اور اون کے سید سیف الدین عبد الوہاب اور اون کے حضرت غوث الاعظم
قدس سرہ تہے وفات حضرت کی سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس مین واقع ہوئی اور مزار لاہور
ڈنڈی گردونکے تکیہ مین ہے -

حضرت سید عبد القادر ثانی بن سید محمد حلبی اوچی گیلانی قدس سرہ

یہہ بزرگ اپنے وقت کے امام طریقت و مقتدای حقیقت تہے تعلیم علوم ظاہری باطنی

انہون نے اپنے باپ سے پائی ہزاروں خوارق و کرامات انکی درج کتب ہین مشہور
کرامت انکی یہہ تھی کہ جو کوئی کفار یا فساق و فجار مین سے انکی خدمت مین حاضر ہوتا مسلمان
اور تائب ہو جاتا اور ان حضرت کو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور
حضرت غوث الاعظم سے ہی انکو خطاب عبد القادر ثانی کا بعالم باطن عطا ہوا اتھا
نقل ہے کہ جب بعد وفات والد بزرگوار کے سید عبد القادر سجادہ نشین ہوئے
تو انہون نے بادشاہون اور امیرونکی صحبت ترک کی اس لیے شاہ دہلی ان سے
رنجیدہ ہو گیا اور چاہا کہ سجادہ نشین انکا بھائی ہوا بھی یہہ تجویز عمل مین نہین آئی تھی کہ
حضرت نے فرامین جاگیر و آئمہ و وظایف وغیرہ جو متعلق خانقاہ فقرا تھے بادشاہ کے
پاس بھیجدیئے اور لکھا کہ ہمکو بادشاہی جاگیر و آئمہ کی ضرورت نہین جسکو سجادہ نشین آپ
بنائین دیدین بعد ازان صرف حضرت کا صرف غیبی خزانہ سے تھا ایک مرتبہ جو بادشاہ نے
حضرت کو بہزار التجا اپنے پاس بلایا تو حضرت نے جانے سے انکار کیا اور یہہ
شعر جواب مین لکھے۔

قطعہ

ہیچ باب ازین باب وی گشتن نیست	ہر انچہ بر سر ما میرود سبا رکبا د
کسیکہ خلعت سلطان عشق پوشیدہ ہست	بجلہ ہای بہشتی بکجا شود دل شاد

**حضرت کی وفات بتاریخ ہیزدہم ربیع الاول ۹۴۰ھ نوسو چالیس مین ہوئی اور
مزار اوچ مین ہے**

سید محمود حضوری الاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

یہہ بزرگ سادات صحیح النسب موسوی غوری تھے انکے باپ خواجہ شمس الدین المشہور
شمس العارفین غور کے ملک کے رہنے والے تھے اونکی وفات کے بعد سید محمود نے
ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور مین آکر محلہ حاجی سوائی سکونت کی مشہور کرامت اونکی
یہہ تھی کہ جس روز کوئی مرید اونکے ہاتھ پر بیعت کرتا اوسی روز کی شب کو حضرت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا اس لیے حضرت حضوری کے

خطاب سے مخاطب ہوئے قادریہ سلسلہ حضرت کا شجرہ حضرت غوث الاعظم تک اس طرح پہونچتا ہے کہ سید محمود مرید اپنے باپ شمس الدین کے اور وہ مرید سید یعقوب کے اور وہ مرید سید عبد القادر کے اور وہ مرید سید علی کے اور وہ مرید سید مسعود کے اور وہ مرید سید احمد کے اور وہ مرید سید اصغر کے اور وہ مرید سید ابو الفتح کے اور وہ مرید سید عالیجناب عبد الوہاب کے اور وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے **وفات** سید محمود کی نوسو بیالیس ۹۴۲ ہجری مین واقع ہوئی اور مقبرہ لاہور کے باہر میان میر کی سڑک کے پاس ہے۔

میران سید مبارک حقانی بن سید محمد اوچی حلبی گیلانی

قادریہ سلسلہ مین حضرت بڑے بزرگ صاحب زہد و تقوی و عبادت و ریاضت و ترک و تجرید و عشق و محبت و جذب و سکر تھے حضرت نے آبادی چھوڑ کر جنگل مین سکونت اختیار کی کوئی بنی آدم اونکے روبرو نہین جا سکتا تھا اور جو جاتا مست و مجذوب ہو جاتا سوای ایک شخص معروف چشتی کے کسی نے نعمت خلافت ان سے حاصل نہین کی بارہ سال تک یہہ حضرت مستی کی حالت مین رہے پھر لاہور مین تشریف لائے اور یہان ہی نوسو چھپن ۹۵۶ سال ہجری مین وفات کی نعش مبارک حضرت کی اوچ مین لیجا کر دفن کی۔

سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سید عبد القادر ثانی اوچی گیلانی

یہہ حضرت طریقت مین مرید اپنے جد بزرگوار سید عبد القادر کے تھے اور پرورش و تکمیل ظاہری و باطنی بھی اونہین سے پائی کیونکہ ان کے والد بزرگوار بعمر جوانی اپنے والد کے روبرو کفار کے ہاتھ سے شہید ہو گئے تھے جب انکے جد امجد بھی وفات پا گئے تو یہہ اپنے چچا سید حامد گنج بخش سے ناراض ہو کر اوچ سے نکل آئے اور بمقام ستگھرہ جو پنجاب مین مشہور قصبہ ہے سکونت اختیار کی اور اوسی جگہ تاریخ پانچوین شوال سال نوسو اونسٹھہ ہجری مین وفات کی روضہ حضرت کا بھی ستگھرہ مین ہے۔

شاہ لطیف برّی قادری قدس سرہ

بزرگان پنجاب سے یہ حضرت بڑے بزرگ مشہور ہین حضرت کے خوارق وکرامات ہزارون
مشہور ہین حضرت بڑے عابد زاہد گوشہ نشین مست ومجذوب تھے ہزارون مرید حضرت کی
مدارج تکمیل کو پہونچے حضرت نے نعمت باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر سے پائی جو حضرت
غوث الاعظم کے پوتون سے زندہ جاوید ہین حضرت کی وفات نوسو باسٹھہ سال ہجری ۹۶۲
مین واقع ہوئی اور روضہ مقدس مشہور ہے —

سید بہاؤ الدین گیلانی المشہور بہ بہاول شیر قلندر حجروی

مشایخ عظام وسادات کرام قادریہ سے یہہ حضرت بڑے بزرگ ومست ومجذوب تھے
اور شجرہ نسب انکا حضرت غوث الاعظم کے ساتھہ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید
بہاول شیر بن سید محمود بن سید علاؤ الدین المشہور زین العابدین بن سید مسیح الدین
بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید موسن بن سید مشتاق
بن سید علی بن سید صالح بن قطب الآفاق سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین
عبد القادر جیلانی سید بہاول شیر بغداد مین پیدا ہوئے پھر اپنے باپ اور پھوپھی کے
ہمراہ ہندوستان مین آکر شہر بداؤن مین سکونت اختیار کی وہان ان کے باپ بھی
فوت ہوگئے اور انہون نے تربیت وتکمیل اپنی پھوپھی سے جو رابعہ عصر تھی پائی اور تمام
عمر ریاضت وعبادت وسکر وجذب وعشق وشوق وذوق مین گذرانی دوسو پچاس برس کی
حضرت نے عمر پائی بلکہ اس قدر عمر طویل کسی نے مشایخ قادریہ سے نہین پائی حضرت تین
مرتبہ بارہ بارہ برس کی خلوت مین بیٹھے اور اوس عرصہ مین بی خورد وخواب عبادت کرتے تھے
ایک مرتبہ جو ایک غار مین چالیس برس بحالت سکر وجذب ایک مقام پر بیٹھے رہے تو پشت
مبارک ایک پتھر کے ساتھہ جو تکیہ گاہ آپ کا تھا چمٹ گئی جب وہان سے اوٹھے تو
چمڑہ اوسی پتھر کے ساتھہ رہ گیا یہہ حضرت جب ایک سو برس کی عمر کو پہونچے تو ریش
مبارک کا آغاز ہوا نقل ہے کہ جب چالیس برس کی خلوت کے بعد حضرت غار سے
نکلے تو اس مقام پر آئے جہان اب قصبہ حجرہ آباد ہے یہان اوس وقت دریا چلتا تھا

دریا کے کنارے حضرت نے صومعہ بنایا اور سکونت اختیار کی زمینداران قوم دھول کی جنگی ملکیت مین وہ زمین تھی حضرت کو وہان سے اوٹھا دیا حضرت نے دوسری جگہ قیام کیا وہان بھی یہی معاملہ وقوع مین آیا اوس پر حضرت جلال مین آگئے اور دریا کو حکم دیا کہ تو یہان سے ہٹ جا اور جگہ ہماری رہنے کے لیے خالی کر دریا فی الفور وہان سے کئی میل تک دور چلا گیا اور ایک کرپوہ بلند جو دریا سے نکلا تھا اوس پر حضرت نے قیام فرمایا یہہ کرامت حضرت کی جو زمینداروں نے دیکھی سب مرید ہوگئے اور اوس مقام پر آبادی ہوگئی مدت العمر حضرت وہان ہی رہے آخر اٹھارہوین شوال سال نوسو تہتر مین فوت ہوکر حجرہ مین دفن ہوئے اور مادہ عبدالقادر ثانی سے حضرت کی تاریخ وفات ظاہر ہے۔

سید حامد گنج بخش سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر ثانی

خاندان قادریہ عظیمیہ مین سے یہہ حضرت بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے ہزاروں خادم حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر مراتب تکمیل کو پہونچے بادشاہان وقت بھی اونکی آستان بوسی کو اپنا افتخار جانتے تھے تمام عمر انہون نے عبادت و ریاضت مین گذرانی اور اوچ مین سکونت رکھی حضرت کے خلفا بھی کامل و مکمل بہت تھے چنانچہ سید شیر شاہ ملتانی اور شیخ داؤد کرمانی حضرت کے کاملین خلفا مین سے تھے حضرت کی وفات سال نوسو اٹھتر ہجری مین ہوئی اور بمقام اوچ مدفون ہوئے اور بعد اونکی وفات کے سید جمال الدین موسیٰ مسند مشیخت پر بیٹھے شیخ محبوبی اونکی تاریخ وفات ہے۔

شیخ داؤد چونی وال شیر گڈھی قادری قدس سرہ

پنجاب کے قادریہ بزرگون سے یہہ حضرت صاحب حال و قال و شریعت و طریقت مشہور ہین شام سے صبح تک یہہ حضرت عبادت مین مصروف رہتے تمام رات کبھی سوتے نہ تھے اور عبادت کا یہہ حال تھا کہ تمام رات کبھی قیام اور کبھی سجود اور کبھی رکوع اور کبھی قعدہ مین گذر جاتی اور کثرت ریاضت سے ایک طرح کی نسبت خاص انکو حضرت غوث الاعظم کے ساتھ پیدا ہوئی اور حضرت کی باطنی اجازت سے یہہ حضرت سید حامد گنج بخش کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مراتب تکمیل کو پہونچے خرقہ خلافت حاصل کیا صاحب شجرۃ الانوار

انکا شجرہ نسب اس طرح امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاتے ہین کہ سید داؤد بن
سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید فیض اللہ بن سید صفی الدین آدم کرمانی بن سید
نقی الدین احمد بن سید عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبد الرشید بن سید ابو الغنائم بن سید
ابو المکارم بن سید ابو المحاسن بن سید ابو الفیض بن سید ابو الفضل بن سید عبد الباقی بن
سید ابو المعالی محمد بن سید ابو الواہب بن سید ابو الحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن
سید شاہ محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابو الاحمد بن سید داؤد بن سید ابو ابراہیم
اسماعیل بن سید محمد اعرجی بن موسی مبرقع بن امام موسی رضا رضوان اللہ عنہم اجمعین مگر
ایک شجرہ مین یہ طرح صحت ہوئی کہ سید محمد اعرجی بن موسی مبرقع بن امام محمد تقی بن امام علی
موسی رضا کیونکہ سید موسی مبرقع کوئی صاحبزادہ حضرت امام رضا کا نہ تہا و صاحب
سفینۃ الاولیا لکہتا ہے کہ اول سید فتح اللہ والد بزرگوار انکا عرب سے ہند مین آیا
اور بمقام ہیبت پور پٹی سکونت اختیار کی پہر وہان سے قصبہ چونیان مین رہائش
کی جب وہ مر گئے تو سید داؤد ان کے مرنے کے بعد چار ماہ پیدا ہوئے اور مولانا
اسماعیل لاہوری کی خدمت مین حاضر ہوکر علوم ظاہری سے بہرہ کامل پایا پہر باطنی علوم
کی حاصل کرنے مین مشغول ہوئے وفات حضرت کی ۹۸۲ سنہ نوسو بیاسی مین وقوع مین آئی
اور مزار گوہر بار بمقام شیر گڈہ زیارت گاہ خلق اللہ ہی اور ہر سال بڑا ہجوم حضرت کے
مزار پر ہوتا ہے اور تاریخ وفات حضرت کی پیر حق پرست سے ظاہر ہوتی ہے اور مشتاق
شان مادہ تاریخ درج اخبار الاخیار ہے۔

شیخ بہلول قادری قدس سرہ

یہہ حضرت قادریہ سلسلہ مین بڑے شیخ مشہور ہین شاہ لطیف برتی سے فیض پایا
مشہور یہ فیض بھی اس سلسلہ مین تہا کہ شاہ لطیف نے سوای عیات المیر زندہ پیر کے شیخ
نصیر الدین قریشی ملتانی سے بہی فیض حاصل کیا تہا شیخ بہلول نے سفر بہت کیا اور بڑے
بڑے بزرگون سے فیض باطن پایا چنانچہ اول بمقام نجف اشرف پہر کربلای معلی مین جاکر
اعتکاف کیا وہان سے مکہ معظمہ مین جاکر مناسک حج ادا کئے پہر مدینہ مین جاکر کئی مہینے

خلوت اختیار کی وہاں سے بغداد مین جاکر روضہ عالیہ غوث الاعظم پر چار چہلہ تک معتکف رہا پھر مشہد مقدس مین جاکر فوائد حاصل کیے پھر کوہ پنجشیر نمازی پر جاکر ایک بزرگ سے جو قطب زمانہ کا تھا نعمت باطنی پائی آخر سال نوسو تراسی ۹۸۳ مین وفات پائی مادہ شیخ بہلول ہے حضرت کی سال وفات حاصل ہوتی ہے اور روضہ مبارک چنیوٹ کے علاقہ مین ہے۔

شیخ ابو اسحاق قادری لاہوری

یہہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت سید شیخ داؤد کرمانی کے تھے علوم ظاہری و باطنی وانقامین بوسیلہ اپنے پیر کے مدارج علیا مین پہونچے ہزارون خوارق و کرامات ان سے سرزد ہوئین حضرت داؤد کی اجازت سے یہہ حضرت لاہور مین آئے اور محلہ پیر عزیز مزنگ مغل کی سکونت اختیار کی ہزارون آدمی انکی بیعت مین داخل ہوئے اور صدہا لوگون نے تعلیم علوم فقہ و حدیث و تفسیر کی پائی آخر سال نوسو پچاسی ۹۸۵ ہجری مین وفات کی روضہ حضرت کا موضع مزنگ مین جو لاہور سے جانب جنوب دو میل پر واقع ہے زیارت گاہ خلق ہے۔

شاہ معروف چشتی و قادری

یہہ بزرگ اول طریقہ چشتیہ مین اپنے والد بزرگوار کے جنکا شجرہ حسبی نسبی حضرت شیخ فرید گنج شکر کے ساتھ ملتا تھا مرید تھے اور اوسی طریق مین کامل و مکمل شیخ ہوئے من بعد جب شہرہ کرامات و خوارق جذب و استغراق حضرت سید مبارک حقانی کا اونکے کان مین پہونچا تو کمال شوق کے ساتھ بمقام لکھی جنگل اونکی خدمت مین پہونچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ مین خرقہ خلافت حاصل کیا اور انہین کی ذات بابرکات سے پنجاب مین سلسلہ قادریہ نے فروغ پایا وفات حضرت کی سال نوسو ستاسی ۹۸۷ ہجری مین وقوع مین آئی۔

سید محمد نور بن سید بہاول شیر گیلانی

بڑے بیٹے اور خلیفہ سید بہاول شیر گیلانی حجروی کے ہین جنمرانکے حضرت شاہ کمال بخاری تھے جنکے مزار قصبہ چونیان مین ہے اور پیر جہانیان کے خطاب سے مشہور ہوئے

نقل ہے کہ جب سید جاول شیر فوت ہوگئے سید محمد نور جا نشین تھے ان کی غیر حاضری
مین ہی وہ دفنائے گئے جب آئے تو باپ کے دیدار کے لیے سخت بیقرار ہوئے اور چاہا
کہ قبر کھدوا کر باپ کا چہرہ دیکھین اس ارادہ پر قبر پر خیمہ برپا کرایا اور سب کو نکال کر اپنے
ہاتھ سے قبر کو کھودا اور زیارت کی اوسوقت ناگہان ایک معمار جو حضرت کے مریدون
مین سے تھا بی اختیار اندر آگیا مگر بسبب اسکے کہ بی اجازت آیا تھا اندھا ہوگیا چند سال
کے بعد جب سید محمد نور کا ارادہ ہوا کہ باپ کی قبر پر گنبد بنائین تو اوس معمار نے عرض
کی کہ اگر مین بینا ہو جاؤن تو مقبرہ حضرت کا مین خود بناؤن فرمایا کہ دن بھر جب تو کام کرتا
رہیگا تو بینا رہیگا جب کام سے اوٹھے گا تو اندھا ہو جائیگا چنانچہ جب تک مقبرہ تیار
ہوتا رہا ایسا ہی ہوتا رہا وفات انکی سال نوسو اٹھاسی ہجری مین وقوع مین آئی ۔

شاہ قمیص بن سید ابی الحیات گیلانی ساڈھوری

یہ بزرگوار بزرگان دین و مشائخ اہل یقین سے جامع شریعت و طریقت و علوم ظاہری
و باطنی ہوئے ہین شجرہ نسب اونکا بچند واسطہ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی
سید سلطان شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہ تک پہونچتا ہے اس طرح پر کہ
سید شاہ قمیص گیلانی بن سید ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاؤ الدین محمد بن جلال الدین
احمد بن شاہ داؤد بن جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید الآفاق عبد الرزاق بن حضرت
غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی ان کے باپ ابی الحیات اول بغداد سے ہند
مین آئے اور چندی بنگال مین تشریف رکھی پھر قصبہ ساڈھورہ خضر آباد جو انبالہ کے علاقہ
مین ہے آئے اور سکونت کی اور ایک شخص نصر اللہ نام نے جو عالم و عامل تھا اپنی بیٹی
اونکے نکاح مین دی اوسکے بطن سے سید شاہ قمیص پیدا ہوئے جو ولی مادرزاد تھے باپ نے
اونکو ظاہری و باطنی تکمیل دی ہزارون آدمی اونکی ذات بابرکات سے کمالات صوری و
معنوی کو پہونچے گویا سلسلہ قادریہ انکی ذات بابرکات سے ہند مین شائع ہوا انکی اولاد اب
بھی ساڈھورہ مین رہتی ہے اس زمانہ کے پیرون مین سے اونکی ذات بھی مغتنمات سے
ہے وفات حضرت شاہ قمیص کی ستوم ذی قعدہ سال نوسو یا نوے ہجری وقوع مین آئی اور

مقبرہ ساڈھورہ میں ہے ۔

سید موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

فرزند دلبند حضرت سید حامد گنج بخش گیلانی اوچی صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے جب باپ کے روبرو انھوں نے تکمیل ظاہری و باطنی پائی تو بخطاب جمال الدین ابوالحسن مخاطب ہوئے بڑے علما و فضلا انکے مرید تھے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی انھیں کے مرید با اخلاص تھے ان حضرت کو حضرت غوث الاعظم کی روحانیت کے ساتھ ایک نسبت خاص تھی کہ ہر وقت حضور رہتا تھا اور صدہا دفعہ بیداری و خواب میں بزیارت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مستفید ہوئے تمام عمر انھوں نے ریاضت و مجاہدہ و عبادت و تعلیم و تلقین میں گذرانی آخر سال ایک ہزار ایک ہجری میں بدخواہان قوم لنگاہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے روضہ حضرت کا ملتان میں زیارتگاہ خلق اللہ ہے ۔

سید کامل شاہ لاہوری قدس اللہ سرہ

بزرگان خطۂ لاہور سے بڑے بزرگ تھے پہلے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اور بعد عبادات و ریاضات ولی کامل ہوئے پھر بخدمت شیخ الہداد مداری کے حاضر ہو کر فیض پایا پنجاب میں لوگ انکو دیوان کامل کہتے تھے ورود انکا لاہور میں اکبر شاہ کے وقت بخارے سے ہوا اور موضع بابوسا ہو میں ساتھ سکونت رکھی اور وہاں ہی سال ایکہزار پانچ میں فوت ہو کر مدفون ہوئے ۔

شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری

شیخ بہلول دریائی کے خلیفوں سے یہ بزرگ صاحب حال و جذب و شوق و ذوق و وجد و سماع مشہور ہیں طریق انکا ملامتیہ تھا پوشاک سرخ رکھتے تھے اس لیئے لال حسین مشہور ہوئے انکا دادا کلجس رای ہندو تھا جس نے فیروز شاہ تغلق کے وقت میں اسلام قبول کیا اوسکا بیٹا عثمان دیندار آدمی تھا اور جولاہوں کے کام سے قوت حلال پیدا کر کے گذارہ کرتا اوسکے گھر شیخ حسین پیدا ہوئے سات برس کی عمر میں یہ ایک فاضل ابوبکر نام کے پاس قرآن پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک روز شیخ بہلول کا گذر اوس مسجد میں ہوا اور

حضرت کی نظر فیض اثر حضرت حسین پر ایسی ہوئی کہ خورد سالی کی عمر مین ولی کامل ہو گئے من بعد حضرت مدت مدید تک عبادات و ریاضات شاقہ مین مصروف رہے اور کبھی چلّی مزار گوہر بار علی مخدوم گنج بخش ہجویری پر کیئے اور تکمیل کو پہونچے حضرت کے خوارق و کرامات بے تعداد درج کتاب حقیقۃ الفقرا ہین اور چند اون مین سے درج کتاب خزینۃ الاصفیا بھی ہین اس مختصر مین اونکی گنجایش نہین اس لیئے ترک کی گئین حقیقۃ الفقرا مین لکھا ہے کہ خادم کامل بکمل شیخ حسین کے نو ہزار کس تھے اور مرید ایک لاکھ پچیس ہزار اون مین سے سولہ خلفا نامی گرامی ہوئے جن مین سے چار تو مخاطب بخطاب غریب تھے اور چار کا خطاب دیوان اور چار کا خطاب خاکی اور چار کا خطاب بلاول تھا چار غریب یہہ تھے پہلا شاہ غریب بمقام رتی ٹھٹھہ متصل وزیرآباد مدفون ہے دوم شاہ غریب لنگوٹی والے ضلع وزیرآباد مین تیسرا شاہ غریب بمقام چیاپور علاقہ دکن مین مدفون ہے چوتھے شاہ غریب کی قبر حضرت کی قبر کے پاس ہے اور چارون دیوانون مین سے پہلے دیوان حضرت کے معشوق و محبوب شیخ مادھو دوسرے دیوان گورکھہ تیسرے اللہ دیوان لاہور مین مدفون ہے اور چوتھے دیوان بخشی بیجاپور دکن مین اور چار خاکی پہلا سوالبخش خاکی دوسرا خاکی شاہ لاہور مین مدفون ہین تیسرے خاکی شاہ وزیرآباد مین چوتھے شیر خاکی دکن مین آسودہ ہین اور چار بلاول اول شاہ رنگ بلاول دوم بہہ بلاول سیوم شاہ مست بلاول لاہور مین چہارم شاہ بلاول دکن مین مدفون ہین ولادت باسعادت شاہ حسین کے سال نوسو پینتالیس اور وفات سنہ ایکہزار آٹھ بعہد اکبر بادشاہ وقوع مین آئے اور مزار گوہر بار لاہور مین ہے ـ

قطعۂ تاریخ

طالب عشق و عاشق جانباز	شاہ عالم حسین نور العین
گفت خوشحال دل بتولید ش (۹۴۵)	سال ترحیل شمع عشق حسین

شاہ شمس الدین قادری لاہوری

لاہور کے بزرگون مین سے یہہ بزرگ بڑے بزرگ صاحب مراتب عالیہ و مقامات

علیہ بھی حضرت شاہ ابو اسحاق قادری لاہوری سے انھون نے نعمت خلافت پائی اور
لاہور مین ہی سکونت رکھکے مشغول بتدریس وتلقین ہوئے دنیا کے طالب بھی اون کی
خدمت مین حاضر ہو کر کبھی خالی نہ جاتے شاہ جہانگیر بادشاہ انکا کمال معتقد تھا ہر سال جب
کشمیر کے سفر کو جاتا ان کی خدمت مین حاضر ہوتا ان کے کامل ومکمل مرید بہت تھے چنانچہ
شاہ بلاول لاہوری بھی ان کے کامل خلفا مین سے ہین وفات انکی سال ایکہزار اکیس مین
واقع ہوئی اور روضہ منورہ لاہور مین ہے

عاشق لائےو بالی شاہ خیر الدین ابو المعالی لاہوری بن سید رحمۃ اللہ بن فتح اللہ کرمانی قادری

یہہ بزرگ برادرزادہ حقیقی شیخ داؤد کرمانی شیرگڑہی کے ہین ور انھین کے مرید تھے بتیس
سال تک یہہ اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت مین حاضر رہ کر تکمیل کو پہونچے اور بعد عطائی
خرقہ خلافت لاہور کو آتے ہوئے راستے مین جس جس مقام پر یہہ منزل گزین ہوئے چاہ و
باغیچہ وتالاب بخپتہ بنوائے جواب تک بچوکھائی عبد ابو المعالی مشہور ہین لاہور مین آکر
انھون نے قبول عظیم حاصل کیا اور ہزارون مرید وخادم ہوئے ادنی کرامت ان کی
یہہ تھی کہ مرید انکا بیعت کے روز ہی حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مستفید ہوجاتا
تھا انکو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور اعتقاد حد سے زیادہ
تھا کہ کتاب تحفۂ قادریہ غوث الاعظم کے خوارق وکرامت کے ذکر مین ان کا تالیف کیا
ہوا مشہور ہے اور دیوان اشعار ان کے اولاد کے پاس موجود اولاد ان کی لاہور مین
سکونت پذیر ہے مگر افسوس کہ ایسے عالم فاضل وولی کامل کی اولاد علم سے بے بہرہ
ہے ولادت شاہ ابو المعالی کی سال نوسو ساٹھ اور وفات ایک ہزار چوبیس مین
واقع ہوئی

شیخ محمد طاہر لاہوری قادری ونقشبندی

مرید وخلیفہ شاہ اسکندر بن کمال الکیتلی جامع عبادات وریاضات وعلوم دینی ودنیوی و
رسوم ات صوری ومعنوی وخوارق وکرامت وجذبات والہامات تھے پہلے انھون نے

تکمیل اپنے مرشد ارشد شاہ اسکندر کیتھلی کی خدمت میں پائی پھر بخدمت امام ربانی مجدد الف ثانی پیر احمد فاروقی سرہندی حاضر ہوکر فوائد عظیمہ حاصل کیئے اور اون کے ارشاد سے لاہور مین آکر بہدایت خلق مصروف ہوئے ہزارون لوگ انکے ارشاد کی برکت سے مراتب عالیہ پر پہونچے یہہ حضرت تمام عمر کسی دولتمند کے پاس نہ گئے اور نہ اونکو اپنے دربار مین بار دیا کتب احادیث وتفاسیر کی کتابت بحضرت کرتے اور ہدیہ کرکے گذارہ اوقات کرتے اور رات بھر خدام کی تلقین اور عبادات الٰہی مین گذرانتے سلسلۂ قادریہ مین یہہ بزرگ اپنے عہد کے قطب وقت تھے کوئی سائل دین و دنیا کا جو اون کے دروازہ پر آیا خالی نگیا سید آدم بنوری مجددی نقشبندی نے جب انکی بزرگی کا شہرہ سنا پیادہ بنور سے لاہور مین آیا اور فیض یاب ہوا وفات انکی بروز پنجشنبہ وقت چاشت آٹھوین ماہ محرم سال اکہزار چالیس ہجری مین ہوئی اور عمر چھپین برس کی پائی اور حضرت فرماتے تھے کہ میری وفات کے بعد جو شخص میرے احاطۂ مزار مین مدفون ہوگا مین نے خدا سے مانگا ہے کہ وہ جنتی ہو —

قطعہ تاریخ

شیخ طاہر پاکباز و پاک دین	اوج عرفان پر تھے مثل آفتاب
جب گئے دنیا سے سال خاتمہ	ہوگیا روشن کہ روشن آفتاب ۱۰۴۰ھ

شیخ محمد میر المشہور بمیانمیر قادری الاہوری

یہہ بزرگ حضرت شیخ خضر سیستانی کے خلیفہ تھے انکا شجرہ اس طرح پر کتابون مین لکھا ہے کہ میانمیر لاہوری مرید وخلیفہ شیخ خضر سیستانی اور وہ مرید سید احمد اور وہ مرید سید عبد الکبیر اور وہ مرید سید ابو القاسم اور وہ مرید شیخ موسیٰ حلبی اور وہ مرید شاہ ابو بکر اور وہ مرید شاہ داؤد اور وہ مرید شاہ سلیمان اور وہ مرید شیخ زید اور وہ مرید شیخ قریشی اور وہ مرید حضرت قطب الآفاق سید عبد الرزاق اور وہ مرید اپنے والد ماجد محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر گیلانی قدس اللہ سرہم العزیز کے تھے ان کے باپ کا نام قاضی سائیندتہ بن قاضی قلندر فاروقی اور والدہ کا نام بی بی فاطمہ بنت قاضی قاضن تھا سیستان مین آپ پیدا ہوئے

سات برس کی عمر مین انکا باپ فوت ہوگیا بارہ برس کی عمر مین علوم دینی کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت مین سلسلۂ عالیہ قادریہ بیعت کرکے مصروف بعبادات وریاضات ہوئے جب صفائی حاصل ہوئی تو اپنی والدہ کی اجازت سے شیخ خضر سیستانی کی خدمت مین آئے اور تکمیل پائی اور بعد حصول خرقۂ خلافت پیر روشن ضمیر کے ارشاد سے لاہور مین پہونچے اور سکونت اختیار کی انکی ریاضت کا یہہ حال تھا کہ رات کو کبھی نہ سوتے اور حبس دم کی یہہ حالت تھی کہ ایک دم مین تمام رات گذر جاتی تھی اور ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار ہوتا تھا اور کبھی بحالت جذب و استغراق ایک ایک ماہ تک طعام کھانے کی نوبت نہین پہونچتی تھی حضرت کے خوارق و کرامت کے حال مین شہزادہ دارا شکوہ نے ایک کتاب سکینۃ الاولیا نام لکھی ہے اوس مین سب حال درج ہے ولادت حضرت میانمیر کی بقول صاحب سکینۃ الاولیا سال نوسو ستاون اور وفات ۱۰۴۵ھ ایک ہزار پینتالیس مین ہوئی اور عمر اٹھاسی برس کی اور حضرت پچیس سال کی عمر مین لاہور مین تشریف لائے اور ساٹھہ برس تک قیام رکھا اور حضرت میانمیر کے چار بھائی اور تھے اور دو بہنین بھائیون سے ایک کا نام میان قاضی دوسرے کا قاضی عثمان تیسرے کا قاضی طاہر چوتھے کا قاضی محمد نام تھا اور بہنون کا نام بی بی بادی اور بی بی جمال خاتون تھا روضہ حضرت کا لاہور مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے

قطعۂ تاریخ

میر دنیا و دین میانمیر است | واقف راز و محرم اسرار
هست میر بهشت تولیدش | هم میانمیر چشمهٔ انوار
هادی صدق میر اشرف خان | وصل آن شاه زبدهٔ اخیار
نیز فیاض حق ولی آمد | هم میانمیر دستگیر است یار

سید شاہ بلاول بن سید عثمان بن سید عیسی قادری لاہوری

مشائخ متاخرین مین سے یہہ حضرت نہایت متقی و متشرع و صائم و قائم و عابد و زاہد تھے خرقۂ فقر انھون نے حضرت خواجہ شمس الدین لاہوری سے پایا بزرگ انکے ہمایون بادشاہ

کی ساتھ ہرات سے ہند مین آئے بادشاہ نے قصبہ شیخوپورہ انکے جاگیر مین دیا اور وہ اوسی مقام پر سکونت پذیر رہے ولادت شاہ بلاول کی بھی اوسی مقام پر ہوئی کتاب محبوب الواصلین مین لکھا ہے کہ یہہ بزرگ مادرزاد ولی تھے سات برس کی عمر مین ایک روز حضرت کے ہمسایہ کا لڑکا جو آٹھ برس کا تھا مرگیا اوسکے ماں باپ رونے لگے شاہ بلاول مردہ کی چارپائی کے پاس جاکھڑے ہوے اور کہا کہ ای دوست بے وقت سونا کیا ضرور ہے اوٹھ بیٹھ کہ آپس مین کھیلین لڑکا فی الفور زندہ ہوگیا اور اوٹھ کر اون کے ساتھ روانہ ہوا حضرت نے تعلیم علوم ظاہری مولانا ابو الفتح لاہوری سے پائی اور تلقین حضرت شاہ شمس الدین سے جب تکمیل کو پہونچے قبول عظیم پایا ہزارون طالب انکے مرید ہوے حضرت نے لنگر عام جاری کیا ہزارون مسافر غربا مساکین دو وقتہ کھانا حضرت کے لنگر سے کھاتے تھے وفات حضرت کی سال اکہزار چھیالیس ہجری مین واقع ہوئی اور تاریخ اٹھائیسوین ماہ شعبان اور عمر ستر برس کی مزار گوہر بار دروازہ دہلی شہر لاہور کے باہر ہے۔

قطعہ

شاہ بلاول شاہ عالی جاہ تھے	حضرت حق سے ملا اونکو بہشت
انکا نور معرفت سے ہے خاتمہ ۱۰۴۶	دوسری تاریخ ہے نیکو سرشت ۱۰۴۶

سید محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابو المعالی بن سید محمد نور بن سید بہاول شیر گیلانی حجروی

مرید و خلیفہ سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر جامع سیادت و نقابت و نجابت و شرافت و عبادت و ریاضت و خوارق و کرامت تھے جب انکے باپ شاہ ابو المعالی فوت ہوگئے تو یہہ خورد سال رہگئے بعد حصول فراغ علوم ظاہری انکو شوق تحصیل رموز باطنی ہوا تو یہہ ہر روز اپنی عقدہ کشائی کی امید پر اپنے جد بزرگوار بہاول شیر کے روضہ مین جاتے اور بعد ذکر و شغل وہان ہی سو رہتے ایک رات جد بزرگوار کو خواب مین دیکھا اور اونھون نے فرمایا کہ اے نور العین تیرا حصہ ہمارے پاس نہین بلکہ حیات المیر زندہ پیر کے پاس ہے تم لاہور جاؤ وہان

اونکو پائے گئے اور وہ تمکو نعمت باطنی بخشین گے پس شاہ محمد مقیم اس ارشاد کے بموجب لاہور کو روانہ ہوئے جب گورستان میانی مین بجوار مزار شیخ محمد طاہر لاہوری پہونچے تو حیات الحق کو انکی حجرہ مین پایا اونکی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوئے اور ایک نظر فیض اثر پیر روشن ضمیر سے تکمیل پائی حضرت کی ذات بابرکات سے خوارق وکرامت بہت صادر ہوئے جنکی تشریح کتابون مین لکھی ہے۔ وفات حضرت کی سال الکہزار پچپن ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پرانوار بمقام حجرہ زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

شیخ مادھو لاہوری قدس سرہ العزیز

خلفاسی شیخ حسین لاہوری سے یہہ بزرگ اپنے پیر روشن ضمیر کے محبوب ومطلوب تھے قصبہ شاہدرہ مین انکے ماباپ جو قوم کے برہمن تھے رہتے تھے حضرت حسین انکے حسن وجمال پر بدل وجان عاشق ہوگئے اور بجذب محبت اپنی طرف کھینچا چنانچہ شیخ مادھو بھی باارادت صادق اونکی خدمت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے اور تربیت وتکمیل پاکر ولی کامل ہوگئے تمام عمر اپنے پیر کی خدمت مین حاضر رہکر وہ فوائد حاصل کیئے کہ مشائخ وقت سے ممتاز ہوئے جب حسین نے وفات پائی اونکے مزار پر مجاور رہے ولادت شیخ مادھو کی سال نوسوتراسی مین اور وفات ۱۰۵۶ الکہزار چھپن ہجری مین واقع ہوئی اور تہتر سال کی عمر پائی۔

خواجہ بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قادری لاہوری

میان میر بالا پیر لاہوری کی خلیفے صاحب کمال اہل حال وقال تھے میان میر کی وفات کے بعد انھون نے ہنگامہ مشیخت گرم کیا ہزارہا خلق خدا انکی خدمت مین حاضر ہوکر مراتب ولایت کو پہونچے محمد داراشکوہ سکینۃ الاولیا مین لکھتے ہین کہ ایک رات خواجہ بہاری نواب غازی خان کے گھر بتقریب دعوت مہمان تھے اور موسم سرما کے سبب سے آگ روشن تھی اتفاقاً توحید کے مسائل شروع ہوئے ہر ایک شخص الگ الگ تقریر کرتے تھے خواجہ بہاری اپنی جگہ سے اوٹھ بیٹھے اور آگ مین جاکر ایک ساعت تک ٹھہرے رہے ایک بال اونکا نہ جلا پھر اپنی جگہ پر آئے اور کہا کہ توحید کے لیئے حال درکار ہے

نہ قال جب انسان پر حال غالب ہو جاتا ہے تو آگ پانی ہوا خاک شیر سانپ غرض کوئی دشمن اوسکو آزار نہین پہونچا سکتا بلکہ سب مخلوق اس کے مطیع ہوتی ہے وفات خواجہ بہاری کی سال ایکہزار ساٹھہ ہجری مین ہوئی اور مزار متصل روضہ میانمیر کے ہے —

شاہ سلیمان قادری قدس سرہ

یہہ بزرگ شاہ معروف چشتی کے خلیفہ تھے انکا باپ منگو قوم موچی ضلع بھیلووال مین رہتا تھا جب شاہ سلیمان خوردسال تھا تو ایک رات شاہ معروف منگو کے گھر مہمان ہوئے شاہ سلیمان اوس وقت گھر کے صحن مین کھیل رہے تھے شاہ معروف نے اونکو بغل مین لیکر پیار کیا اور منگو کو ارشاد کیا کہ یہہ لڑکا ہماری امانت ہے اسکی پرورش بخوبی کرنا غرض جب شاہ سلیمان بالغ ہوئے تو شاہ معروف کی خدمت مین حاضر ہو کر تکمیل پائی اور کمالات وقت سے ہوئے یہہ بزرگ سماع سنتے اور وجد مین ایسے بیہوش ہوتے کہ مرگ کی حالت تک پہونچ جاتے ہزارون خدام انکی صحبت مین اکر مدارج اعلے تک پہونچے تمام عمر حضرت طلبا کی ہدایت مین مصروف رہے آخر سال ایکہزار پینسٹھہ ہجری مین وفات پائی —

سید جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہہ بزرگ صاحب محبت و جذب خوارق و کرامات مشہور ہین جد بزرگوار انکے سید محمود جنکا ذکر خیر اول اس کتاب مین شرح ہو چکا ہے کوہ غور سے آکر لاہور مین سکونت پذیر ہوئے اونہون نے تربیت و تکمیل اپنے باپ سید نور اور جد بزرگوار سے پائی اور اونکی وفات کی بعد مسند ارشاد پر بیٹھے ہزارون خدام اونکے حلقہ ارادت مین آئے اور قبول عظیم حاصل ہوا لاہور مین متصل موضع گڑھی شاہو انکا مزار ہے اور ۱۰۷۹ ہجری مین حضرت فوت ہوئے اونکی اولاد بھی لاہور مین رہتی ہے مگر علم دینی و دنیاوی سے بے بہرہ ہے جلد سازی وغیرہ کامون پر گذارہ کرتے ہین مزار پر بھی سجادہ نشین وہی ہین —

سید عبد الرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری

مشائخ قادریہ عالیہ مین سے یہہ بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقوی جامع علوم ظاہری و باطنی تھے ان کے باپ کا نام سید عبد الوہاب بن سید عبد القادر ثالث بن

محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی
تھا جس روز یہہ پیدا ہوئے انکے والد بزرگوار نے فرمایا کہ یہہ فرزند ہمارے گھر کا ایک
چراغ پیدا ہوا ہے جس سے خاندان روشن ہوگا اوس روز سے انکا نام شاہ چراغ مقرر
ہوا ان کو سیر کا شوق بہت تھا اکثر ملکون کی انھون نے بطور تجرید سیر کی حرمین الشریفین
مین بھی تشریف لے گئے شاہ جہان بادشاہ انکا کمال معتقد تھا اوس نے ہر چند چاہا کہ ایک
اپنی لڑکی اونکی یا اونکے فرزند سید مصطفے کے ساتھہ منسوب کرے قبول نکیا وفات حضرت
کی بائیسوین ذی قعدہ سنہ ایکہزار اٹہتر ہجری مین واقع ہوئی اور روضہ حضرت کا لاہور
مین ہے۔

شیخ شاہ محمد المشہور بملا شاہ قادری لاہوری

حضرت میانمیر بالا پیر لاہوری کے خلفاء مین سے یہہ حضرت بڑی زاہد وعابد وموحد
ومتقی تھے کنیت انکی اخوند اور لقب لسان اللہ اور باپ کا نام ملا عبدی مولد ووطن
موضع ارکسان ملک بدخشان تھا بچپن مین یہہ حضرت طالب حق ہوکر وطن سے نکلے
اور آگرہ تک گئے پھر لاہور مین آئے اور حضرت میانمیر بالا پیر لاہوری کے مرید ہوئے
اور اپنے پیر کے مریدون مین سے زہد وریاضت ومجاہدہ وترک دنیا مین امتیاز حاصل کیا
یہان تک کہ کوئی خادم اپنے پاس نرکھتے اپنے گھر مین کبھی کھانا نہ پکاتے اور نہ رات کو چراغ
جلاتے سوائی ایک بوریا کے کبھی فرش کے محتاج نہ ہوتے ذکر اونکا ہمیشہ حبس دم کے
ساتھہ ہوتا تمام عمر مین کبھی آنکھین انکی نیند سے آشنا نہوئین اور نہ نکاح کیا اور ہمیشہ یہہ انکی
عادت مین داخل تھا کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمام عمر
مین ہمکو غسل جنابت اور احتلام کی حاجت نہین ہوئی کیونکہ یہہ دونون غسل نکاح اور نیند سے
متعلق ہین اور ہم نے نہ تو نکاح کیا اور نہ سوئے ہین سات برس مین انھون نے تکمیل
پائی اور اپنے پیر کے حکم سے کشمیر مین جاکر سکونت پذیر ہوئے ہزارہا طالبان خدا ان کی
توجہ سے مراتب قرب الٰہی سے مستفید ہوئے کشمیر مین شیعہ لوگ ان سے سخت عداوت
رکھتے تھے مگر جب روبرو آتے تائب ہوجاتے یہہ حضرت شاعر بھی تھے انکا دیوان فارسی

عمدہ تصانیف انکی مین سے ہے اور ہر ایک شعر مین سے مضامین وحدت وجودی کے تشریح ہین
وفات حضرت سنہ ۱۰۶۹ ایکہزار انہتر مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین بیرون مزار
میانمیر بالا پیر ہے اب انکی مزار کے احاطہ مین موضع میانمیر آباد ہے انکا روضہ دارا شکوہ نے
کئی لاکھ روپیہ خرچ کرکے بنوایا تھا صاحبن کے پتھر تمام وکمال رنجیت سنگھ اوترواکر امرتسر
لے گیا۔

شیخ حاجی محمد قادری المشہور بحضرت نوشاہ گنج بخش قدس سرہ

یہہ بزرگ مادر زاد ولی حضرت شاہ سلیمان قادری کے خلیفہ تھے حالات جذب وسکر ومحبت
وعشق وشوق وذوق ان کی طبیعت پر غالب تھے اور زہد وریاضت وتقوی وخوارق و
کرامت مین طاق یگانہ آفاق تھے طریقہ نوشاہیہ جسکے فقیر پنجاب مین ہزارون ہین
ان سے شروع ہوا ان کے والد بزرگوار حاجی علاؤالدین بھی بڑے بزرگ تھے جنہون نے
تمام عمر مین سات مرتبہ حج کیا اور زیارت روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف
ہوئے ہے حضرت کی والدہ بی بی جیونی بھی بڑی عابدہ وزاہدہ تھین سترہ سال کی عمر تک
حضرت نے علوم ظاہری سے فراغت حاصل کی پھر تارک دنیا ہوکر نیستان ساندل بار مین
مقام کیا اور ذکر الہی مین مشغول ہوئے مگر والدین نے انکو وہان نہ چھوڑا وہان سے آکر حضرت
بوسیلہ ملا کریم الدین شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بیعت کی اور چند سال مین کمال
زہد وریاضت تکمیل کو پہونچے کرامت وخوارق جو حضرت سے سرزد ہوئے اونکا انتہا نہین ہے
جو کتاب تذکرہ نوشاہی مصنفہ محمد حیات مین بمفصل مرقوم ہین وفات حضرت کی سنہ ۱۱۰۳ ایکہزار ایکسو
تین ہجری مین واقع ہوئی اور پیر فیاض حضرت کے تاریخ وفات ہے۔

قطعہ تاریخ

حضرت حاجی محمد پیر نوشہ گنج بخش	آنکہ شد مشہور در اہل جہان اجلال او
کرد چون آخر عروج از فرش بر عرش برین	پیر فیاض است ہم اہل سخاوت سال او

سید حسن پشاوری قادری گیلانی قدس سرہ

یہہ بزرگ نسبت قادریہ عظمیٰ مین اپنے باپ سید عبداللہ گیلانی کے مرید تھے پہلے

ان کا جدامجد سید محمود بغداد سے ہجرت کر کے ٹھٹھہ کے ملک مین آئے اور چند سال سکونت رکھی جب وہ فوت ہوئے تو ان کے باپ سید عبداللہ نے پشاور مین آکر سکونت اختیار کی انکی نسبت آبائی بچند واسطہ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی تک پہونچتی ہے اس طرح پر کہ سید حسن بن سید عبداللہ بن سید محمود بن سید عبدالقادر بن سید الیاس بن بدرالدین حسن بن سید شہاب الدین احمد بن علاوالدین علی بن سید احمد بن شمس الدین بن یحیی شہید تاتاری بن احمد متقی بن سید صالح بن ابی النصر صالح بن قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تمام عمر انھون نے عبادت و ریاضت و تلقین طالبان مین صرف کی آخر سال ایک ہزار ایک سو پندرہ مین فوت ہوئے پشاور مین مدفون ہین۔ ۱۱۱۵

شاہ رضا قادری شطاری لاہوری

یہہ بزرگ لاہور کے بزرگون مین سے صاحب علم و عمل جامع شریعت طریقت تھے دعوت اسمای الہی مین حکم انکا حکم قطعی تھا جو زبان مبارک سے فرماتے ظہور مین آجاتا ہزارہا خوارق و کرامات بے اختیار انسے ظاہر ہوتی تھین شجرہ انکا حضرت شاہ محمد گوالیاری کے ساتھ اس طرح منتہی ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد رضا مرید و خلیفہ شیخ محمد فاضل لاہوری اور وہ مرید شیخ الہداد قادری اکبرآبادی اور وہ مرید شیخ محمد جلال اور وہ مرید سید نور اور وہ مرید سید زین العابدین حسینی اور وہ مرید شیخ عبدالغفور اور وہ مرید شیخ وجیہہ الدین گجراتی اور وہ مرید شاہ محمد غوث گوالیاری کے وفات انکی بارہوین جمادی الاول سال ایکہزار ایکسو اٹھارہ مین واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔ ۱۱۱۸

سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہ

مشایخ قادریہ مین سے یہہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا اول بغداد سے ہند مین آیا او متصل وزیرآباد کے ایک گانو کوٹلہ نام آباد کر کے سکونت اختیار کی نسبت آبائی انکی اس طرح پر بحضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی منتہی ہوتی ہے کہ شیخ سید احمد شیخ الہند بن سید عبدالرزاق بن تاج العارفین یحیی ابن شہاب الدین احمد

بن علاؤ الدین علی بن احمد بن شمس الدین قاسم بن محی الدین محمد بن علاؤ الدین علی بن شمس الدین شہید تاتاری بن سید احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الآفاق سید عبد الرزاق بن حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہم العزیز وفات انکی سال اکیہزار اکیسو چھتیس مین واقع ہوئی اور بمقام کوٹلہ مدفون ہوئے انکی اولاد موضع نمان پور مین سکونت رکھتی ہے اور سلسلہ پیری کا اب تک جاری ہے

شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

حضرت شاہ رضا قادری لاہوری کے خلفا مین سے صاحب مراتب عظیم جامع علوم ظاہری و باطنی و مظہر انوار صوری و معنوی تھے اول سکونت ان کی قصبہ قصور مین تھی پہر بسبب اس کے کہ حسین خان حاکم قصور سے انکی رنجیدگی ہوگئی لاہور مین آکر قیام پذیر ہوئے ہزارون طالبان خدا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر مراتب تکمیل کو پہونچے اور ہنگامہ مشیخت ان کی زندگی تک گرم رہا وفات حضرت کی سنہ اکیہزار اکیسو اکتالیس مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور مین ہے اور حضرت قوم سے باغبان تھے اولاد انکی اب بھی لاہور مین ہے

شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی قدس اللہ سرہ

یہہ حضرت اجلۂ علما و کبرای فضلا و عظمای فقرای پنجاب سے تھے تمام عمر انھون نے تدریس و تعلیم مین گذرانی اور ہزارون لوگ انکے ذریعہ سے تکمیل ظاہری و باطنی کو پہونچے شجرہ انکا اس طرح پر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے ساتھ پہونچتا ہے کہ حضرت شیخ محمد فاضل مرید و خلیفہ شیخ محمد فضل کلانوری اور وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری اور وہ مرید شیخ محمد طاہر لاہوری تھے ہزارون روپیہ یومیہ لنکے خانقاہ مین خرچ ہوتا اور لنگر عام جاری تہا یہہ سب خرچ حضرت خزانہ غیب سے دیتے تھے وفات حضرت کی چودہوین ماہ ذی الحج سال اکیہزار اکیسو اکیاون مین واقع ہوئی اور مزار قصبہ بٹالہ مین ہے

شیخ پیر محمد المشہور بہ پیر محمد سچیار نوشاہی

یہہ بزرگ خلیفہ راستین حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش تھے خورسالی کی عمر مین اپنے

پیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور تکمیل پائی چونکہ یہہ بزرگ صدق وراستی و زہد وتقوی مین ثانی نہ رکھتا تھا اس لیے پیار کے خطاب سے مخاطب ہوا وجد وسماع وشوق وذوق کی طرف آپکی طبیعت بہت مائل تھی یہان تک کہ سماع ووجد کی حالت مین لوگون کو حضرت کے مرجانے کا شبہہ ہوجاتا تھا بعد وفات پیر روشن ضمیر کے حضرت شیخ نوشہرہ مین جو گجرات سے بطرف مشرق چھہ میل کے فاصلہ پہ ہے سکونت اختیار کی اور اوسی جگہ قیام پذیر ہوکر ہدایت خلق مین مصروف ہوئے آخر سال ایکہزار ایکسوبا ونمین فوت ہوئے۔

حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ فرزند دلبند سید حسن پشاوری جامع علوم ظاہر وباطن کاشف رموز طریقت وحقیقت تھے اور خاندان قادریہ عظمیہ مین خلافت وخرقہ اجازت انھون نے اپنے والد بزرگوار سے پایا اور بطلب خدا تمام ہند وستان مین سیر کی اور بہت سے اولیا سے فیض پایا چنانچہ سید میران بھیکھہ چشتی وعبد الغفور نقشبندی وخلفای حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کی خدمت مین حاضر ہوکر فیوض وافر حاصل کئے حضرت کی کرامتین اکثر مشہور ہین مگر چشم دیدہ یہہ ہے کہ جب رنجیت سنگہ کی وفات کے بعد کھڑک سنگہ جانشین حکومت لاہور ہوا تو اوسکے بیٹے نونہال سنگہ نے جو با اختیار حاکم تھا حکم دیا کہ لاہور کے فصیل کے باہر چار ہزار قدم تک زمین صاف کرکے پریٹ چارون طرف شہر کے بنائی جاوے مکانات گرائے جائین درخت کاٹے جائین اور دلاور سنگھ فرنگی اس کام پر مقرر ہوا اوسنے مکانات گرانے شروع کئے حضرت کے مزار کی چاردیواری بھی گرائی گئی اور درخت تمام کاٹے گئے جب اندرونی دیوار خاص مزار کی چاردیواری گری تو قدرت الہی سے اوس روز کھڑک سنگہ مرگیا اور نونہال سنگہ جب اوسکی نعش جلاکر آیا تو سلامی کی توپون کے زلزلہ سے قلعہ کی دیوار سے ایک پتھر جدا ہوکر نونہال سنگہ کے سر پر آپڑا اور وہ جوان جوان مرگ ہوا اوسکی والدہ چند کنور نہایت ڈری اور حکم دیا کہ مزار حضرت کا نگرایا جاوے چنانچہ گرا ہوا مکان اوسی وقت تعمیر ہوگیا رسالہ غوثیہ مین یہہ حضرت اپنے حالات کے بیان مین لکھتے ہین کہ جب مین تبلاش حق لاہور مین پہونچا رات کو مقبرہ عالیہ میانمیر مین قیام پذیر ہوا خواب مین میانمیر بالاپیر مجھپر

ظاہر ہوئی اور یکبال توجہ ایک شغل عنایت کیا صبح کے وقت وہان سے اوٹھکر شیخ حاجی لاہوری کی خدمت مین آیا اور کسی شغل کیواسطے اون سے بھی سوال کیا وہ ہنسے اور فرمایا کہ تجھکو وہی شغل کافی ہے جو آج رات میانمیر بالا پیر سے عطا ہوا ہے شجرہ نسب انکا ان کے والد بزرگوار سید حسن پشاوری کے ذکر مین تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی سنہ ایکہزار ایکسو باون ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین ہے۔

قطعۂ تاریخ

شاہ محمد غوث شیخ متقی	گشت چون در باغ جنت جائی گیر
گفت سرور سال وصل آن جناب	والی حق پیر کامل دستگیر

شیخ عبد الرحمان المشہور بہ پاک رحمان نوشاہی قدس سرہ

یہہ بزرگ بڑے خلیفہ حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کے تھے عنایت و مہربانی جو انکی پیر کو انکی نسبت تھے کسی پر نہ تھے صفات صمدیت کی ان پر ایسی غالب تھے کہ کھانا پینا سونا انکا بالکل موقوف ہوگیا تھا سماع کا حضرت کو بہت شوق تھا اور وجد کے وقت ایسی حالت ہوجاتی کہ لوگون کو انکے مرگ کا یقین ہوجاتا اور ریاضت و مجاہدہ کا یہہ حال تھا کہ تمام رات بحبس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات کنوئی مین معکوس لٹک کر رات بھر عبادت کرتے اور خلوت کے وقت زمین مین قبر کھودکر بیٹھ جاتے اور اوپر سے بندکرا دیتے چالیس روز کے بعد جب قبر کھودی جاتی تو حضرت کو بحالت زار اوس سے نکالا جاتا نقل ہے کہ ایکدن حضرت شیخ شادی نام اپنے خادم پر مہربان ہوئے اور فرمایا کہ اے شادی مینے تیرے واسطے خدا سے یہہ مانگا ہے کہ جس مریض پر تیری نظر پڑے اچھا ہوجائے اور جس مردہ کیطرف تو متوجہ ہو زندہ ہوجاوے اور جس فاسق کی طرف تو دیکھے ولی ہوجائے پس ایسا ہی وقوع مین آیا کہ ایک روز ایک عورت اپنے بچہ خوردسال کو جو مریض تھا شیخ شادی کے پاس دم کرانے کے لئے لائی قضا کار وہ بچہ راستہ مین مرگیا عورت واویلا کرتی ہوئی شادی کے پاس اپنے بچہ کی نعش لے آئی شادی بچہ کیطرف متوجہ ہوا بچہ فی الفور زندہ ہوگیا عورت نے خوش ہوکر ایک

جوڑہ زنانہ کپڑون کا شادی سے کے نذر کیا وہ اون کپڑون کو حضرت کے گھر لے گیا اور حضرت کی صبیہ کو پہنا دیے یہہ خبر جب حضرت کو پہونچی غضب مین آکر شادی کو روبرو بلایا اور فرمایا کہ تو اس نعمت کے لایق نہین ہے کہ اس بڑھیا کے بچہ کو زندہ کر کے تو نے اجرت لے لی اوسی روز سے وہ شادی سے کرامت جاتی رہی وفات حضرت کی سنہ ایکہزار ایکسو تریپن ہجری مین ہوئی اور مزار پر انوار بمقام موضع بھرٹی زیارتگاہ خلق ہے پوشیدہ نرہے کہ فرقہ نوشاہیہ عالیہ مین سب لوگ صاحب وجد وسماع وشوق وذوق ومستی ہین مگر فقرای سلسلۂ پاک رحمان کی سماع کے وقت سب سے زیادہ مست ہو جاتی ہین جب تک اونکے پاون مین رسن ڈالکر اولٹا لٹکا ہین اور وہ ساعت وساعت اوسی حالت مین رقص نکرین سرد نہین ہوتے اور اگر اوس عمل سے بھی وہ ہوش مین آئین تو اوسی حالت مین اون کو زمین پر کھینچتے ہین جب تک کہ وہ ہوش مین آجائین رسن اونکی پاؤن سے کھولا نہین جاتا۔

سید بھلی شاہ قادری شطاری قصوری

یہہ بزرگ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے خلیفے تھے قصبہ قصور مین سکونت رکھتے تھے سماع و وجد کا شغل دن رات مدنظر تھا اکثر اوقات خوارق وکرامت بہ اقتضا ان سے سرزد ہوتی طبیعت بھی انکی موزون تھی پنجابی زبان مین ابیات وکافی ہزارون ان کی تصنیف کی ہوئی بمضامین توحید اب تک قوال مجالس فقرا مین گاتے ہین وفات ان کی سنہ ۱۱۷۱ ایکہزار ایکسو اکھتر ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار قصور مین زیارتگاہ خلق ہے۔

شیخ عبد اللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری

خاندان قادریہ عظمیہ مین یہہ بزرگ مرید وخلیفہ شیخ شرف الدین پانی پتی کے تھے اور سلسلہ انکا چار واسطون کے ساتھہ حضرت میان میر بالا پیر لاہوری کے ساتھہ ملتا تھا یہہ بزرگ ذات کے بلوچ تھے اور ساربانی کے پیشہ سے بہت مال جمع کیا تھا اور موضع مزنگ مین متصل لاہور ایک کوٹ اپنے نام کا آباد کیا اوسکا نام کوٹ عبد اللہ رکھا

پرجب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا تو مال و دنیا کو ترک کرکے فقیر ہوئے و
باجازت پیر روشن ضمیر عبادت و ریاضت پر کمر باندھی اور تکمیل پائی تمام عمر حضرت نے
تلقین خدام مین گذرانی اور سیکڑون لوگ اون کے ذریعہ مراتب قرب تک پہونچے
انکے بڑے خلفا مین سے ایک حافظ غلام محمد المشہور امام گاموان امام مسجد وزیرخان سے تھے
جو اپنے وقت مین یگانہ آفاق تھے دوسرے شیخ فیض بخش قریشی لاہوری پدر شیخ
امام بخش حدیادری مؤلف کتاب تھے جنھون نے حضرت کی خدمت مین حاضر رہ کر
قرب الٰہی حاصل کیا شیخ مراد بخش ولد شیخ فیض نقل کرتے تھے کہ ایک روز مین نے اپنے
ایک ہمسایہ کو جسکو کیمیا گری کا شوق تھا دیکھا کہ سم الفار و گوگرد بازار سے لاکر اونسے
کھرل کیا او ہیسی پیسون پر لگا کر آگ مین ڈالا یہہ بات دیکھکر مجکو بھی کیمیا گری کا شوق
ہوا اور مین نے جانا کہ عمل کیمیا گری بہت آسان ہے اوسی طرح مین بھی سم الفار و
گوگرد وغیرہ لایا اور کھرل کرکے پیسون کو لگایا اور پیسے آگ مین ڈالدیئے جب آگ
سرد ہوئی اور پیسون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پیسے بھی بیکار ہوگئے ہین اس نقصان سے
مین بہت پشیمان ہوا اور اوسی پشیمانی مین عبداللہ شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا چونکہ
مین اوس وقت کم عمر نوجوان لڑکا تھا حضرت میری طرف دیکھکر متبسم ہوئے اور
فرمایا کہ برخوردار آج تمنے کیمیا بنانے مین بہت تکلیف اوٹھائی تمکو اگر کیمیا کا عمل
حاصل کرنا ہے تو اپنی باپ کی طرح ہماری خدمت مین آتے او ہم تمکو ایسی کیمیا بخشینگے
کہ یہہ کیمیا تمھاری نظر مین خاک نظر آئیگی وفات حضرت عبداللہ شاہ کی آٹھوین جمادی الاولی
سنہ ایکہزار دوسو بارہ ہجری اور مزار بیرون شہر لاہور موضع مزنگ مین ہے اور بجہد ہے
تاریخ وفات ہے ۔

شیخ غلام حسین ساکن وایان والی قدس سرہ

یہہ بزرگ خاندان قادریہ عظیمیہ مین نہایت عابد و زاہد و صاحب عشق و محبت و کشف
و کرامت تھے آخری زمانہ مین اگر انکو قطب وقت لکھا جائے تو بجا ہے ہزارون طالبان
خدا انکی خدمت مین آئے اور اپنی مراد کو پہونچے طالبان دنیا مین سے بھی جو اہل

حاجت حضرت کے دروازے پر حاضر ہوا خالی نگیا انکی ذات بابرکات گویا چشمۂ فیض و دریای رحمت تھی کشف و کرامت جو اونکی ظہور مین آئی ہین اونکا ذکر لوگون کی زبان پر اس قدر جاری ہے کہ اون کے اندراج کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھی جای وفات اونکی سنہ ایکہزار دوسو ساٹھ مین واقع ہوئی اور بعد وفات ان کے شیخ فقیر شاہ انکے فرزند بھی جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے انکی ذات سے بھی بہت سے لوگون کو فیض پہونچا۔

دوسرا چمن تذکرہ پیران خاندان چشت اہل بہشت مین

ابتدا اس سلسلہ عالیہ کی خواجہ حسن بصری سے ہے جنھون نے فیض باطن جناب علی المرتضی کرم اللہ وجہ سے پایا اون سے عبد الواحد بن زید اونسے خواجہ فضیل بن عیاض اون سے خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم اون سے خواجہ خذیفۃ المرعشی اون سے خواجہ ہبیرہ بصری اون سے خواجہ علو دینوری اون سے خواجہ ابو اسحاق شامی اون سے خواجہ ابو احمد ابدال اون سے خواجہ ابو محمد چشتی اون سے خواجہ ابو یوسف چشتی اون سے خواجہ مودود چشتی اون سے خواجہ حاجی چشتی اون سے خواجہ حاجی شریف زندنی اون سے خواجہ عثمان ہارونی اون سے خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری نے خلافت پائی اور یہہ سلسلہ ہند و پنجاب مین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری سے شایع ہوا اور ہزارون طلبا تکمیل پاکر قرب الٰہی کے مدارج پر پہونچے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی

یہہ بزرگ اکابر اولیا و اجل اصفیائی ہندستان مین خرقہ خلافت انھون نے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری سے پایا اصل انکا ساداتِ اوش سے تھا جو ایک قصبہ سرزمین ماوراء النہر مین ہے شجرۂ نسب انکا حضرت امام جعفر صادق کے ساتھہ اس طرح پہونچتا ہے کہ خواجہ قطب الدین بن سید کمال الدین بن سید موسی بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق بن سید احسن بن سید

معروف بن سید احمد بن سید رضی الدین بن حسام الدین بن رشید الدین بن امام جعفر
صادق رضی اللہ عنہ خوردسالی کی عمر مین انکا باپ مرگیا اور والدہ ماجدہ نے انکو پالا
اور تربیت کی جب بالغ ہوئے تو طلب حق گھر سے نکل آئے اور بخدمت خواجہ معین الدین
حسن سنجری حاضر ہوکر مرید ہوئے بعد تکمیل پیر روشن ضمیر نے انکو دہلی کو مامور کیا اور
حکم دیا کہ اوس شہر مین رہ کر ہدایت خلق مین مشغول ہو چنانچہ حضرت دہلی مین آکر سکونت
پذیر ہوئے اون کے خوارق و کرامات و زہد و ریاضت کے ذکر مین صدہا کتابین بھری
ہوئی ہین مشہور کرامت انکی یہہ ہے کہ جب حضرت کے گھر سماع ہوتا اور خلائق جمع
ہوتی تو حضرت اپنی بغل مین سے دو دو گرم کاک یعنے کلچے نکال کر دیتے جاتے یہانتک
کہ تمام محفل کے لوگ سیر ہو جاتے اسیواسطے حضرت کا خطاب کاکی مشہور رہے وفات
حضرت کی چودھوین ماہ ربیع الاول سنہ چھ سو چونتیس ہجری مین عین سماع مین ہوئی
اوس روز حضرت کے یہان مجلس سماع کی تھی اور قوال حضرت احمد جام کی غزل گاتا تھا

شعر

منزل عشقت مکان دیگر است	این جہان را ہم جہانی دیگر است

جب یہہ غزل گاتے گاتے نوبت اس شعر کی آپہونچی

شعر

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جان دیگر است

تو حضرت کا حال برگشتہ ہوگیا اور اوسی حالت مین جان دیدی

قطعہ تاریخ

گئے جنت کو جب دنیای دون سے	جناب شاہ شاہان قطب اقطاب
ندا ہاتف سے یہہ سرور کو آئی	کہ والا قطب دوران قطب اقطاب

حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی پاکپٹنی قدس سرہ

یہہ بزرگ خاندان چشت اہل بہشت مین ترک و تجرید و زہد و ریاضت و علم و عمل و کشف
و کرامت مین ہر ایک سے سبقت لے گئے تھے ذوق و شوق و محبت و وجد سماع

انکو کمال شغل رہتا تھا زہد و ریاضت راہ خدا مین جس قدر انھون نے کیا ہے کسی نے متقدمین اولیا مین سے بھی نہین کیا روزہ آپکا دائمی تھا جب افطار کرتے تو درختون کے پتی انکی خوراک تھی تمام روز خدا کی تلقین مین گذر جاتا اور رات عبادت مین انکا باپ جمال الدین سلیمان تھا سلطان محمود غزنوی کا سلطان شہاب الدین غوری کی وقت کابل سے لاہور مین آیا چندی قصبۂ قصور مین سکونت رکھی پھر ملتان مین گیا اور ملا وجیہہ الدین خجندی کی دختر قرسم خاتون سے نکاح کیا اوسکے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک شیخ اعز الدین محمود دوم فرید الدین مسعود تیسرے نجیب الدین متوکل کہ یہ تینون بھائی اپنے زمانہ کے یگانہ تھے اور شجرہ انکے بزرگون کا ستر ہ واسطونکے ساتھ سلطان ابراہیم بن ادہم کے ساتھ اور تئیس واسطون کے ساتھ حضرت فاروق اعظم عمر ابن الخطاب کے ساتھ منتہی ہوتا ہے اس طرح پر کہ شیخ فرید الدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہور بفرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ شیمان شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبد اللہ بن واعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن سلطان المتقین سلطان ابراہیم بادشاہ بلخ بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ بن امیر المومنین بن فاروق الاعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد وفات فرخ شاہ بادشاہ کابل کے جب کابل کا ملک شاہان غزنی نے لے لیا اس خاندان سے سلطنت جاتی رہی مگر اولاد اونکی بدستور کابل مین رہی پھر جب چنگیز خان سلطان خوارزم پر غالب آیا اور شہر کابل پر آفت آئی تو حضرت کے جد بزرگوار لڑائی مین شہید ہوئے اور شیخ جمال الدین سلیمان ہندوستان کو چلے آئے ولادت حضرت گنج شکر کی سال پانسو بیاسی مین بموضع کہوتوال علاقۂ ملتان عمل مین آئی پرورش بھی حضرت نے ملتان سے پائی خرقۂ خلافت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی سے پایا حضرت نے سیر بھی بہت کی اور بہت بزرگون سے فیض باطن پایا بعد حصول خرقۂ خلافت حضرت نے شہر ہانسی مین سکونت اختیار کی پھر جودھن مین آکر قیام

پذیر ہوئی حضرت کے خوارق وکرامت ہزاروں درج کتب تواریخ ہین اس مختصر مین اونکی
گنجایش نہین ہے شائق کتاب خزینۃ الاصفیا مین دیکھہ لے مگر ایک کرامت کا ذکر بجملہ
اون کے یہان بھی لکھا جاتا ہے کہ حضرت نے ایک قطعہ زمین ایک شخص سے شمول
خانقاہ کے لیے قیمت دیکر خریدا چند ماہ کے بعد ایک اور دعویدار اوس زمین کا پیدا
ہوا اور اوسنے استغاثہ اس دعوی کا دیپالپور مین جاکر حاکم شاہی کے روبرو پیش کیا
وہان سے حضرت کی اصالتاً یا وکالتاً طلبی ہوئی حضرت نے ایک خادم کو جوابدہی کے
واسطے بھیجا پھر گواہ طلب ہوئے جن سے زمین ملکیت بائع کی ثابت ہو حضرت حاکم کی
بار بار تقاضا سے تنگ ہوگئے اور فرمایا کہ اوس گردن ٹوٹی کو کہدو کہ خود آکر زمین سے
پوچھہ لے اگر زمین گواہی نہ دیگی تو ہم گواہ بھیجدینگے حاکم یہہ بات سنکر کمال متعجب ہوا
اور کہا کہ اچھا ہم چلتے ہین اگر زمین نہ بولی تو فرید اس بات کی سخت سزا پائیگا پس
حاکم خود سوار ہوکر آیا اور ہزاروں لوگ دیکھنے وا[illegible] جمع ہوئے جب مجمع ہوچکا تو اول
مدعی کو حکم ہوا کہ زمین سے اپنی ملکیت کا سوال کرے چنانچہ اوس کے سوال پر زمین
نے کچھہ آواز نہ دی پھر حضرت کی طرف سے ایک خادم نے زمین سے پوچھا کہ تو کسکی
ملکیت ہے زمین سے آواز ہوئی کہ مین اوسکی ملکیت تھی جس نے فرید کے پاس
مجھکو فروخت کیا اور اب ملکیت خواجہ فرید کی ہون یہہ بات سنکر حاکم حیرت مین آیا اور
مدعی کو سخت سزا دی بعد فیصلہ کے جب وہان سے چلا تو گھوڑے نے ناخن لیا
اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اوسیوقت گردن ٹوٹ گئی اور مرگیا نعوذ باللہ من غضب الاولیا
وفات حضرت کی پانچوین ماہ محرم سنہ ۶۶۴ھ چھہ سو چونسٹھہ مین واقع ہوئی اور روضہ منورہ بمقام
پاک پٹن زیارت گاہ خلق ہے —

قطعۂ تاریخ

چو اندر زمین آہ مانند گنج ** نہان گشت فرد یگانہ فرید
بہ سدرہ عجب سال تاریخ او ** نہان گشت فرد یگانہ فرید

خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ

یہہ بزرگ حضرت فریدالدین گنج شکر کے خلفا مین سے عارف کامل صاحب ارشاد

جامع سیادت ونجابت وشرافت وشریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت وشوق وذوق ووجد وسماع وخوارق وکرامت تھے فقر مین مقامات بلند ومدارج ارجمند رکھتے تھے حضرت کی طبیعت مین جلال بہت تھا صاحب خطاب اونکو پیر روشن ضمیر سے عنایت ہوا انہیں پر کہ انھون نے بارہ برس تک باورچیخانہ کی خدمت کو انجام دیا مگر خود بے اجازت ایک لقمہ نہ کھایا صرف درختون کی پتی کھا کر گذارہ کیا جب یہہ حال انکے پیر روشن ضمیر پر روشن ہوا انکو کمال مہربانی سے صاحب خطاب بخشا اور دہلی کا قطب بنا کر فرمان لکھ دیا چونکہ حضرت فرید الدین گنج شکر کا یہہ دستور تھا کہ جس خلیفہ کو کسی ملک کو روانہ کرتے فرمان اپنے دستخط سے لکھکر اوسکو دیتے اور فرماتے کہ خواجہ جمال الدین ہانسوی کے پاس جاکر اوسکی مہر کرالو پس وہ ہانسی مین جاتا اور جمال الدین کی مہر اوسپر کرا کر مکان مامورہ کی طرف روانہ ہوجاتا اس رسم کے موجب علاؤ الدین علی احمد صابر بھی ہانسی پہونچے چونکہ یہہ خواجہ فرید الدین گنج شکر کے بھانجے اور داماد اور مقامات ولایت مین سب سے بڑھکر تھے انکے استقبال کے لئے خواجہ جمال الدین ہانسی سے دو میل باہر آئے انھون نے اونکی تکریم کی مگر گھوڑے سے نیچے نہ اوترے اور خواجہ جمال پا پیادہ انکی سواری کے ساتھ رہے اور اپنی مسجد مین لیجا کر اوتارا اوسوقت شام کی نماز کا وقت تھا خواجہ جمال نے انکو نماز مین بھی امام کیا جب نماز پڑھ چکے اندھیرا ہوگیا تھا حضرت نے اپنا فرمان خواجہ جمال کو دکھایا اور مہر کر دینے کی درخواست کی اونھون نے کہا کہ اب شام کا وقت ہے آپ آرام کرین کل صبح کو مہر کردونگا یہہ بات سنتے ہی حضرت نے دہنے ہاتھہ کی بڑی اونگلی کو پھونکا اوس پھونک سے اونگلی شمع کے مانند روشن ہوگئی اور فرمایا کہ اگر اندھیرے کا خیال ہے تو اب روشنی ہوگئی ہے روشنی مین فرمان پڑھکر مہر کردو یہہ بات سنکر خواجہ جمال نے فرمان پھاڑ ڈالا اور کہا کہ دہلی بیچاری تیری ایسی آتشین دم سہارنے کی توفیق نہین رکھتی اسبات پر حضرت کا اثر ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ تو نے میرے فرمان کو پھاڑ ڈالا ہے مین نے تمھاری ولایت کو پھاڑ ڈالا اونھون نے کہا کہ اول سے یا آخر سے کہا آخر سے یہہ بات کہکر حضرت وہان سے اوٹھ

کھڑے ہوئے اور خواجہ فرید کی خدمت مین آکر کل حال بیان کیا اونھون نے فرمایا کہ پارہ کردہ جمال را فریدنتواند دوخت بعد کچھ مدت کے خواجہ فرید نے حضرت صابر کو شہر کلیر کو روانہ کیا اور فرمان تولیت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا بتعمیل ارشاد حضرت وہان جاکر سکونت پذیر ہوئے شہر والی حضرت کی طرف رجوع نہ لائے کوئی طالب نہ خدمت مین حاضر ہوا چند ماہ اسی طرح گذر گئے تو ایکروز جمعہ کی نماز پڑھنے کے واسطے حضرت جمعہ مسجد مین گئے اور امام کے مصلی کے بہت نزدیک جا بیٹھے گئے جب نمازی جمع ہوئے تو لوگون نے حضرت کو کہا کہ جہان تم بیٹھے ہو یہ مقام قاضی کی جا ئے نماز ہے یہان سے اوٹھ کر دوسرے صف کی جگہ چلے جاؤ حضرت وہان سے نہ اوٹھے اور فرمایا کہ قاضی سے بڑھکر رتبہ قطب کا ہے اور ہم اس سرزمین کے قطب ہین یہ بات سنکر لوگ ہنسے اور اونکی بات ہنسی مین اوڑا دی اور زبردستی سے وہان سے بازو پکڑ کر اوٹھا دیا حضرت سب سے پیچھے آکھڑے ہوئے اور طبیعت پر جلال و غضب غالب تھا جب لوگ نماز پر کھڑے ہوئے اور حضرت کو کوئی جگہ نماز پر کھڑے ہونے کے لئے نملی تو حضرت نے مسجد کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے مسجد تمام لوگ سجدہ کو جاتے ہین تو بھی سجدہ کر یہ بات کہتے ہی مسجد معہ چھپت اور دیوارون کے گر پڑی اور سب لوگ نیچے آکر ہلاک ہوگئے اوس روز سے بتاثیر غضب و جلال حضرت کے اوس شہر پر وبا نازل ہوئی اور تھوڑے عرصہ مین وہ شہر ویران ہوگیا اور حضرت افراغ باطن عبادت مین مشغول ہوئے اور تمام عمر اوسی ویرانہ مین بسر کی اوس وقت حضرت کے پاس صرف شمس الدین ترک پانی پتی خدمت گزار و خادم رہتے تھے جب اونکو بھی حضرت نے پانی پت کی طرف رخصت کر دیا تو بحالت تنہائی وہان تشریف رکھی آخر سال چھ سو نوی مین بحالت سماع وفات پائی اوس روز خواجہ شمس الدین خادم تھا مین حاضر تھے اونھون نے حضرت دفن کیا اور روضہ مکلف بنوایا جو اب تک زیارت گاہ خلق ہے — قطعہ تاریخ

بمعشوق ازل گردید موصول	چو آن عاشق علاؤالدین صابر
بسال ارتحال آن شہ دین	بگو صادق علاؤالدین صابر

شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ

یہہ بزرگ خواجہ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے اور حضرت کے حکم سے شہر پانی پت مین آکر سکونت پذیر ہوئے ہزارون آدمی انکے ذریعہ سے مراتب قرب الٰہی تک پہونچے اصلی وطن انکا ترکستان تھا جد بزرگوار انکے شیخ احمد یسوی مشہور اولیا مین سے تھے شجرہ نسب انکا حضرت امام محمد حنیف فرزند ارجمند علی المرتضی کے ساتھہ ملتا ہے اور علوی قریشی کہلاتے تھے حضرت کے خوارق وکرامت کے ذکر سے کتابین بھری ہوئی ہین اور اس مختصر مین گنجایش اوسکی نہین ہے وفات حضرت کی ۷۱۵ھ سات سو پندرہ ہجری مین واقع ہے اور مزار پانی پت مین ہے —

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی قدس سرہ

اکابر اولیائی خاندان چشتیہ مین سے ہین شجرہ نسب انکا حضرت امام اعظم کوفی کے ساتھہ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ بوعلی قلندر بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبد الرحمان بن عبد الرحیم بن محمد بن امام نعمان امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ اور شجرہ پیران عظام کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے ساتھہ اس طرح پر گرہ کھاتا ہے کہ شیخ بوعلی قلندر مرید وخلیفہ شیخ عاشق خدا اور وہ مرید وخلیفہ امام الدین ابدال اور وہ مرید وخلیفہ شیخ بدر الدین غزنوی اور وہ مرید وخلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا حضرت کا طریق مجذوبانہ قلندرانہ اور کلام آپ کا توحیدانہ تھا خوارق وکرامت انکی ہزارون کتابون مین تحریر ہین وفات ان کی تیرھوین ماہ رمضان ۷۲۴ھ سات سو چوبیس ہجری مین واقع ہوئی —

سلطان المشایخ نظام الدین بداونی دہلوی قدس سرہ

یہہ حضرت بڑے خلیفہ شیخ فرید الدین گنج شکر پاک پٹنی کے تھے اصلی نام حضرت کا محمد بن احمد دانیال بن علی بخاری تھا اور لقب سلطان المشایخ وسلطان الاولیا و سلطان السلاطین وخطاب محبوب الٰہی ونظام الملتہ والدین تھا ان کے دادا

شیخ علی بخاری اور نانا انکے شیخ خواجہ عرب دونوں اول بخارا سے آئے اور چند سال لاہور
میں سکونت رکھی پھر بداؤن میں جا کر قیام کیا شیخ احمد دانیال ان کے باپ بھی ہمراہ
تھے سنہ ۶۳۴ چھ سو چونتیس ہجری میں بمقام بداؤن حضرت تولد ہوئے پانچ برس کی
عمر میں حضرت کا باپ مر گیا اور بی بی زلیخا اونکی والدہ نے انکو پرورش کیا بارہ برس
کی عمر میں حضرت نے علم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی کی تعلیم سے
فراغت پائی اور دستار فضیلت کی سر پر باندھی بعد ازاں بوسیلہ شیخ نجیب الدین
متوکل بخدمت شیخ فرید الدین گنج شکر کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال پاکپٹن میں
محنت و ریاضت و عبادت تکمیل پائی اور بعد حصول خرقہ خلافت دہلی کو رخصت ہوئے
دہلی میں آکر حضرت ہمیشہ مشغول ہدایت خلق ہوئے تو لاکھوں آدمی طالبان حق خدمت
میں حاضر ہوئے اور وہ فیض حاصل ہوا کہ کسی کو اوس وقت کے اولیا کو نصیب نہ تھا
دولت ظاہری کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپیہ روزمرہ حضرت کے لنگر میں خرچ ہوتا
اور ہزاروں روپیہ نقد خیرات کیا جاتا اور باطنی فیض کی یہ حالت تھی کہ جو طالب حق
بصدق اعتقاد خدمت میں حاضر ہوتا بتاثیر نظر کیمیا اثر ولی کامل ہو جاتا حضرت کے
خوارق و کرامت کے تذکرے سے ہزاروں کتابیں بھری ہوئی ہیں کسکی طاقت
ہے جو بیان کر سکے مگر لاکھوں میں سے ایک یہاں بھی لکھی جاتی ہے نقل ہے
کہ ایک فاضل جاگیردار کے گھر کو آگ لگ گئی اور فرمان جاگیر جو اوسکو بادشاہ سے
ملا ہوا تھا جل گیا اوس نے بڑی محنت و مشقت سے دوسرا فرمان حاصل کیا مگر جب
وہ فرمان لیکر دیوان شاہی سے نکلا وہ بھی بغل سے گر پڑا اس بات سے بہت گھبرایا
اور بحالت غمگینی کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگا حضرت نے فرمایا
کہ اگر فرمان تمھارا مل جاوے تو پیران چشت کے ارواح کو ثواب دوگے اوسنے عرض
کی کہ میں فرمان کے ملنے سے پہلے ہی حلوا لا کر فاتحہ دلواتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور
بازار سے حلوا لے آیا جب حضرت کے پاس آیا تو حلوائی نے جس کاغذ سے حلوا کو
ڈھک کر دیا تھا وہ کاغذ وہی فرمان نکلا حضرت نے حلوا لیکے [illegible] وہ کاغذ

دیکھا کر اسکو دیدیا اور فرمایا کہ اوتمہارا یہ فرمان ہے جب اوسنے غور سے دیکھا تو
وہی کا فرمان وہ تھا نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ تمام عمر مجرد رہے اونکا نکاح نکیا
باعث یہہ ہوا کہ ایک روز خواجہ فریداون کے مرشد نے روزہ کے افطار کیا اور اونکو
حکم دیا کہ ہمارے کہانے کے لیے کچہہ لاؤ سلطان المشائخ نے اپنی پگڑی گرو کی اور
تھوڑا سا لوبیا خرید کر نمکین پکایا اور پیر کی خدمت مین لے گئے حضرت کہا کر بہت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمنے خدا سے مانگا ہے کہ تیرے مہمان خانہ مین ہر روز نہتر
من نمک خرچ ہوا کرے یہہ مہربانی کا کلام سنکر سلطان المشائخ تعظیم کو اوٹھے چونکہ پاجامہ
انکا اوسوقت پھٹا ہوا تھا حضرت نے اپنا پاجامہ منگوا کر ارشاد کیا کہ پہن لے سلطان المشائخ
نے اپنے پاجامہ کے اوپر اوسکو پہن لیا جب ازاربند باندھنے لگے تو مارے جلدی کے
ازاربند ہاتھ سے چھوٹ گیا پاجامہ پاؤن پر گر پڑا حضرت نے فرمایا کہ ازاربند مضبوط کر کے
باندھ لے عرض کی کہ کس قدر مضبوط باندھون فرمایا اس قدر کہ سوا ہی روز قیامت کے
نہ کھلے اگر کھلے تو حوران بہشت پر کھلے عرض کی کہ بہتر ہے اوس روز سے سلطان المشائخ
نے ارادہ نکاح کا فسخ کیا اور تمام عمر مجرد رہے وفات حضرت کی اٹھارہوین ربیع الآخر
کے روز سنہ سات سو پچیس مین واقع ہوئی اور عمر اکیانوین سال کی ہوئی اور روضہ
متبرک شہر دہلی مین زیارت گاہ خلق ہے

قطعہ تاریخ

گئے دنیا سے جب نظام الدین	کھلے جنت کے اونکے واسطے باب
سال تاریخ کے لیے سرور	بولا ہاتف کہ اشرف الاقطاب

خواجہ امیر خسرو شاعر چشتی دہلوی

خواجہ سلطان المشائخ کے خلفا مین سے یہہ حضرت کمال معتقد اپنے پیر کے تھے اور پیر
روشن ضمیر کے روبرو اس سے زیادہ کوئی محرم اسرار و واقف راز نہ تھا نام اصلی انکا
ابوالحسن اور شعر مین تخلص خسرو تھا انکا باپ امیر سیف الدین ایک امیر صاحب جاہ
و دولت و علم و حلم تھا اور ارادت بخدمت سلطان المشائخ رکھتا تھا وہ ستر سال کی

میں کفار کے جہاد میں شہید ہوئے انکا نانا خواجہ خسرو کا امیر عمادی الملک بھی ایک شخص صاحب خیر
و برکت و واقف رموز ظاہری و باطنی تھا خواجہ خسرو باپ کے مرنے کے بعد نو سال کے
رہ گئے اور امیر عمادی الملک کے سایہ عاطفت مین پرورش پائی ایک بھائی خواجہ خسرو
کا جسکا نام اعزالدین علی تھا کمال مقبول و محبوب سلطان المشائخ کا تھا صاحب
سفینۃ الاولیا لکھتے ہین کہ خواجہ خسرو کے دل محبت منزل مین اس قدر آتش
عشق مشتعل تھی کہ پیراہن انکا ہر وقت قلب کی جگہ سے جلا رہتا تھا جب نیا پیراہن
پہنتے تو اوسی وقت پیراہن قلب کے مقام سے جل جاتا تصانیف انکی ایک کم سو
مشہور ہین اور اشعار منظوم فارسی پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہین اور
ہندی اشعار اوس سے علاوہ بیشمار ہین اور فی البدیہہ کہنے پر انکی طبیعت ایسی قادر
تھی کہ کتاب مطلع الانوار بجواب مخزن الاسرار نظامی انھون نے دو ہفتہ مین تمام کی
وفات انکی سنہ سات سو پچیس مین سلطان المشائخ کی وفات کے بعد چھ ماہ وقوع
مین آئی اور مزار گوہر بار سلطان المشائخ کے روضہ کے پاس ہے کتابون مین لکھا ہے
کہ جب سلطان المشائخ فوت ہوئے یہ حاضر نہ تھے بنگال کے ملک کی مہم پر بادشاہ
کے ساتھ گئے ہوئے تھے جب یہ خبر انکو پہونچی فوراً دہلی مین آئے اور لباس سیاہ
پہن کر بے خورد و خواب پیر روشن ضمیر کے مزار کے پاس باسینہ بریان و چشم گریان
بیٹھے رہے جب چھ مہینے اس حالت مین گذر گئے تو بدہ گئے روز اٹھارہوین ماہ شوال
کو وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ

جبکہ فخر شاعران ملک ہند	شاہ والا خسرو عالی مکان
کر گئے رحلت بسال خاتمہ	بولا سرور بلبل شیرین کلام ۷۲۵

شیخ نصیر الدین محمود اودھی المخاطب بچراغ دہلوی

بڑے دوست اور خلیفہ راستین سلطان المشائخ نظام الدین کے تھے شجرہ انکا حضرت
امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا تھا انکے جد بزرگوار کا نام سید عبد اللطیف و

باپ کا نام سید یحیی تھا بعد وفات سلطان المشائخ کی ولایت خطۂ دہلی کی انکو ملی صبر و رضا و تسلیم انکا شعار تھا انکے خوارق و کرامات کے تذکرون سے کتابین بھری ہوئی ہین جنکی گنجائش اس مختصر مین نہین ہے ہزارون طالبان حق انکے ذریعہ سے بمراتب قرب الٰہی پہونچے وفات آپ کی اٹھارہوین رمضان المبارک روز جمعہ سال سات سو ستاون ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار دہلی مین ہے ۔

شیخ جلال الدین محمود پانی پتی گازرونی قدس سرہ

یہہ بزرگ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے مرید تھے اور خرقۂ خلافت اون سے پایا اصلی نام انکا محمود اور شجرۂ نسب حضرت امیر المومنین عثمان سے ملتا تھا جذب و استغراق وحدت کے مزاج پر اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت بیہوش رہتے نماز کے وقت خدام باآواز بلند حق حق آپ کے کان مین کہتے تو وہ ہوش مین آکر نماز ادا کرتے چالیس اولیای کامل انکے خلیفے تھے جن سے سلسلہ جاری ہوا اور کتاب زاد الابرار انکے عمدہ تصانیف مین سے ہے انکے مطبخ مین ایکہزار آدمی ستر کھانا کھاتے تھے جب کم ہوتے شہر سے آدمی بلائے جاتے اور جب کبھی مقررین ہوتے تو ایکہزار آدمی کا کھانا غیب سے نمودار ہوتا وفات حضرت کی سنہ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین واقع ہوئی ۔

شاہ کاکو چشتی لاہوری قدس سرہ

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے یہہ حضرت بڑے بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقوی و توکل تھے شیخ پیر محمد چشتی لاہوری سے انھون نے خرقۂ خلافت پایا اور تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہتے دولت ظاہری و باطنی انکی نصیب تھی کرامتین انکی بہت مشہور ہین چنانچہ سکھون کے وقت کا ذکر ہے کہ سکھان شہید بونگیون نے انکے مزار کا سالینہ عرس جو قوم خوجہ ان کے مرید کرتے ہین بند کر دیا اور مریدون سے پوچھا کہ انکا عرس تم کیون کرتے ہو اونھون نے کہا کہ یہہ بزرگ ولی عابد و زاہد تھے اسواسطے انکا عرس ہوتا ہے یہہ سنکر ایک سکھ بولا کہ مین اسکا امتحان

کرتا ہون یہہ کہکر وہ اوس بیر کے درخت پر جو حضرت کی قبر پر ہے چڑھ گیا اور قبر پر پیشاب کرنے لگا اسیوقت پانو پھسل کر نیچے آپڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی اوس روز سے پھر سکھ مانع عرس نہوئے وفات انکی سال آٹھ سو اسّی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین دہلی دروازہ کے باہر ہے —

شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ

یہہ بزرگ بڑے خلیفہ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق ردولی کے تھے شجرہ پیران عظام انکا انھین تین واسطے سے شیخ جلال الدین پانی پتی کے ساتھ ملتا ہے کہ شیخ احمد عبد الحق ردولی نے خرقہ خلافت شیخ جلال الدین پانی پتی سے پایا تھا خاندان چشت اہل بہشت سلسلۂ صابریہ مین سے یہہ بزرگ صاحب کمال ظاہری و باطنی تھا تصوف مین ایک کتاب انوار العیون نام اسکے تصانیف مین سے مقبول خاص وعام ہے وفات انکی سال نوسو پینتالیس ہجری مین واقع ہے اور مزار گنگوہ مین ہے —

شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ العزیز

یہہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے خلیفہ اور جانشین تھے شجرہ نسب ان کا فاروق اعظم عمر بن الخطاب کے ساتھ ملتا ہے انکا باپ محمود بھی عالم فاضل صاحب عظمت تھا شیخ جلال الدین اونکے گھر مین ولی مادر زاد ہوئے سات برس کی عمر مین انھون نے قرآن حفظ کیا اور سترہ برس کی عمر مین تحصیل علوم صرف و نحو منطق و معانی و حدیث و تفسیر سے فراغت پائی بعد ازان بجذب جاذب حقیقی بخدمت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے حاضر ہوکر تکمیل پہونچے تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہے آخر سال نو سو نواسی ہجری مین وفات پائی —

شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری

یہہ بزرگ شیخ نظام الدین بلخی کے خلیفہ تھے جو بڑے جانشین شیخ جلال الدین تھانیسری کے تھے علوم ظاہری و باطنی مین انکو استعداد کامل تھی پہلے انھون نے

ظاہری علم حاصل کیا اور تعلیم و تدریس کے کام مین مشغول ہوئے چند سال اس کام
مین مصروف رہے پھر شیخ نظام الدین بلخی کی خدمت مین جا کر تکمیل باطنی پائی اور
لاہور مین بعد حصول خرقۂ خلافت مامور ہوئے تمام عمر ہدایت و ارشاد کے کام مین صرف
کی آخر سال اکہزار و تیس مین وفات پائی مزار لاہور مین ہے

شیخ حاجی عبد الکریم چشتی لاہوری

اس بزرگ کا باپ عمادی الملک عبد اللہ انصاری سرکار شاہی مین ایک امیر کبیر
تھا انھون نے دولت ظاہری کو ترک کیا اور خدا کی طالب ہو کر شیخ نظام الدین
بلخی کے مرید ہوئے اور تکمیل پائی اور جب اکبر بادشاہ نے نظام الدین اسکے پیر
پر ناراض ہو کر انکو ہند سے نکالدیا اور وہ حرمین الشریفین کو چلے گئے تو یہ بھی اونکے
ہمراہ تھے وہان سے واپس آکر انھون نے لاہور مین قیام کیا تمام عمر ہدایت خلق مین
بسر کی انکی تصانیف و توالیف مین سے کتاب شرح فصوص الحکم فارسی و رسالۂ اسرار
عجیبہ پیران چشت کے ذکر و شغل کے بیان مین مقبول خاص و عام ہے انکی کرامتین
اکثر کتابون مین مذکور ہین چنانچہ ایک روز حج کا دن تھا ایک مرید خدمت مین حاضر
ہوا اور عرض کی کہ آج حج کا دن ہے صاحب قسمت لوگ آج مکہ معظمہ مین ہون گے
فرمایا کہ آؤ ہم اور تم بھی مکہ کو چلین یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور اوس مرید کو ساتھ لے لیا
جب آدہ کوس تک گئے تو مرید کو کہا کہ آنکھین بند کرو اور ہماری دوش پر ہاتھ رکھ کر چلے آؤ
تھوڑی دیر گذری تو فرمایا کہ آنکھین کھول دو جب اوس نے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ عرفات
مین موجود ہے بہت خوشی سے حج ادا کیا اور دوسرے روز بھی وہان قیام کیا پھر جس طرح
گئے تھے لاہور پہونچ گئے وفات انکی ستائیسوین ماہ رجب سنہ اکہزار چہیالیس ہجری
مین واقع ہوئی اور گور مزار لاہور مین متصل باغ زیب النسا بیگم المشہور موضع کوٹ ملی

شیخ ابو سعید چشتی صابری گنگوہی

یہ بزرگ فرزند دلبند شیخ نور الدین بن عبد القدوس گنگوہی کے تھے تربیت و تکمیل
و خرقۂ خلافت شیخ نظام الدین بلخی سے حاصل کیا اور اولیاے کاملین مین ہوئے

سواطع الانوار مین لکھا ہے کہ ایک شخص شکر حال و پریشان اونکے روبرو آیا اور عرض کی
کہ مین طالب خدا ہون مگر طاقت محنت و عبادت و ریاضت کی مجھہ مین نہین ہے چاہتا ہون
کہ آپ کی نظر فیض اثر سے مقصود دل حاصل کرون حضرت کے ہاتھہ مین اوسوقت عصا تھا فرمایا
کہ ہان ہم اس عصا کے تین ضرب سے طالب کو خدا تک پہونچا دیتے ہین یہہ کہکر ایک ضرب
عصا کی اوسکے سر پر لگائی عالم ملکوت اوسپر کھل گیا دوسری ضرب مین عالم جبروت تیسری
ضرب سے عالم مشہود اوس پر منکشف ہوگیا تین روز تک بیہوش رہا جب ہوش مین آیا
صدق دل سے مرید ہوا وفات حضرت کی سنہ ایکہزار اوپچاس مین واقع ہوئی اور
مزار گنگوہ مین ہے

شیخ محمد صادق بن فتح اللہ گنگوہی حنفی چشتی صابری

شیخ ابو سعید کے خلفا مین ہین یہہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند اور
ذوق و شوق و وجد و سماع و محبت مین یگانہ زمانہ تھا صاحب سواطع الانوار لکھتا ہے کہ
ایکمرتبہ حالت سیر مین حضرت جگنا تھہ مین پہونچے سرِ بازار ایک بت سنگین نہایت
خوبصورت دیکھا حضرت محو اوسکے تماشا مین ہوئے خدا کے حکم سے بت بولا اور کہا
انا المعبود لا المعبود سوائی شیخ اگرچہ اوسوقت مغلوب الحال تھے مگر برعایت شرع مقدس
کعبہ کو سجدہ کیا بت بولا کہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ شیخ نے جواب دیا کہ ہیچ ہے مگر رعایت
شرع رسول فرض ہے وفات حضرت کی اٹھارہوین محرم سنہ ۱۰۰۸ ایکہزار اٹھ ہجری
مین واقع ہوئی

شیخ عبد الخالق لاہوری چشتی صابری قدس سرہ

شیخ جان اللہ لاہوری کے یہہ بزرگ خلیفہ علوم ظاہری و باطنی مین طاق یگانہ آفاق
تھے وجد و سماع کے وقت انکی یہہ حالت ہوتی تھی کہ لوگون کو انکے مرجانے کا شبہہ ہوجاتا
اور حالت وجد مین جس پر نظر فیض اثر پڑا اسلئے بیہوش ہوجاتا لنگر انکا غربا و مساکین پر
عام تھا ہزارون لوگ دو وقت کھانا انکے باورچی خانہ سے کھاتے تھے بہت طالبان
خدا انکے ذریعہ جمیلہ سے قرب خدا تک پہونچے آخر سال ایکہزار اوستّھہ ہجری مین فوت

ہو گئے اور مزار گوہر بار لاہور مین ہے

شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری

یہہ بزرگ شیخ عبد الخالق چشتی لاہوری کے جانشین تھا تجرید و تفرید مین شان بلند رکھتا تھا جو کچھہ زبان مبارک سے فرماتا ظہور مین آجاتا ایک روز حضرت کے گھر سماع ہو رہا تھا اور حضرت وجد مین تھے قوال یہہ بیت پڑھ رہے تھے ؂ آن مسیحائی کہ جان در دست اوست ٭ میدہد جان گر کریم جند بار ٭ اچانک ایک شخص اپنے بیمار لڑکے کو جو قریب مرگ تھا کاندھے پر اوٹھائے ہوئے خدمت مین لایا اور التجا کی کہ حضرت اسکے واسطے دعای حصول شفا کرین حضرت اوسی وجد کی حالت مین اوٹھے اور بیمار کے موںہہ پر ہاتھہ پھیرا اوسی وقت اچھا ہو گیا وفات حضرت کی ساتوین ربیع الاول سال ایکہزار اکسٹہ مین ہوئی مزار لاہور مین ہے ١٠٦١

شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری

یہہ بزرگ عظمای مشائخ چشت سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا علوم شریعت و طریقت مین اپنے زمانہ مین فرید الدہر و وحید العصر تھا تمام روز تدریس طالبان علم مین مصروف رہتا اور رات بحضر تلقین عارفان حق مین گذرانتا پنجاب کے ہزارون لوگ اسکے ذریعہ سے فیضیاب دنیا و آخرت ہوئی بعد بارہ برس کی عمر کے یہہ اپنے دلی شوق سے علم کے شغل مین مشغول ہوا بتیس برس کی عمر مین جاذب حقیقی نے اسکو اپنی طرف کھینچا اور شیخ محمد عارف کی خدمت مین جا کر تکمیل پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا وفات ان کی سنہ ایکہزار چوراسی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین ہے ١٠٨٤

شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی

مرید و خلیفہ پدر عالی قدر اپنے کا تھا ہمت عالی و حالت قوی رکھتا صاحب اطلاع الانوار کا قول ہے کہ ایک مرید حضرت کا چلہ مین بیٹھا اوس حجرہ مین درخت بیر کا تھا اور وہ بسبب بھوکھہ کی حالت مین بیر کے درخت کی پتی کھالیا کرتا جب چلہ سے نکلا اوسنے

دعوی کیا کہ مین نے چالیس روز تک کچھ نہین کھایا حضرت نے کہا کہ تو جھوٹھ کہتا ہے بیر
کی درخت کی پتی چاپ گئے وقت تیری غذا تھی اوس نے انکار کیا اس بات سے حضرت
غضب مین آئے اور درخت کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ سچ بول تیری پتی یہہ کھاتا
رہا ہے یا نہین درخت زبان فصیح سے بولا کہ ہان یہہ درویش چالیس روز تک
میری پتی کھاتا رہا ہے درویش یہہ بات سنکر اپنے دعوی سے تائب ہوا وفات
حضرت کی پانچوین رمضان ۹۹۵ھ نوسو پچانوی مین واقع ہوئی اگرچہ خلیفہ حضرت
کے بہت تھے مگر شیخ سوندھا و شیخ بلاقی و سید عزیز اللہ و شاہ ابو المعالی چار
خلیفہ بڑے تھے جنسے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے —

شاہ ابو المعالی چشتی صابری قدس سرہ

سادات عظام و مشایخ کرام سے صاحب عشق و محبت و شوق و ذوق و وجد و سماع
تھے خرقہ خلافت شیخ داؤد سے پایا شیخ محمد صادق گنگوہی سے بھی فیض حاصل کیا
باپ ان کے سید محمد اشرف قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور مین رہتے تھے باپ کے
مرنے کے بعد شاہ ابو المعالی خورد سال رہ گئے والدہ نے انکو شیخ محمد صادق
کے سپرد کیا اونھون نے علوم ظاہری و باطنی سے انکو مستفید کیا اور مرتے دفعہ
انکو شیخ داؤد کے سپرد کیا باقیماندہ تکمیل انکی شیخ داؤد نے کی اور خرقہ خلافت عطا
کیا صاحب ثمرۃ الفواد لکھتا ہے کہ ایک روز مجلس مشائخ تھانیسر مین جمع تھی عند التذکرہ
حضرت شاہ نے فرمایا کہ مرگ و حیات کلمہ نفی اثبات لا الہ الا اللہ مین ہے جنھون نے
یہہ کلمہ دل سے پڑھا ہے اگر وہ لفظ لا زندہ کے کان مین کہدین تو مر جائے وگر الا اللہ
کہدین تو جی اوٹھے حاضرین مجلس نے التماس امتحان کی کی حضرت مجلس سے اوٹھے
اور ایک گاومیش کے کان مین جو اوسی گھر کے صحن مین بندھی ہوئی تھی لا الہ
کا لفظ کہا وہ فی الفور گر پڑی اور مر گئی پھر دوسرے کان مین الا اللہ کا لفظ کہا
فی الفور گاومیش جی اوٹھی اور چارہ چرنے لگی وفات شاہ ابو المعالی کی ۱۱۱۶ھ سنہ گیارہ
ایک سو سولہ مین واقع ہوئی —

شیخ عبد الرشید جالندھری چشتی قدس سرہ

یہہ بزرگ خاندان سادات عظام شہر جالندھر سے ہین انکے باپ کا نام سید اشرف تھا
خوردسالی کی عمر مین انکو شوق حق دامنگیر ہوا اور بعد تحصیل علوم متداولہ گھر سے نکل کر
شاہ ابو المعالی کی خدمت مین حاضر ہوا اور بیعت کی شاہ ابو المعالی نے انکو تربیت
تکمیل کے واسطے میران سید بھیکھہ کے حوالہ کیا اونکی خدمت مین چند سال انھون نے
بسر کی اور خرقہ خلافت پایا وفات انکی غرۂ ماہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ ایکہزار ایکسو اکیس
مین واقع ہوئی غلام محی الدین انکے فرزند بھی ایک مقبول شخص تھے بیعت انکی بھی
میران سید بھیکھہ کے ہاتھہ پر واقع ہوئی۔

شیخ سوندھا ولد شیخ مومن صدیقی چشتی صابری

یہہ بزرگ شیخ داؤد چشتی گنگوہی کے خلیفہ تھے شجرہ نسب انکا حضرت ابوبکر صدیق رضی
خلیفہ اول کے ساتھہ ملتا تھا باپ انکا شیخ مومن بادشاہی جاگیردار اور امیر کبیر تھا
اسکی وفات کے بعد یہہ خوردسال رہ گئے بالغ ہونے کے بعد انھون نے سامان
حشمت و جاہ ترک کیا اور شیخ داؤد کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوئے اور ایسے مراتب
عالیہ کو پہونچے کہ اولیاے متقدمین سے گوئی سبقت لے گئے صاحب سواطع الانوار
کا قول ہے کہ ایک روز ایک گانو مین حضرت بتقریب ایک عرس کے تشریف لے گئے جب
ہنگامہ سماع گرم ہوا تو اتفاقاً اوسیوقت گانو کے مالک کا بیٹا نوجوان مرگیا وہ مردہ کی
چارپائی اوٹھا کر عین مجلس مین لے آیا اور ہاتھہ باندھکر عرض کی کہ شعر مردان خدا
خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند ٭ میرے گھر مین بھی ایک لڑکا تھا جو آج
لقمۂ نہنگ اجل ہوگیا ہے تم لوگ مقبولان الٰہی ہو اگر تمھاری توجہ سے یہہ لڑکا میرا
زندہ ہوجائے تو عجب نہین یہہ تقریر سنکر شیخ سوندھا اوٹھہ کھڑے ہوئے اور لڑکے
کے منہہ سے چادر اوٹھا کر فرمایا کہ اے لڑکے اوس قادر قیوم کے حکم سے جو ہمیشہ
زندہ ہے اور کبھی نہین مریگا زندہ ہوجا لڑکا فی الفور زندہ ہوگیا اور درج سواطع الانوار
ہے کہ جب روز وفات شیخ سوندھا کا آیا قوالون کو بلاکر حکم دیا کہ یہہ شعر خواجہ حافظ

کا گائین ÷ صحبت بغیر نخواہم کہ بود عین قصور ÷ با خیال تو چرا با دگران پردازم ÷ جب قوالون نے یہہ شعر گانا شروع کیا حضرت وجد مین آئے اور اوسی حالت ذوق وشوق مین دنیائی فانی سے رحلت فرمای عالم جاودانی ہو گئے وفات حضرت کی چوبیسوین ماہ جمادی الاول سنہ ایکہزار ایکسو اونتیس مین واقع ہوئی —

سید محمد سعید المخاطب بمیران شاہ بھیکھ چشتی صابری قدس سرہ

بڑے خلیفہ اور جانشین حضرت شاہ ابو المعالی چشتی صابری کے تھے ذوق وشوق وجد وسماع واستغراق وعشق ومحبت مین ثانی نہین رکھتے تھے مشائخ متاخرین مین سے کسی بزرگ کو ایسی کشائش ظاہری وباطنی نصیب نہین ہوئی جیسی کہ انکو ہوئی ان کے مرید اکثر اقطاب وابدال کے مراتب تک پہونچے اشعار ہندی ودوہرے حضرت کی مضامین توحید سے بہت مشہور ہین جو صوفیون کی محفل مین گائے جاتے ہین شجرہ نسب انکا حضرت امام حسین کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ سید محمد سعید میران بھیکھ بن محمد یوسف سوانہ بن سید قطب شاہ بن سید عبد الواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سید نظام الدین بن سید عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن عز الدین نو بہار بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفار شکن بن سید شاہ زید سالار لشکر بن امیر احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید ابابکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تحتہ بن سید علی شاہ رہبر کاکی بن سید حسین ثانی الملقب بخمیص بن سید محمد مدنی بن سید حسن شاہ نادر ترمذی بن سید موسیٰ خمیص بن سید علی حسن بن سید حسین علی اصغر بن سید زین العابدین بن سید الثقلین امام حسین اور والدہ حضرت کی بھی سیدہ پاکدامنہ تھی حضرت کے بزرگون مین سے زید سالار لشکر شہر ترمذ سے بہت سا لشکر لیکر ہند کو بارادہ جہاد آئے اور شہر سوانہ مین قیام کیا وہان کے راجہ نے جس کا نام سیانہ تھا بکمال حسد حضرت کو نماز مین شہید کیا حضرت سالار کی شہادت کے بعد اونکی صاحبزادون نے راجہ کے ساتھ جنگ کیا اور فتح یاب ہو کر وہ شہر لے لیا اور سکونت وہان ہی اختیار کی سلطان شمس الدین شاہ دہلی نے اونکی شرافت کا شہرہ سنکر اپنی لڑکی شہاب الدین زید سالار کے بیٹے کو دی اور دولت ظاہری وباطنی انکی نصیب ہوئی

حضرت میران بھیکھہ نو برس کی عمر مین یتیم ہو گئے تو فرید الدین نام ایک فاضل سے انھون نے
علم ظاہری حاصل کیا اور شاہ ابو المعالی سے خرقۂ خلافت پاکر مقتدای ظاہری و باطنی
ہوئی ثمرۃ الفواد مین لکھا ہے کہ ایک مرید حضرت کا موضع نونہرن مین رہتا تھا اتفاقاً
اوس کا دہ سالہ لڑکا مر گیا اوسکے مرنے کے بعد جب دو گھڑی گذری تو حضرت بھی وہا
جا پہونچے اوسکو خبر ہوئی حضرت کو اپنے گھر لے آیا اپنے لڑکے کی نعش کو کوٹھری مین
بند کرکے عورت کو تاکید کی کہ صف ماتم کی اوٹھا دی اور حضرت کی ضیافت کے کام
مین سرگرم ہو عورت نے خاوند کے حکم کی تعمیل کی جب کھانا پک کر تیار ہوا اور حضرت
کے آگے اوترا فرمایا کہ مرید کا لڑکا بھی کھانا کھانے کے لیے حاضر ہو مرید نے ہاتھ باندھکر
عرض کی کہ لڑکا کہین لڑکون کے ساتھ کھیلتا ہوگا آپ کھانا تناول فرمائین حضرت نے
فرمایا کہ لڑکا جبتک حاضر نہوگا کھانا ہمپر حلال نہین ہے مرید نے یہ ارشاد سنکر رو دیا
اور عرض کی کہ لڑکا آج حضرت کے آنے سے دو ساعت اول مر گیا ہے لاش اوسکی
کوٹھری مین بند ہے فرمایا کہ وہ مرا نہین شاید تو نے مغالطہ کھایا ہوگا اب جاکر اوس کو
اچھی طرح سے دیکھہ اگر سوتا ہو تو جگا لا کہ ہمارے ساتھہ کھانا کھائے اوس نے کہا کہ وہ
مر چکا ہے اب آپ کی توجہ سے زندہ ہو جائے تو عجب نہین یہہ کہکر وہ حجرہ کے اندر
گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لیتا ہے اوس نے اوسکو بلایا تو اوٹھہ بیٹھا اور باپ کی ساتھہ
ہو لیا حضرت کی خدمت مین آکر قدمبوس ہوا یہہ کرامت دیکھہ کر حاضرین مجلس سے
ایک شور اوٹھا اور ہزارون آدمی مرید ہوئے ولادت حضرت کی ساتوین رجب پیر کے
روز سنہ ایک ہزار چھیالیس اور وفات پنجم رمضان المبارک سنہ ایکہزار ایکسو اکتیس
ہجری مین واقع ہوئی اور عمر شریف چوراسی برس کی اور مزار گوہر بار قصبہ گھڑام مین
زیارت گاہ خلق ہے —

قطعۂ تاریخ

میر سید بھیکھہ پیر با کمال ٭ اہل وجد و اہل حال و اہل قال ٭ ہست نور معرفت تولید او (۱۰۴۶)
٭ رکن حق شاہ ولایت ارتحال (۱۱۳۱) ٭

شیخ عتیق اللہ چشتی جالندھری

سادات صحیح النسب جالندھری سے ہین خاندان چشت مین بیعت انکی شاہ ابو المعالی چشتی کی خدمت مین تھی تمام عمر ان کی عبادت و ریاضت مین گذر گئی زہد و تقوی بدرجۂ کمال تھا وفات انکی سنہ ایکہزار ایک سو اکتیس ہجری مین ہوئی

شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری

لاہور کے مشائخ چشتیہ صابریہ مین سے یہہ بزرگ صاحب طریقت و شریعت تھے خرقۂ فقر انھون نے شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری سے پہنا اور بہت سے طالبان حق کو بقرب حق پہونچایا انکی مجلس کبھی سماع سے خالی ہوتی محمد شاہ بادشاہ کے وقت علمای لاہور بسبب سماع دائمی کے انکے دشمن ہوگئے سب نے ملکر بادشاہ کی خدمت مین عرضی کی کہ ایسے بدعتی شخص کو قتل کرنا واجب ہے بادشاہ نے وہ عرضی صوبہ لاہور کے پاس بھیجدی صوبہ لاہور جو انکی خدمت مین آیا او رکشش باطن سے مرید ہو گیا جب خود صوبہ لاہور نے بیعت کر لی تو علمای لاہور خاموش ہوگئے وفات انکی تیسری ذی الحج سنہ ایکہزار ایکسو اکیاون ہجری مین ہوئی او رمزار لاہور مین ہے —

شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

یہہ بزرگ حضرت شاہ بھیکھہ چشتی کے خلیفہ قوم کے افغان جالندھر کے رہنے والے تھے فاضل اجل و عامل اکمل و عالم بزرگ علوم معقول و منقول سے واقف سید عبد الرشید و سید کبیر و سید عتیق اللہ جالندھری سے علم ظاہری حاصل کیا وضع انکی قلندرانہ تھی شاہ بھیکھہ کی وفات کے بعد یہہ لاہور مین آے اور شاہ بلاق لاہوری سے فیض پایا بہت سی کتابین بھی مثل فوائد الاسرار و شرح دیوان خواجہ حافظ وغیرہ لکھین انکے شعر و انکا دیوان یعنی بمضامین توحید مقبول خاص و عام ہے مولوی جان محمد ترک کے ساتھہ ہمیشہ انکا بحث رہتا تھا سید علیم اللہ جالندھری و سبھا چند تخلص نادر و عظمت خان برکی انکے اعلے شاگردون مین سے ہے او ردیوان او رتصانیف انکی شاگردون کی بھی مشہور ہین سنہ ایکہزار ایکسو ستر ہجری مین انھون نے وفات پائی مزار جالندھر مین ہے —

شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہ

مریدان پاک اعتقاد و خادمان حق یاد میران سید بھیک چشتی سے تھے سکونت انکی شہر انبالہ مین تھی لڑکپن کے زمانہ سے انھون نے پیر روشن ضمیر کے حضور مین پرورش پائی اور انھین سے ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ حاصل کیا اور کتاب ثمرۃ الفواد اپنے پیر کے حال مین لکھی جو اب تک یادگار زمانہ ہے وفات انکی بیسوین ماہ ذیقعدہ سنہ ایکہزار ایکسو اسّی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار جالندھر مین ہے ۔

مولانا فخر الدین فخر جہان شاہجہان آبادی چشتی قدس اللہ سرہ

اعلم علما و اعظم مشائخ و کبرای خلفای شیخ نظام الدین اورنگ آبادی اپنے باپ کے تھے حضرت کی ذات عالم علوم شریعت و واقف رموز طریقت و محرم اسرار حقیقت جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے پدری شجرہ انکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ساتھ ملتا تھا اور مادری شجرہ بسید السادات سید محمد گیسو دراز چشتی کے ساتھ ملحق ہوتا ہے حضرت کے اوصاف احاطہ تحریر و تقریر سے خارج ہین کہ خداوند تعالے نے خاندان چشت اہل بہشت مین انکو زمانہ اخیر کا قطب پیدا کیا تھا ہزارون طالبان خدا انکے ذریعہ سے بمراتب علیا پہونچے لاکھون خوارق و کرامتین ان سے سرزد ہوئین نواب نظام الملک غازی الدین خان ناظم حیدرآباد مؤلف مناقب فخریہ نے بیشمار کرامتین حضرت کی اپنی کتاب مین درج کی ہین چنانچہ اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ ایکروز حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کے خانقاہ پر مجلس سماع گرم تھی اور چند صوفی حالت وجد مین تھے اون مین سے ایک نوجوان لڑکا بھی سرمست بادہ حالت تھا اتفاقاً تبدیلی قوالون کی عمل مین آئی اور سماع موقوف ہوگیا اوسوقت وہ جوان بھی خاموش مجلس مین پڑا رہا جب لوگ اوسکی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ مرچکا ہے سانس کا آنا جانا مسدود اور بدن سرد ہے اوس کا باپ جو حاضر مجلس تھا سخت بیقرار ہوا اور نالان و گریان حضرت کے روبرو آکر کہنے لگا کہ یہی ایک میرا فرزند تھا اب جو یہ مرگیا ہے مین بھی اپنی زندگی نہین چاہتا حضرت کو اوسکی حالت دیکھکر رحم آیا اور کہا کہ صبر کر اگر خدا نے چاہا تو لڑکا

تیرا زندہ ہو جائیگا شاید ابھی یہہ زندہ ہو یہہ فرما کر قوالون کو ارشاد کیا کہ یہہ شعر پڑھین

شعر

یک لب لعل تو صد جان میدہد	خضر آسا آب حیوان میدہد
مردہ گر باشم بعالم باک نیست	جان بوصل خویش جانان میدہد

جب قوالان خوش مقال نے یہہ قول شروع کیا اہل مجلس جوش و خروش مین آئے ایک ساعت کے بعد اوس جوان نے بھی حرکت کی اور فرش پر لوٹنے لگا کچھہ دیر گذری تو ہوش مین آگیا ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار ایک سو چھپیس اور وفات ساتوین جمادی الثانی سنہ ایکہزار یکصد نود و نہ وقوع مین آئی اور مزار گوہر بار دہلی مین اندرون احاطہ مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے

قطعہ تاریخ از مؤلف

شمس دین شیخ فخر دین فخر الانام	افتخار خلق و فخر المومنین
گشت فخر الدین علامی بیان	سال تولیدش بصد صدق و یقین
طرفہ سال انتقال آنجناب	شد عیان محبوب فخر المسلمین

شیخ سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ چشتی جالندھری

سادات صحیح الطرفین قصبہ جالندھر سے ہین شجرہ نسب انکا حضرت زید بن امام حسن علیہ السلام سے ملتا ہے پہلے بیعت انکی بخدمت شاہ ابو المعالی چشتی کے ہوئی اور تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت حضرت میران سید بھیکہ سے پایا علوم ظاہری مین بھی یہہ صاحب تدریس تھے کتابین بھی انھون نے مثل انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی و رسالہ نزہتہ السالکین و شرح اخلاق ناصری و زبدۃ الروایات فقہ و شرح الجواہر فارسی ترجمہ نظم الدرر و المرجان بہت سی لکھین اشعار فارسی ان کے بیشمار مشہور ہین شیخ عبد اللہ انکے خلیفہ نے کتاب اسرار العلیم انکے احوال مین لکھی ہے اوس مین بہت سے کرامات و خوارق انکے درج کیے ہین ولادت انکی بائیسوین جمادی الثانی سنہ ایکہزار ایک سو نو اور وفات سوطھوین ماہ صفر سنہ ایکہزار دو سو دو مین واقع ہوئی اور روضہ

عالیہ جالندھر مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

قطعہ تاریخ

حضرت سید علیم اللہ شاہ دو جہان	ذات پاکش بود برا وج شرف بدر منیر
قطب جنت گفت تاریخ تولیدش بود	وصل سلطان متقی سید علیم اللہ پیر

شیخ نور محمد چشتی المشہور نور محمد بھبل مہاروی قدس سرہٗ

یہہ بزرگ خلیفہ اعظم مولانا فخر الدین فخر جہان دہلوی کے ہین اوائل حال مین بعد حفظ قرآن پنجاب سے دہلی مین گئے اور مولانا فخر الدین کی خدمت مین بیعت کی اور چند سال بکمال خدمتگزاری وصدق واخلاص تکمیل پاکر خرقۂ خلافت حاصل کیا اور پنجاب مین آکر قصبۂ مہاران علاقہ نواب بہاول خان مین سکونت کی اور تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہے ہزارون مخلوق انکے طفیل سے تقرب الٰہی پہ پہنچے اُنکے خلفای کرام مین سے چار خلیفہ صاحب قرب تھے ایک خواجہ نور محمد ثانی الملقب بخلیفہ صاحب دوم مولانا قاضی محمد عاقل سوم خواجہ محمد جمال چہارم خواجہ سلیمان اور خلیفہ بھی آپ کے بہت ہین جن سے فیض اب تک جاری ہے وفات انکی سنہ ایکہزار دوسو پانچ مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار قریب تاج سرور متصل قصبۂ مہاران کے ہے۔

قطعہ تاریخ

حضرت نور محمد نور حق	جلوہ گر شد چون بہ گلزار جنان
سال ترحیلش بقول اہل سیر	نور عرفان آفتاب دین بخوان

سید علی شاہ چشتی صابری جالندھری قدس سرہٗ

یہہ بزرگ سید علیم اللہ جالندھری کی خلیفہ تھے بعد وفات پیر روشن ضمیر کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تمام عمر ہدایت وارشاد مین گذرانی وفات انکی سنہ ایکہزار دوسو تیرہ مین ہوئی اور مزار قصبۂ جالندھر مین زیارت گاہ ہے۔

شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری قدس سرہٗ

سرمست محبت الٰہی جامع خوارق وکرامت تھے قصبۂ شرقپور متعلقہ ضلع لاہور مین سکونت

رکھتے تھے چونکہ یہہ بزرگ قوم کے خوجہ تھے پہلے اپنے ہم قوم خوجون کے ساتھہ محنت مزدوری سے گذارہ کرتے تھے پھر جب شوق الٰہی دامنگیر ہوا بامداد غیبی عبادت و ریاضت مین مصروف ہوئے شجرہ آلکا ان ناموں سے شیخ نظام الدین بلخی کی ساتھہ ملتاہے اس طرح پر کہ شیخ محمد سعید بن محمد باقر شرقپوری مرید شاہ مراد ملتانی اور وہ مرید شیخ جیوی شاہ گجراتی اور وہ مرید شیخ وکریا اور وہ مرید شیخ حاجی قطب اور وہ مرید شیخ درگاہی لاہوری اور وہ مرید حاجی ابوسعید حنفی گنگوہی اور وہ مرید شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہم العزیز وفات شیخ کی باقوال صحیح سنہ ایکہزار وسو چودہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار شرقپور مین ہے انکی ہدایت کا حال اس طرح پر مشہور ہے کہ ایک روز یہہ غلہ کا بیل لاد کر شرقپور سے لاہور کو آئے گذر رادی قصبہ شاہ پور سے اوترکر جب متصل گنبد کہنہ مدرسہ قدیمہ کے پہونچے انکا بیل گر پڑا اور ٹانگ اوسکی ٹوٹ گئی ہمراہی ان کے سب لاہور کو چل دیے اور یہہ تنہا معہ بیل وہان ہی رہے آدھی رات ہوئی تو ایک سوار برقعہ پوش آیا اور اپنے نیزہ کی نوک کے ساتھہ بیل کو اشارہ کیا بیل اوٹھہ کھڑا ہوا اور گون غلہ کی بھی اوسی اشارہ کے ساتھہ رکھدی اور کہا کہ تیرا بیل تندرست ہے لاہور کو چلا جا محمد سعید نے قدم پکڑ لئے اور عرض کی کہ آپ کون ہین اپنا نام تبلائے فرمایا کہ ہمارا نام علی المرتضیٰ ہے اور حق سے تیری امداد کے لئے مامور ہوئے ہین عرض کی کہ اب مجھکو محروم نچھوڑو اور باطنی امداد بھی کیجئے فرمایا کہ تیرا حصہ شاہ مراد ملتانی کے پاس ہے وہان جا کر لے لی اوس روز سے اونکو شوق حق دامنگیر ہوا اور پیر کی خدمت مین جا کر تکمیل پائی ـ

شیخ محمد سعید چشتی جالندھری قدس سرہ

سید علیم اللہ جالندھری کے خلفا مین سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے خالق حقیقی نے اونکو علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ کامل بخشا تھا ہزاروں آدمیون نے ان کی ذات سے بہرہ کامل تلقین و تعلیم سے پایا تمام عمر انحضرت نے طلبا کی تکمیل و تربیت مین صرف کی آخر سنہ ایکہزار دوسو بتیس مین وفات پائی ـ

شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ سلیم چشتی لاہوری کے خلیفہ تھے آخیر زمانہ مین انھون نے علم مشیخت کا بلند کیا بہت سے طالبان حق انکی خدمت مین آئے اور فائدہ پا گئے وجد و تواجد و سماع کے ساتھ انکو کمال میل تھی لنگر بھی انکا فقرا اور درویشون کے واسطے جاری رہتا وفات انکی اونیسوین ذی الحجہ سنہ ایکہزار و دو سو اٹھائیس مین ہوئی اور مزار لاہور مین ہے۔

حافظ موسی چشتی مانکپوری قدس سرہ

یہ بزرگ سلسلہ شاہ بھیکھ چشتی مین مرید و خلیفہ شیخ اعظم چشتی روپڑی کے تھے ابتدائی حال مین صیقل گری کے کام مین مشغول رہتے اور دو زوجہ انکی تھین جب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا دونون عورتون کو طلاق دیدیا اور دنیاوی علاقہ چھوڑ کر مسجد مین عبادت مین مشغول ہوئے اور شیخ سید اعظم چشتی روپڑی کی خدمت مین جاکر مرید ہوئے اور بعد تکمیل خلافت حاصل کی ان کے جذب کا یہ حال تھا کہ وجد و حالت کے وقت جس پر انکی نظر پڑ جاتی مجذوب و سرمست ہوجاتا چنانچہ کئی شخص مثل کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ مجذوب ہوگئے وفات انکی سولھوین ماہ رمضان روز یکشنبہ سنہ ایک ہزار دو سو چھیالیس مین ہوئی اور مزار پر انوار قصبہ مانکپور مین ہے انکے خلیفہ صاحب کمال مثل مولوی امانت علی امروہی و غلام معین الدین شاہ خاموش و خواجہ عبد اللہ امروہی و میر امانت علی ثانی و محمد بخش و پیر شاہ وغیرہ بہت تھے۔

خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہ

خلفای نامدار و احباب باوقار خواجہ نور محمد مہاروی چشتی سے تھے کشف و کرامت و زہد و ریاضت و عبادت مین شرق سے غرب تک مشہور تھے اصل وطن انکا پہاڑی مالک مین موضع گرگوجھی تھا ابتدائی حال مین قصبہ کوٹ مٹھن مین قاضی محمد عاقل کی خدمت مین حاضر ہو کر علم ظاہری حاصل کیا بعد تحصیل علم کے حضرت نور محمد مہاروی کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال مین تربیت و تکمیل پاکر خرقہ خلافت پایا اور حسب الحکم پیر روشن ضمیر کے دما

تونسہ میں جاکر قیام پذیر ہوئے ہزاروں طالبان خدا وہاں ان حضرت کی خدمت میں
مشرف ہوئے اور ہزاروں مسافر و مساکین ہر روز دو وقت حضرت کے لنگر سے کھانا کھاتے
غرض وہ قبول حاصل ہوا کہ اوس زمانہ میں کسیکو حاصل نتھا تمام عمر حضرت نے ہدایت
و ارشاد میں گذرانی اور ایک لاکھ سے زیادہ حضرت کے مرید ہوئے اور سیکڑوں
کفار و فجار نے توبہ کی حضرت کے خلفا بیشمار تھے اونمیں سے شیخ محمد یار و حافظ علی
و مولوی محمد علی ثانی تین خلیفہ حضرت کے مقرب و محبوب و محرم اسرار تھے وفات حضرت
کی نویں ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ایکہزار دو سو سٹھ میں واقع ہوئی اور بعد وفات اونکے
اب شیخ اللہ بخش حضرت کے پوتے مسند آرای مسند مشیخت ہیں۔

قطعہ تاریخ

شد چو از دنیا بفردوس برین	شاہ والاشان سلیمان اہل فیض
بہر تاریخش بسرور گفت دل	ای بگو سلطان سلیمان اہل فیض
	۱۲۶۷

حضرت کے مرید صاحب ذوق و شوق بے شمار تھے اور موجود بھی ہیں چنانچہ لاہور کے
مشائخ میں سے میاں امیر بخش جلد ساز ایک مرد صاحب ذوق و عبادت تھا جو سنہ بارہ سو
اکیانویں میں خلد معلی میں قیام پذیر ہوا۔

مولوی امانت علی چشتی صابری قدس سرہ

شیخ حافظ موسی مانکپوری کے خلفا میں سے صاحب کشف و کرامت و زہد و ریاضت
و تارک الدنیا تھے بعد وفات پیر اپنے کے کشمیر میں گئے اور شیخ احمد شاہ کشمیری سے
بھی فیض پایا اور وہاں سے واپس آکر امروہہ میں سکونت کی اور باقی کی عمر ہدایت و
ارشاد میں صرف کی وفات انکی سنہ ایکہزار دو سو اسی میں وقوع میں آئی ان کے
مریدوں میں سے شیخ عبد الرحیم و عبد الرحمان و شیخ حبیب اللہ موجود ہیں۔

شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہ

خواجہ سلیمان کے خلیفہ صاحب عبادت و ریاضت و صدق و راستی تھے اکثر اوقات میں انکی
سکوت تھی حالت تجرید و تفرید میں گذرانتے سماع کی حالت میں کمال اضطراب و بیقراری

ان پر غالب ہوتی حرمین الشریفین مین یہہ بزرگ گئے اور مستفید حج و زیارت روضۂ نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے دعا ان کی اکثر اوقات مقبول ہوتی غرض ایسے نا پرسان
وقت مین کہ ذات مردان خدا حکم عنقا رکھتی ہے انکی ذات بابرکات مغتنمات سے تھی ولادت
انکی ماہ رمضان سنہ ایک ہزار دوسو دو مین اور وفات ماہ رمضان کی تیسری ۱۲۸۲ھ ایکہزار
دوسو بیاسی مین واقع ہوئی اور عمر شریف اسی برس کی ہے

شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہ

یہہ بزرگ شیخ حیدر شاہ کے خلیفہ تھے جنھون نے فیض باطن شیخ خیر الدین المشہور
خیر شاہ سے پایا تھا صاحب حال و قال و وجد و سماع و شوق و ذوق و تجرید و تفرید تھے
گذارہ انکا ریشم سازی کے کام پر تھا ہر سال مین سترہ عرس مثل سالینہ حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و علی المرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا و ختم سالینہ امامین و غوث الثقلین و خواجہ معین الدین
حسن سجزی و خواجہ قطب الدین بختیار و خواجہ فرید الدین و خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر
وغیرہ پیران عظام کیا کرتے اور ہر ایک سالینہ مین طعام وافر پکا کر غربا و مساکین کو تقسیم کرتے
سماع کے وقت کمال اضطراب غالب حال ان کے ہوتا اور وجد کی حالت مین جس پر نظر
فیض اثر پڑ جاتی مست و بیخود ہو جاتا خوارق و کرامات انکے لئے مرید بے انتہا بیان
کرتے ہین جس کی گنجایش اس مختصر مین نہین ہے مگر ہزار مین سے ایک تحریر ہوتی ہے
کہ ایک روز آپ ریشم گھوڑ لگر ھیان سنگہ کے باغ مین کام کر رہے تھے اتنے مین ٹڈی
کا دل آسمان پر نمودار ہوا اس قدر کہ سورج چھپ گیا باغبان جس نے باغ کا میوہ
خرید کیا تھا رونے لگا کہ اب یہہ ٹیڈی میرا میوہ اور درختون کو کھا جائیگی حضرت اوسکو
روتے دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کہ ایک ٹھنڈا پانی کی بھر لاوہ بھر لایا آپ نے اوسکے نیچے
ایک باریک سوراخ کر دیا اور فرمایا کہ باغ کے باہر جا کر اس پانی سے باغ کے چارون طرف
لکیر کر دے انشاء اللہ ٹیڈی تیرے باغ پر نہ بیٹھے گی اوس نے ایسا ہی کیا اور ٹیڈی باہر
کے تمام درختون کو کھا گئی مگر باغ کے اندر ایک پرند بھی نہ گیا زہد و ریاضت کا یہ حال
تھا کہ تمام رات عالم بیداری مین کٹتی تھی اور ایک رات مین تین مرتبہ غسل کیا جاتا اور بنظر

ترک لذت حلوا مین نمک و مرچ ملا کر تناول فرماتے جب حضرت کی وفات کے دن قریب
آئے تپ محرق کی بیماری لاحق حال ہوئی چند روز اسی حالت مین گذر گئی جب آخری
وقت قریب آیا قوالون کو بلایا چنانچہ حافظ قادر بخش مدح خوان حاضر ہوا تو اوسکو اشارہ
کیا کہ کوئی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین پڑھے اوس نے یہ غزل شروع کی

شعر

منم خاک در کوی محمدؐ | اسیر حلقۂ موئے محمدؐ
قتیل نوک شمشیر نگاہش | شہید تیغ ابروئے محمدؐ

اس نعت کے سنتے ہی حضرت وجد مین آگئے اور لرزہ جسم پر ظاہر ہوا تمام بدن پر
عرق ہو گیا آخر اوسی جوش وخروش مین وفات پائی تاریخ وفات نوین ماہ رجب سنہ
ایک ہزار دو سو چھیاسی تھی۔

تیسرا چمن تذکرہ مشایخ خاندان نقشبندیہ قدس اللہ سرہم العزیز

اول امام اس خاندان عالیشان کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین اون سے
حضرت سلمان فارسی نے فیض پایا اون سے امام قاسم خلف ابوبکر صدیق نے اون سے
حضرت امام جعفر صادق نے اون سے شیخ ابا یزید بسطامی نے اون سے شیخ ابو الحسن
خرقانی نے اون سے شیخ ابو علی نے اون سے خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے اون سے
خواجہ عبد الخالق غجدوانی نے اون سے خواجہ محمد عارف نے اون سے خواجہ محمود خیر
فغنوی نے اون سے خواجہ عزیزان علی نے اون سے خواجہ بابا سماسی نے اون سے خواجہ
میر کلال نے اون سے حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند نے اون سے خواجہ علاؤ الدین عطار
نے اون سے خواجہ یعقوب چرخی نے اون سے خواجہ عبید اللہ احرار نقشبند نے
اون سے خواجہ محمد زاہد نے اون سے خواجہ درویش نے اون سے خواجہ محمد خواجگی
نے اون سے خواجہ باقی باللہ دہلوی نے فیض باطنی حاصل کیا چونکہ بزرگان مرقوم
الصدر سے کسی کا مزار پنجاب کی سرزمین مین نہ تھا احوال مفصل انکا قلم انداز ہوئے

خواجہ باقی باللہ سے آغاز کیا گیا —

خواجہ محمد باقی المشہور بباقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں امام طریقت و مقتدای حقیقت صاحب کمالات ظاہری و باطنی
موصوف باخلاق حمیدہ موصوف باوصاف پسندیدہ تھے اگرچہ ظاہری بیعت انکی خواجہ محمد
خواجگی کے ہاتھ پر ہوئی مگر نسبت باطنی انکی حضرت بہاؤالدین شاہ نقشبند سے ملتی تھی
بلکہ روحانیت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی سے بھی انکو بہت سا فیض حاصل ہوا ابتدای
حال میں انھوں نے شہر کابل کو سفر کیا وہان ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر سے بہرہ حاصل
کیا ظاہری علوم کے حاصل کرنے سے جب فراغت پائی حضرت خواجہ محمد خواجگی امکنگی
کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور بعد تکمیل مراتب بلند و مقامات ارجمند تک فائز
ہوئے زہد و ریاضت کا یہ حال تھا کہ کھانا آپ بہت کم کھاتے اور خواب بھی بہت
کم کرتے ضرورت کے بغیر کسی سے ہم کلام نہوتے نماز عشا کے بعد نماز تہجد تک دو
ختم قرآن شریف کے کرتے بعد تہجد صبح تک اکیس مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھنا آپکا روزمرہ
ورد تھا ہزارون طالبان حق ان کے ذریعے سے منازل قرب الٰہی پر فائز ہوئے وفات
انکی بروز دوشنبہ چھبیسوین جمادی الثانی سنہ ایکہزار بارہ ہجری میں واقع ہوئی عمر چالیس
برس کی پائی مزار پرانوار شہر دہلی میں زیارتگاہ خلق ہے

شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی قدس اللہ سرہ

یہ بزرگ اعلم علمای دین و غوث العالمین قطب الاقطاب عالی جناب مظہر خوارق
و کرامات جامع عشق و محبت دافع بدع و ضلالت حامل سنت و جماعت وارث کمالات
نبویہ مطلع انوار احمدیہ عارج معارج نقشبندیہ امام طریقت مقتدای حقیقت تھے سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ مجددیہ میں امام تھے شجرہ آبائی انکا اٹھائیس واسطون کے ساتھ حضرت
عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملتا ہے طریقت میں انکو چار سلاسل
نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں بیعت تھی نقشبندیہ میں تو بیعت حضرت کی خواجہ
باقی باللہ نقشبندی کے ساتھ تھی اور قادریہ میں حضرت کی بیعت شاہ اسکندر

کھیتلی اور اون کی بخدمت شاہ کمال کھیتلی کے تھی اور سلسلہ چشتیہ مین ارادت انکی
بخدمت شیخ عبدالاحد پدر خود اور اون کی بخدمت شیخ رکن الدین اور اون کی بخدمت
شیخ عبد القدوس گنگوہی تھی اور سلسلہ سہروردیہ مین بھی حضرت نے فیض شیخ الاحد سے
اور انھون نے شیخ رکن الدین گنگوہی سے پایا چونکہ اس سلسلہ مین چار سلسلون کا فیض
ہے اسواسطے اسکو سلسلہ مجددیہ کہتے ہین حضرت مجدد صاحب کی تصانیف مین سے کتاب
مکتوبات مقبول علما و فضلا و مشائخ ہے اور سلسلہ حضرت کا آج تک جاری ہے اور قیامت
تک جاری رہے گا کرامت و خوارق لاکھون حضرت سے وجود برکت آمود سے ظاہر ہوئین
جنکا اظہار زبان اور قلم سے نہین ہوسکتا تذکرہ مجددیہ مین لکھا ہے کہ ایکبار روز ایک
شخص نے جس کا مذہب شیعہ امامیہ تھا حضرت کی کتاب مکتوبات کو ہاتھ مین لیکے کھولا
اور ایک صفحہ پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح لکھی دیکھی
فورًا کتاب کو ہاتھ سے پھینک دیا منہ سے بھی کلمات تبرا کہے جب رات کو سویا
تو دیکھا کہ شیخ احمد مجدد اوس کے گھر آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اسے مردود تو نے میری
کتاب کو ہاتھ سے بڑے غضب کے ساتھ پھینک دیا اور حضرت صدیق اکبر کی نسبت
کلمات بے ادبی کہے تو سزا کے لائق ہے آ مین تجھکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت
مین لیجاؤن اور تجھے سزا دلواؤن یہہ کہکر اوسکو پکڑ لیا اور کھینچتے کھینچتے دوسرے مکان
مین مرتضیٰ علی کی خدمت مین لے گئے اور حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ ای بد اعتقاد
بزرگون کی کتاب کو اس طرح پھینکتا ہے اور صحابہ نبی کو برا کہتا ہے تو لائق سزا ہے یہہ
کہکر حضرت اوٹھے اور ایک تماچہ اوسکے منہ پر مارا جس کے صدمہ سے اوسکی نیند کھل گئی
اور آنکھون سے خون جاری دیکھا پھر آئینہ لیکر منہ دیکھا تو تمام سیاہ پایا اوسی وقت آ سا
اعتقاد سے توبہ کی اور علی الصباح حضرت کی خدمت مین آکر مرید ہوا مرید ہوئی ہی تا پہر
کی سیاہی جاتی رہی تمام عمر حضرت ہدایت و ارشاد کے کام مین صرف کی اگرچہ علما ظاہر
نے حضرت کی عداوت پر کمر لبستہ رکھی مگر خدا کی امداد اور پیران عظام کی حمایت سے فتح یاب
ہوئے ولادت حضرت کی باقوال صحیح سنہ نوسو اکتر ہجری مین اور وفات منگل کے روز

وقت صبح سلخ ماہ صفر سال ایک ہزار پینتیس ہجری میں وقوع میں آئی اور عمر تریسٹھ برس کی مزار سرہند میں ہے ۔

قطعہ تاریخ

چون جناب شیخ احمد شیخ دین ✤	دل ازین دنیا بجنت بار بست ✤
احمد فیاض کامل سال اوست ✤	بار دیگر پیر احمد حق پرست ✤

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المشہور بحضرت ایشان نقشبندی قدس سرہ

ولی مادرزاد قطب الارشاد صاحب حال و قال جامع کمال ظاہری و باطنی و مظہر جمال صوری و معنوی تھے شجرہ انکے بزرگون کا خواجہ علاؤالدین عطار حضرت خواجہ بہاؤالدین نقش بند کے خلیفہ اعظم کے ساتھہ ملتا ہے اور نام انکے باپ کا میر سید شریف بن خواجہ ضیا بن خواجہ میر محمد بن تاج الدین حسین بن خواجہ علاؤالدین عطار تھا بیعت حضرت کی اگرچہ بظاہر خواجہ ابو اسحاق سفیدکی کے ہاتھہ پر ہوئی مگر نسبت اویسی شاہ بہاؤالدین نقش بند کے ساتھہ تھی ولادت حضرت کی شہر بخارا میں ہوئی بیس سال کی عمر میں حضرت بعد حصول فراغت علوم ظاہری شہر وخش میں آئے وہان سے کابل میں چندے سکونت رکھی پھر کشمیر جنت نظیر مین آکر چند سال وہان رہے اور ہزارہا مخلوق کو نسبت نقشبندیہ سے سرفراز کیا پھر عزم سیر ہندوستان ہوا چنانچہ دہلی و اکبر آباد وغیرہ بڑے بڑے شہرونکی سیر کر کے لاہور مین رونق افروز ہوئے اگرچہ ارادہ وطن کے جانیکا تھا مگر شاہ جہان بادشاہ کی التجا سے یہان ہی قیام کیا اور تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہے خواجہ معین الدین انکے فرزند نے کتاب رضوانی انکے احوال مین لکھی ہے اوس مین صدہا خوارق و کرامات حضرت کے درج کئے ہین اوسمین لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت کے جب روضہ تعمیر ہوا تو خان دوران صوبہ لاہور جو خشک ملا تھا اور مشایخ عظام کے ساتھہ اوسکی کمال عداوت تھی ہر سر پرخاش ہوا اور مجاورونکو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ مین کسی بزرگ کا روضہ آج تک نہین بنا بلکہ شاہ نقشبند کا بھی روضہ نہین ہے اسکو گرا دینا چاہئے مجاورونے

جواب دیا کہ مجکو گرانے کا اختیار نہین ہے آپ کو اختیار ہے تو گراو دوسرے روز خان دوران خود روضہ پر آیا اور حاکمانہ حکم دیا کہ روضہ گرایا جائے مگر جب وہان سے لوٹ کر شالامار باغ کو چلا تو راستہ مین گھوڑے نے ناخن لیا اور خان دوران گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی تین دن زندہ رہکر مرگیا اعوذ باللہ من غضب الاولیا وفات حضرت کی بارہوین شعبان سنہ ایک ہزار پچاس دو ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین ہے۔

شیخ احمد سعید نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہہ بزرگ دوسرے فرزند شیخ احمد مجدد الف ثانی نقشبندی کے ہین حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول صاحب حال و قال مظہر انوار کمال مخزن برکات معدن خوارق و کرامات تھے ہزارون خدا کے طالب انکی وسیلہ جمیلہ سے تکمیل کو پہونچے مؤلف تذکرہ آدمیہ لکھتا ہے کہ ملا بدرالدین مجددی کہتا تھا کہ ایک روز مین شیخ احمد سعید مجددیہ کی خدمت مین حاضر تھا ایک خادم پان کا بیڑا ایلاس کی پتی مین لپیٹا ہوا حاضر لایا حضرت نے اوسکو کھولکر بیڑا پان کا تو کھالیا اور پلاس کی پتی کو پھر اوسی طرح باندہ کر میری طرف پھینکا مین سمجھا کہ شاید اس مین بیڑہ پان ہے بڑی تعظیم کے ساتھہ مین نے اوٹھالیا اور کھولا تو خالی پایا حاضرین مجلس اس بات سے متبسم ہوئے اور مین نادم ہوا رفع ندامت کے لیے مین نے وہ پتا بدستور لپیٹ کر پگڑی مین رکھہ لیا جب مجلس سے اوٹھکر گھر پہونچا اور چاہا کہ پگڑی سے وہ پتا نکالکر پھینکدون تو دیکھا کہ وہ پتا پان کا بیڑا بنا ہوا تھا یہہ تصرف حضرت کا دیکھہ کر مین سخت حیران ہوا اور بڑی خوشی کے ساتھہ کھالیا وہ لذت پائی کہ تمام عمر نہ بھولا وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار ستر ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار سرہند مین ہے اور عمر اسی برس کی۔

شیخ محمد معصوم نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہ

یہہ بزرگ فرزند میانگی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کے قطب المشائخ مقتدای زمانہ مرد یگانہ تھے سولہ برس کی عمر مین انھون نے ظاہری علوم سے فراغت حاصل کر کے

دستار فضیلت کی باندھی پھر اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین تکمیل باطنی پائی صحبت اغنیا
سے انکو کمال نفرت تھی اگرچہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر حضرت کا مرید و کمال معتقد تھا مگر
حضرت کبھی اوسکے دربار مین نہ گئے اور نہ زر نقد جاگیر وغیرہ کی طمع کی اور مرید حضرت کے
جو انکی توجہ موجہ سے درجہ قرب تک پہونچے تین لاکھ سے زیادہ تھے حضرت ہندوستان
سے سفر کرکے حرمین الشریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے محمد صدیق
پشاوری سے نقل ہے کہ مین پشاور سے بسواری اشتر سرہند کو باُمید ملازمت
حضرت کے روانہ ہوا راستہ مین ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ اشتر بے بس ہو کر بھاگا اور
مین زمین سے گرا مگر ایک پاؤن میرا رکاب مین ہی اٹکا رہا ایسی حالت مین کہ اشتر دوڑا جاتا
اور مین زمین پر کھنچا ہوا اوسکی رکاب مین جانا تھا مین زندگی سے نا امید ہوا اور
بحالت نا امیدی حضرت کو یاد کیا اچانک مین نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور
اشتر کو پکڑ کر پاؤن میرا رکاب سے جدا کیا جب اپنے کو سنبھالا اور چاہا کہ قدمبوس ہون
مگر حضرت کو نپایا ولادت حضرت کی سنہ ایک ہزار نو مین ہجری وفات سال ایک ہزار اسی مین
واقع ہوئی —

خواجہ معین الدین خلف خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری

یہہ بزرگ خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری کے بیٹے تھے بعد وفات پدر بزرگوار
کے کشمیر مین سکونت اختیار کی اور اوس خانقاہ مین جو انکے باپ کی تعمیر تھی مقام کیا تمام
عمر ہدایت و ارشاد مین گذرانی علمای ظاہری بھی حضرت کے دل سے فرمانبردار تھے ہر ایک
مقدمہ مین جو حضرت فتوی دیتے کسی کو انکار نہوتا وفات انکی بقول صاحب تواریخ و بہی
ماہ محرم سنہ ایک ہزار پچاسی ہجری مین واقع ہوئی —

شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ

یہہ بزرگ خاندان نقشبندیہ مجددیہ مین اپنے باپ کے جانشین تھے جامع تھے علوم ظاہری و
باطنی و کمالات صوری و معنوی و زہد و ورع و تقوی و عبادت و اتباع سنت و شریعت

اور غایت پرہیزگاری کے سبب سے مخاطب بخطاب محی السنت تھے جو کوئی شخص کفار یا فساق و فجار مین سے اونکے روبرو آتا تائب ہو جاتا و نیا دارون کی صحبت سے انکو کمال نفرت تھی اہل محفل مین سے جب کوئی لفظ اللہ کا زبان پر لاتا تو شیخ پر حالت وجد طاری ہو جاتی انکے خانقاہ مین ہر روز چار سو آدمی درویش دو وقتہ کھانا کھاتے تھے اور کھانا ہر ایک شخص کے کہنے کے بموجب تیار رہوتا تھا وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار اٹھانوی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار سرہند مین ہے۔

شیخ سعدی بلخاری مجددی لاہوری

لاہور کے بزرگان نقشبندیہ مین سے یہہ بزرگ صاحب کمال مشہور رہین آٹھہ برس کی عمر مین انکو شوق حق دامنگیر ہوا اور مولانا حاجی سعد اللہ وزیرآبادی کے ذریعے بخدمت شیخ آدم بنوری جو بڑے بزرگ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے حاضر ہوئے اور تکمیل ظاہری و باطنی پائی اور ہمراہ پیر روشن ضمیر کے حرمین الشریفین کو گئے چند سال وہان بسر کی جب شیخ آدم بمقام مدینہ فوت ہو گئے تو شیخ سعدی لاہور مین آئے اور قیام اختیار کیا حضرت کے خوارق و کرامات کتاب روضۃ السلام مین بہت وسیع ہین جنکی تشریح کی گنجایش اس مختصر کتاب مین نہین ہے وفات حضرت کی ربیع الثانی روز چارشنبہ سنہ ایک ہزار ایک سو آٹھہ مین واقع ہوئی اور مزار بیرون لاہور موضع مزنگ کے پاس ہے۔

سید نور محمد بداونی قدس سرہ

یہہ حضرت خلیفہ اعظم شیخ سیف الدین بن محمد معصوم مجددی کے تھے حالت استغراق و مستی انکی طبیعت پر غالب تھی صحبت اہل دنیا سے کمال پرہیز تھا خوارق و کرامات بے انتہا ان سے سرزد ہوتے تھے چنانچہ ایک روز دو کس جنکا مذہب شیعہ تھا خدمت مین حاضر آئے اور امتحاناً درخواست بیعت کی کی حضرت نے بنور باطنی اونکے حال سے واقف ہو کر فرمایا کہ اول عقیدہ باطلہ شیعہ سے تائب ہو کر اپنے قلب کو صفا کرو بعد از ان بیعت کرنیکا اختیار ہے چنانچہ ایک شخص انمین سے بصدق باطن تائب ہوا اور بیعت کی

اور دوسرے توفیق نصیب نہوئی وفات انکی یازدہم ذی قعدہ سنہ ایکہزار اکیسٹھ ہجری مین واقع ہوئی مزار سرہند مین ہے۔

شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد قدس سرہ

یہہ بزرگ جانشین و خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے بعد وفات پدر عالیقدر کی مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھے ہزار طالبان خدا انکے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہونچے سلسلہ مجددیہ انکی ذات بابرکات سے تمام زمانہ مین پھیل گیا خلفا انکے تمام دور دراز ملکون مکہ و مدینہ مین جاکر مصروف ہدایت خلق ہوئے خوارق و کرامت کے اظہار مین حضرت کو کمال انکار تھا مگر اکثر اوقات بے اختیار سرزد ہوتی چنانچہ ایک روز ایک بی ادب عورت جسکا بیٹا حضرت کی بیعت مین آکر تارک الدنیا و مجذوب ہوگیا تھا حضرت کے روبرو حاضر آئی اور کلمات بے ادبانہ کہنے شروع کئے حضرت نے صبر کیا اور کچھہ جواب ندیا آخر جب دیکھا کہ غیرت الہی درپے انتقام ہے تو ایک خادم کیطرف اشارہ کیا کہ اس عورت کو ایک تماچہ مار خادم نے زبانی عورت کو منع کیا اور تماچے کے لگانے مین متامل رہا عورت اوسی وقت گر پڑی اور مر گئی حضرت اپنے خادم پر کمال غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو تماچہ لگانے مین دیر نکرتا تو اس عورت کی جان برباد نجاتی کیونکہ اوس حالت مین اوس بدگوئی کا انتقام میری طرف سے ہوجاتا اور اب منتقم حقیقی نے یہہ انتقام لیا اور جان اس کی جاتی رہی خون اس عورت کا تیری گردن پر ہے وفات حضرت کی سال ایک ہزار ایک سو سیاالیس ہجری مین واقع ہوئی۔

شیخ محمد عابد نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہہ بزرگ شیخ عبدالاحد کے خلیفون مین سے اونکے جانشین و قائم مقام تھے نسبت پدری انکی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتی تھی عبادت و ریاضت مین حضرت کو یہان تک توجہ تھا کہ سوای عبادت کے کسی کام کی طرف رغبت نہ تھی ہر روز بیس ہزار مرتبہ کلمہ طیب اور ہزار مرتبہ ذکر نفی اثبات بحبس دم و تلاوت یک منزل قرآن و ہزار بار درود شریف وظیفہ تھا اور تہجد کی نماز مین ساٹھہ مرتبہ سورہ یسین پڑھی

جاتی تھی اور بکمال اشتیاق پاپیادہ ہندسے روانہ ہوکر حرمین شریفین مین پہونچے اور حج و زیارت روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفیض ہوئے وفات انکی اٹھارہوین ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۰ ایک ہزار ایک سو ساٹھ ہجری الاقدس مین واقع ہوئی۔

شاہ شمس الدین حبیب اللہ المخاطب میرزا جان جانان قدس سرہ

یہہ بزرگ سادات علوی مین سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے شجرہ نسبی انکا اٹھائیس واسطون کے ساتھہ حضرت امام محمد بن حنیفہ بن علی المرتضیٰ کے ساتھہ ملتا ہے باپ دادا ان کے شاہان دہلی کے دربار مین امیر کبیر تھے قرابت بھی سلاطین تیموریہ کے ساتھہ رکھتے تھے چنانچہ امیر عبد السبحان نواسہ اکبر شاہ کا انکا دادا تھا والد انکا مرزا جان ترک بھی ایک امیر الامرا شخص تھا جو تارک الدنیا ہوا اوس نے ظاہری دولت ترک کرکے فقیری اختیار کی اور خاندان قادریہ مین مرید شاہ عبد الرحمان قادری کا ہوا میرزا جان جانان جب سولہ برس کی عمر کے ہوئے باپ انکے فوت ہوگئے انھون نے توسل بخاندان نقشبندیہ مجددیہ ڈھونڈھ کر سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے پھر بصحبت حاجی محمد افضل و حافظ سعد اللہ و خواجہ محمد عابد مشائخ مجددیہ سے فیض یاب ہوکر تکمیل پائی اور مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھہ کر ہزارون طالبان حق کو واصل بحق کیا آخر تاریخ دہم ماہ محرم الحرام سنہ ایک ہزار ایک سو پچانوین چند معاندان خاندان نقشبندیہ کہ عقیدہ نجدیہ رکھتے تھے شربت شہادت بغلولہ تفنگ پیا چوراسی برس کی عمر پائی کیونکہ ولادت حضرت کی گیارہوین ماہ رمضان روز جمعہ سنہ ایک ہزار گیارہ مین واقع ہوئی تھی۔

شاہ عبد اللہ المخاطب بسید غلام علی شاہ نقشبندی مجددی دہلوی

یہہ بزرگ خلیفہ رستین و جانشین حضرت حبیب اللہ میرزا جان جانان شہید کے تھے نسبت آبائی انکی بحضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ملتی ہی ان کے والد

سید عبد اللطیف قصبہ وٹالہ مین سکونت رکھتی اور سلسلہ قادریہ مین مرید شاہ ناصر الدین قادری
کے تھے مگر انھون نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مین بخدمت میرزا جان جانان حاضر ہوکر
بیعت کی اور تکمیل پائی اور تمام عمر دہلی مین رہکر ہدایت خلق مصروف رہے اور وہ فیض
جاری کیا اخیر زمانہ مین ہند کی ولایت انکی ذات پر ختم ہوئی خوارق وکرامات بیشمار حضرت
سے وقوع مین آئے چنانچہ کتاب مظہر جان جانان مین لکھا ہے کہ ایک عورت خدمت
مین حاضر ہوئی اور ایک بیمار کی صحت کے لیے عرض کی حضرت اوس وقت نان وکباب
تناول فرما رہے تھے اوس مین ایک نان اور تھوڑے کباب اوسکو بطور تبرک دیدیے جب
وہ گھر مین لے گئی تو کباب مبدل بحلوا ہوگئے جانا کہ بیمار جانبر نہین ہوگا دار المعارف
مین لکھا ہے کہ حضرت کے ایک مرید کی دختر مر گئی اور حضرت عیادت کے لیے اوسکے
گھر گئے اور اوسکی عورت کی تسلی کی اور فرمایا کہ خدا تعالی لڑکی کے عوض تجھکو لڑکا دیگا
چونکہ وہ عورت خاوند ضعیف العمر تھی عورت نے عرض کی کہ حضرت مجکو ساٹھ سال کی
عمر مین اب لڑکا ہونا ناممکن ہے فرمایا کہ خداوند تعالے قادر ہے اوسکی قدرت مین عجیب
نہین چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اور نیز اوسی کتاب مین
لکھا ہے کہ حضرت کا ایک مرید دہلی سے کسی شہر کو تجارت کے لئے روانہ ہوا گاڑی
مین اسباب تھا اور خود بھی سوار تھا راہ مین چلتے چلتے دیکھا کہ حضرت سامنے سے آگئے
ہین اور فرمایا ہے کہ گاڑی کو دوڑا کر قافلہ سے الگ ہوجاؤ وہ بموجب حکم کے گاڑی کو
دوڑا کر لے گیا جب ایک میل پر پہونچا تو تمام قافلہ کو رہزنون نے لوٹ لیا اور وہ اونکے
پنجہ سے سلامت رہے وفات حضرت کی بائیسوین ماہ صفر سنہ ایکہزار دو سو چالیس مین
واقع ہوئی اور مزار دہلی مین ہے ـ

قطعہ تاریخ

چون غلام علی بحکم خدا * گشت از قید دنیوی آزاد
سال تاریخ رحلتش سر در * گو غلام علی ولی آزاد ۱۲۴۰

شاہ ابوسعید مجددی دہلوی قدس سرہ

یہہ بزرگ خلیفہ وجانشین شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی کے صاحب مقامات بلند ومدارج ارجمند تھے انکے والد کا نام صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسی بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی تھا علوم ظاہری وباطنی وفقہ وحدیث وتفسیر مین بھی طاق ویگانہ آفاق تھے ظاہری علم انھون نے مفتی شرف الدین دہلوی و مولانا رفیع الدین محدث فرزند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل کیا بعد فراغ علم ظاہری شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت مین حاضر ہوکر تربیت وتکمیل پائی اور یگانہ زمانہ ہوئے خوارق وکرامت بہت سی انکی ذات بابرکات سے سرزد ہوئی چنانچہ ایک دفعہ حضرت رام پور اپنے مسکن سے لبواری ارابہ سنبل کو چلے جاتے تھے شام کے بعد دریا پہ پہونچے کشتی و ملاح جاتی رہتی تھی حضرت نے گاڑی والے کو حکم دیا کہ بہلی کو دریا مین ڈال دے اوس نے انکار کیا اور کہا کہ دریا مین گاڑی ڈال دینا موجب بربادی جان و مال ہے یہ کام مجھ سے کیونکر ہوسکتا ہے حضرت نے فرمایا کہ آخر مین بھی اسی گاڑی مین بیٹھا ہون تو کچھہ اندیشہ نکر اور گاڑی دریا مین ڈال دے گاڑیبان اگرچہ ہندو تھا مگر توکل بخدا کرکے گاڑی دریا مین ڈال دی اور وہ گاڑی حضرت کی توجہ سے پانی پہ ایسی چلی گئی جس طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی تھی جب دریا سے اوتر گئی گاڑیبان فوراً مسلمان ہوگیا اور مرید ہوکر جامہ درویشی پہنا اخیر عمر مین حضرت حج کو گئے اور زیارت حرمین الشریفین مشرف ہوکر واپس آئے جب بمقام ٹونک پہونچے بروز عید سنہ ایکہزار دوسو چالیس منگل کے روز وفات کی شاہ عبد الغنی حضرت کے صاحبزادے اونکی نعش کو دہلی مین لائے اور شاہ غلام علی و مرزا جان جانان کے مزار کی قریب دفن کیا چون سال حضرت کی عمر تھی

شاہ رؤف نقشبندی مجددی قدس سرہ

مرید وخلیفہ شاہ غلام علی و برادر زادہ شاہ ابوسعید مجددی علوم ظاہری وباطنی مین یگانہ وقت تھے تصانیف انکی بہت سی مشہور ہین چنانچہ تفسیر رؤفی اور دیوان رافت

انکے مشہور تصنیف ہے اور ایک کتاب دار المعارف نام حضرت شاہ غلام علی ہے کے ملفوظ
ہین انھون سنے جمع کی حضرت شاہ غلام علی سنے بعد عطای خرقۂ خلافت انکو شہر بھوپال
کو مامور کیا اور انھون سنے وہان جاکر قیام کیا اور صدہا طالبان حق کو منزل قرب الٰہی
تک پہونچایا آخر بارادہ حج مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب جہاز دریای محیط مین پہونچا پیک
اجل آیا اور حضرت اس جہان فانی سے رہگرای عالم جاودانی ہو گئے ایک ہزار
دو سو تر پن حضرت کا سال وفات ہے شاہ ابوسعید کی وفات کے بعد صرف اڑھائی
برس حضرت زندہ رہے

حضرت غلام محی الدین قصوری مجددی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت مین جامع کمالات ظاہر و باطن و مظہر تجلیات شریعت و طریقت
و حقیقت و عاشق صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اصحاب کبار سے حضرت
کو کمال عشق تھا مذہب آپکا حنفی اعظمی تھا جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی و حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی کی خدمت مین بھی حضرت کو کمال اعتقاد حاصل تھا ابتدائی
حال مین حضرت مرید اپنے عم بزرگوار حافظ شیخ محمد کے ہوئے اور اونھین سے ظاہری
علم حاصل کیا جب وہ فوت ہو گئے تو لطلب خدا دہلی مین پہونچے اور حضرت سید غلام علی
شاہ دہلوی کی خدمت مین حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ مین بعیت کی بعیت کے وقت شاہ
غلام علی سنے زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ آج ایک امر عظیم سنے ظہور کیا ہے کہ ایک
فاضل عہد لی اگر ہم سے اخذ طریقہ کیا ہے اور دونو ہاتھ انکے اپنے ہاتھ مین لیکر آسمان
کی طرف رخ کیا اور کہا کہ الٰہی جو فیض حضرت غوث الاعظم کو آبای کرام سے ملا تھا انکے نصیب کر
پھر انکا ہاتھ ہوا مین کر کے فرمایا کہ تمھارا ہاتھ ہمنے حضرت غوث الثقلین کے ہاتھ مین دیا
کہ ہر ایک کام دین و دنیا مین تمھارے ممد و معاون ہین پھر اپنے فرق مبارک سے کلاہ اوٹھا کر
حضرت کے سر پر رکھی اور اجازت سلاسل اربع یعنی قادریہ چشتیہ نقشبندیہ و سہروردیہ عطا
فرمائی اور ایک سال تک اپنی خدمت مین رکھہ کر تکمیل بخشی نسبت آبائی حضرت غلام
محی الدین کی حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھہ ملتی ہی ان کے جد اعلی

حاجی حافظ قاری عبدالملک تھے اور وہی قصور کے علما و فضلا و شرفا کے الحاج سے ملاقات
سے آکر قصور میں سکونت پذیر ہوئے علم قرأت میں وہ حضرت سرآمد روزگار تھے اور جد حقیقی
حضرت غلام محی الدین کے شیخ غلام مرتضیٰ بھی ظاہری و باطنی علوم میں یکتا تھے تمام عمر
اپنی اونھون نے تعلیم و تلقین میں گذرانی ہزارون آدمی اونکے ذریعہ سے مراتب قرب
الٰہی پر پہنچے اور ہزارون نے علم شریعت و طریقت حاصل کیا اخیر عمر میں انھون نے وطن سے
ہجرت کی اور پشاور میں جاکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے اور سنہ ایکہزار دوسو دو میں
وفات کی یہہ حضرت حاجی قاری صاحب کے پوتے تھے اور حضرت حاجی فتح علی اور حاجی علی نقی
سیالکوٹی کے خلیفہ کے مرید تھے چارون طرائق عالیہ میں اجازت کا ارشاد اونکو حاصل تھا
حضرت غلام محی الدین کے باپ کا نام حافظ شیخ مرتضیٰ تھا وہ بھی اپنے وقت میں گویا یگانہ زمانہ
تھے علوم ظاہری و باطنی و حسن صورت و سیرت و بذل و ایثار میں طاق فرد آفاق تھے ان
سب بزرگون کے مزار قصور میں ہیں اور دائمی کرامت اونکی خاک پاک سے یہ ظاہر ہے
کہ اون کے مزار کا چبوترہ ایسے حال میں کہ تابستان کی گرم دھوپ پڑتی ہو چبوترہ چونکہ
ہمیشہ سرد رہتا ہے کبھی گرم نہیں ہوتا ولادت باسعادت حضرت غلام محی الدین کی سنہ
ایکہزار دوسو دو اور وفات سنہ ایکہزار دوسو ستر میں واقع ہوئی اڑسٹھ برس کی عمر
پائی انکی ولادت مادہ ظہور کامل اور وفات مادہ بے نظیر زمان اور عمر شریف مادہ محبوبی
سے حاصل ہوتی ہے حضرت کے صاحبزادے شیخ عبدالرسول بھی عالم العلم و فاضل
افضل و کامل اکمل جامع شرافت و نجابت ہادی شریعت و طریقت واقف حقیقت و معرفت
ہیں حضرت کی ذات بابرکات ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا عنقا ہو گئے ہیں مغتنمات
وقت سے ہے مؤلف کتاب بھی اونکے دیدار پرانوار سے مشرف ہوا ہے سبحان اللہ کیسے
مرد خدا ہیں جنکی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے اللہ اونکو دیر تک سلامت رکھے
حضرت کا وعظ ایسا پر مذاق و پر تاثیر ہے کہ سننے والے کے دل پر اوس کے مضامین نقش
ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں آنکھون سے آنسو نہیں
تھمتے اور اخلاق حسنہ کی کیا تعریف کی جاوے کہ حضرت کے اخلاق کو محمدی اخلاق سے

کمال نسبت ہے غرض کہ این خانہ تمام آفتاب است

قطعہ تاریخ

آن شہ والا غلام محی الدین	مرشد دین رہبر ہر خاص و عام
داد ساقی ازل در دست او	از شراب معرفت پرکردہ جام
چون بدنیا آمد آن مرد سخی	بخشش آمد سال تولیدش تمام
مرشد حق متقی ہم گفتہ ام	نیز کہ پیستم رقم شیخ الامام
ہست خورشید معلی رحلتش	ذات حقانی است ہم ای نیکنام
فیض فقر است و دگر شیخ رفیع	سال وصل آن فقیہ نیکنام
کن بیان تاریخ منظور جمال	ہم بخوان ابر سخاوت والسلام

شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ

فرزند و خلیفہ و جانشین حضرت شاہ ابوسعید مجددی تھے تربیت و تکمیل شاہ غلام علی سے پائی بعد وفات شاہ ابوسعید کے چند سال دہلی مین رہکر بہدایت خلق مصروف رہے آخر جب شورش فوج انگریزی سنہ ۱۸۵۷ عیسوی مین ہوا اور تمام شہر تہ و بالا ہو گیا تو حضرت بھی مع عیال و اطفال وطن چھوڑکر بیت اللہ کو چلے گئے اور وہان ہی سکونت رکھی اور سنہ ۱۲۷۷ ایک ہزار دو سو ستتر ہجری مین وہان ہی فوت ہوئے حضرت کے دو صاحبزادہ حافظ عبد الغنی و عبد المغنی باقی رہے جو اب تک وطن کو واپس تشریف نہین لائے اور وہان ہی قیام پذیر ہین

سید امام علی شاہ سامری الحسنی الحسینی نقشبندی مجددی قدس سرہ

آخری زمانہ مین یہہ بزرگ گویا قطب وقت چشمہ فیض تھے شجرہ انکا چھہ واسطہ کے ساتھہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھہ ملتا ہے اس طرح پر کہ سید امام علی مرید و خلیفہ میران شاہ حسین اور وہ مرید شیخ حاجی احمد مجددی اور وہ مرید خواجہ حاجی محمد زمان اور وہ مرید خواجہ زکی اور وہ مرید خواجہ عبد الاحد اور وہ مرید شیخ

محمد معصوم اور وہ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد شیخ احمد مجدد الف ثانی کے اور سید امام علی نے
عہد طفولیت و شباب مین علوم ظاہری و باطنی کے حاصل کرنے مین کمال کوشش کی
اور بار ریاضت اپنے نمبر پر اوٹھایا اور بعد وفات میران شاہ حسین کی مسند ارشاد پر
متمکن ہوکر قبول عظیم حاصل کیا ہزارہا طالبان خدا انکی خدمت مین حاضر آئے خلیفہ
انکے اقالیم دور و دراز مین پہونچکر ہدایت خلق مصروف ہوے لنگر آپکا اس قدر جاری
ہوا کہ صدہا مسافر و غریب و محتاج دو وقتہ روٹی حضرت کی لنگر سے کہاتے تہے حضرت کی ذات
بابرکات شفائی بیماران و حاجت روای حاجتمندان تہی جو سائل و طالب کسی مطلب کا
حضرت کے در دولت پر آیا خالی نگیا ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار دو سو بارہ
مین اور وفات تیرہوین ماہ شوال سنہ ایک ہزار دو سو بیاسی ہجری مین واقع ہوئی
اور روضۂ منورہ موضع رٹرچہتر ضلع گوروا سپور مین ہے حضرت کی وفات کے بعد
سید صادق علی شاہ اونکے فرزند ارجمند مسند ارشاد پر متمکن ہوئے جو اپنے والد کی طرح
کمال خلیق و خوش خود و مہمان نواز و صاحب دولت و جاہ ہین حق سبحانہ و تعالی نے
جامۂ فقر مین بادشاہت اونکو بخشی ہی لاہور مین ایک سنار کی عورت کو سخت آسیب
تہا ایسا کہ رات کو وہ اپنے گھر والون سے بے خبر باہر نکل جاتی جب دن مین وہ تلاش
کرتے تو کبہی کسی چاہ مین لٹکی ہوئی اور کبہی کسی قبر کی مغاک مین چہپی ہوئی دستیاب
ہوتی اکثر اوقات وہ آسیب اونکے گھر کی دیوارون کو گرا دیتا کبہی چہت گھر کی ازخود
گر پڑتی غرض نہایت سخت حالت مین گرفتار رہتے آخر وہ اوس عورت کو لیکر سید امام علی
شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے جب مسکن مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہگیا عورت
ہوش مین آگئی اور آسیب ازخود دفع ہوگیا جب وہ سنار عورت کو لیکر روبرو گیا تو
بے دریافت حال حضرت نے ارشاد کیا کہ اب دشمن تمہارا خدا کے حکم سے دفع ہوگیا ہے
باطمینان خاطر گھر کو چلے جاؤ چنانچہ وہ لاہور کو چلے آئے سید صادق علی شاہ کی زیارت
سے مؤلف کتاب بھی مستفید ہوا ہے سبحان اللہ کیا کہنا ہے نہایت بزرگ اور با خدا
مرد ہین درود شریف کا ذکر اکثر اونکے مجلس مین ہوتا ہے اور ذکر نفی و اثبات و انکی

ورودہی اس سال بیچ حضرت کا جوان لڑکا فوت ہوگیا حضرت نے کمال صبر کیا اور کسی طرح کی شکایت زبان پر نہ لائے

شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری

یہہ ایک مرد بزرگ خدا پرست عابد و زاہد لاہور مین سکونت پذیر تھا طریق احمدیہ مجددیہ مین شیخ عبد الکریم مجددی سے اونکو فیض پہونچا اور شیخ عبد الکریم کو خرقۂ اجازت شاہ غلام علی دہلوی سے ملا لاہور کے رہنے والے طالبان خدا اکثر اونکی خدمت مین جاکر فائدہ حاصل کرتے تھے اور تمام عمر مجرد اور گوشۂ عبادت و ریاضت مین گوشہ نشین رہا آخر سال ایک ہزار دو سو اٹھاسی ہجری مین فوت ہوا اور متصل مقبرہ مجیدن شاہ کے مدفون ہوا کہ روضہ منورہ اوس کا زیارتگاہ خلق اللہ ہے

چوتھا چمن خاندان سہروردیہ کے مشائخ کے تذکرہ مین

واضح ہو کہ آغاز اس سلسلہ عالیہ کا حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی سے ہے جن سے شیخ حضرت ممشاد دینوری نے پایا اون سے شیخ رویم نے اون سے شیخ علی رودباری نے اون سے شیخ احمد اسود دینوری نے اون سے شیخ ابو عبد اللہ خفیف نے اون سے شیخ ابو القاسم گورکانی نے اون سے شیخ ابو بکر نساج نے اون سے شیخ احمد غزالی برادر امام محمد غزالی نے اون سے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے اون سے شیخ وجیہ الدین سہروردی نے اون سے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے فیض پایا اون سے شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی نے جنکا ذکر ذیل لکھا جاتا ہے

شیخ الشیوخ بہاء الدین زکریا قریشی ملتانی قدس سرہ

عظمای مشائخ خاندان سہروردیہ و کبرای اولیای ولایت ہند سے ہے صاحب کرامات ظاہرہ و مقامات باہرہ تھے پہلے انکے جد بزرگوار کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم مین آئے وہان سے ملتان مین آکر قیام کیا اونکے گھر مین شیخ وجیہ الدین پیدا ہوئے جنکو خداوند حقیقی نے کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ کیا

وجیہ الدین کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر سے ہوئی جو موضع کوٹ کروڑ میں
سکونت پذیر تھا حضرت شیخ بہاء الدین مولانا وجیہ الدین کے گھر پانسو اٹھتر سنہ ہجری میں
پیدا ہوئے بارہ سال کی عمر میں انہون نے قرآن حفظ کیا اور بعد وفات اپنے والد کے
بخارا میں جا کر علم صرف و نحو و حدیث و تفسیر حاصل کیا پھر حرمین الشریفین کا سفر کیا اور
پانچ سال مدینہ منورہ میں رہکر بہت سے علما و فضلا و مشائخ سے فیض پایا پھر
بیت المقدس میں پہونچے وہان سے بغداد کو آئے اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اٹھارہ روز کے عرصہ میں خرقہ خلافت
حاصل کیا اور ملتان کو مامور ہوئے ملتان میں آکر شاہان وقت اور خاص و عام
حضرت کی بیعت میں داخل ہوئے اور دولت ظاہری و باطنی انکو نصیب ہوئی ہزارون
خادم حضرت کے بارگاہ فلک بارگاہ میں حاضر رہتے سیکڑون کرامات و خوارق حضرت
کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئین جنکی تشریح کتب اخبار میں درج ہے لکھا ہے
کہ ایک روز حضرت فرید پاک پٹنی ملتان میں خواجہ بہاء الدین کے پاس تشریف
رکھتے تھے عند التذکرہ حضرت نے پوچھا کہ آپ نے استغراق و مجاہدہ و ریاضت میں
کہان تک رسائی پیدا کی ہے آپ نے جواب دیا کہ ہان اس قدر کہ ان کبوترونکو جس جگہ ہم
اور تم بیٹھے ہین اگر میں کہون تو ابھی ہوا میں پرواز کر جائین اتنی بات حضرت کی زبان سے
نکلی ہی تھی کہ دونون کبوتر زمین سے اوٹھکر ہوا کو پرواز کرنے لگین حضرت نے
کبوترون پر ہاتھ رکھدیا اور فرمایا کہ یہ گفتگو بسبیل تذکرہ تھی نہ بسبیل ارشاد تم اسی جگہ پر
قائم رہو لاکھون آدمی حضرت سے مستفید طریقہ سہروردیہ ہوئے آخر حضرت نے سال چھسو
چھیاسٹھ میں دنیائے ناپائدار سے سفر کیا اور ملتان میں مدفون ہوئے —

قطعۂ تاریخ

بادشاہ دین بہاء الدین ولی	پیر دنیا و دین دور زمان
عشق حق تو اسید او تحریر کن	عاشق صادق بگو تحصیل آن
شیخ نور آمدہ حال پاک او	نیز شیخ دین بہاء الدین بخوان

شیخ صدر الدین عارف خلف شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی

یہہ بزرگ فرزند و جانشین اپنے پدر بزرگوار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے تھے بعد وفات
اپنے باپ کے مسند ارشاد پر بیٹھے اور ہزارون طالبان خدا کو منزل مقصود تک پہونچایا
چونکہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے سات بیٹے تھے ایک شیخ صدر الدین عارف دوسرے
شیخ برہان الدین تیسرے شیخ ضیاء الدین چوتھے شیخ علاء الدین پانچوین شیخ شہاب الدین
چھٹے شیخ قدوۃ الدین ساتوین شیخ شمس الدین ان ساتون نے بعد وفات باپ
کے باپ کا ترکہ نقد و جنس آپس مین حصہ مساوی تقسیم کیا تو شیخ صدر الدین عارف
کے حصہ مین ستر لاکھ تنکہ سرخ نقد سوای اوراسباب پوشیدنی و زیور وغیرہ کے آیا شیخ
نے اوسی روز وہ تمام نقد و جنس خدا کے واسطے غربا و مساکین کو دے ڈالا ایک حبہ بہی
اوس مین سے نلیا اس بات سے اکثر لوگ جو اونکے دلی خیرخواہ تھے شیخ کو ملامت
کرنے لگے کہ اس قدر دولت بڑا اجہا کو جو تمنے ایک روز مین برباد کردیا ہے اچہا نہین کیا
یہہ بات سنکر حضرت ہنسے اور فرمایا کہ میرے والد نے جو اس قدر خزانے جمع کیے اور
خدا کے نام پر بہی دیا وہ دنیا پر غالب تھا اس قدر دولت کے جمع ہونے نے اون کو
کبہی خدا سے غافل نکیا اور مین ابہی اوس رتبہ کو نہین پہونچا ڈرتا ہون کہ یہہ دنیا مجھکو
خدا سے غافل نکردے وفات شیخ صدر الدین کی تیسوین ذی الحجہ ۶۸۴ھ چھسو چوراسی
ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار ملتان مین ہے ۔

سید جلال الدین شیر شاہ المخاطب بمیر سرخ بخاری اوچے

یہہ بزرگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ سید صحیح النسب جامع سیادت
و نجابت و زہد و ریاضت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے اور ہندوستان
جنت نشان مین تمام سادات و مشائخ و امرا و سلاطین بسبب صحت حسب و نسب
اونکے اپنے باوا بیش آنے شجرہ آبائی انکا چند واسطہ سے بیانی کے بعد حضرت امام

نقی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری
بن سید ابو المؤید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبد اللہ
بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد نقی اور سید علی اصغر ساتوان جد حضرت
کا دو صاحبزادہ سید عبد اللہ و سید اسماعیل رکھتا تھا سید عبد اللہ کی اولاد سے
خاندان سادات بخاری اور سید اسماعیل کی اولاد سے خاندان سادات بھاکھری
ظاہر ہوا اور صاحب مظہر جلالی لکھتا ہے کہ سید جلال میر سرخ بخاری مادر زاد ولی تھے
ایک روز لڑکپن کے سن مین لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے ناگاہ گذر آپکا
شہر کے باہر ایک جگہ پر ہوا جہان کسی میت کا جنازہ رکھے نماز پڑھتے تھے
حضرت اونکے پاس گئے اور پوچھا کہ کیسا مجمع ہے لوگون نے کہا کہ اس مردہ کی
نماز جنازہ پڑھتے ہین کہا کہ نماز پڑھکر کیا کروگے کہا کہ اس کو زمین مین دفن
کردینگے یہ بات سنکر حضرت جلال جلال مین آگئے اور نعرہ اکبر اللہ مارکر مردے کے منہ
سے پردہ اوٹھا دیا اور فرمایا قم باذن اللہ مردہ فی الفور جی اوٹھا اور چالیس برس
تک زندہ رہا روایات صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت کے پانچ فرزند تھے اول
سید علی دوم سید جعفر جو بخارا کے بادشاہ کی لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہوئے اُنہون
نے اپنے نانا کے پاس پرورش پائی اور اونہین سے سید جعفر بخارا مین سکونت پذیر رہے
پھر سندھ کو نہ آیا تیسرے سید احمد کبیر بی بی فاطمہ سید بدر الدین بھاکھری کی لڑکی کے
بطن سے چہارم سید صدر الدین محمد غوث پنجم سید بہاء الدین احمد مشہور بشہید یہ ہم
بی بی طاہرہ سیدہ کے بطن سے تھے یہ پانچون فرزند حضرت کے شیخ بہائی اسلام کی طرح صاحب
مقامات عالیہ تھے ولادت باسعادت حضرت کی سنہ پانسو پچانوین اور وفات اوٹھسوین
جمادی الاول سنہ چھ سو نوی مین واقع ہوئی اور مزار اوچ مین ہے —

قطعہ تاریخ

چو رفت از جہان در بہشت برین ؛ جلال ولی صاحب حال و قال ؛ بتاریخ او میر دولت بگو
دگر قبلۂ اہل جنت جلال

شیخ احمد معشوق الٰہی

یہہ بزرگ شیخ صدر الدین عارف کے خلفا مین سے صاحب مراتب بلند و مقامات
ارجمند تھا اس کا باپ قندھاری شہر قندھار مین دوکان سوداگری کی کرتا چونکہ
یہہ شخص دائم الخمر و مسکور تھا اوس نے اپنے پاس سے کچھہ مایہ دیکر نکال دیا اور کہا کہ
کسی شہر مین جاکر دوکان علحدہ کر اور اپنے گذارہ کے لیے تجارت کا سامان بنا
چنانچہ یہہ قندھار سے نکل کر ملتان مین آیا اور دوکان تجارت کی جاری کی ایک
روز حضرت شیخ صدر الدین سوار چلے جاتے تھے راہ مین جاتے ہوئے نظر فیض اثر
شیخ احمد پر جا پڑی جب خانقاہ مین پہونچے اوسکو خدمت مین بلایا اور اپنے شربت
مین سے پس ماندہ شربت اوسکو عطا کیا شربت کو پیتے ہی عالم ناسوت و ملکوت
اس پر منکشف ہوگیا فی الفور بصدق باطن مرید ہوا دوکان کا سامان اوسی وقت
غربا و فقرا کو تقسیم کردیا اور سوای ایک تہبند کے کچھہ باقی نرکھا سات برس تک حضرت
کی خدمت مین حاضر رہکر تکمیل پائی اور مخاطب بخطاب شیخ احمد معشوق الٰہی ہوا تاریخ
فرشتہ مین لکھا ہے کہ حالت جذب و عشق شیخ احمد کی اس درجہ تک پہونچ گئی تھی کہ
دنیا و اہل دنیا سے محض بیخبر تھا اور بیہوشی اس قدر تھی کہ نماز بھی نہ پڑھتا تھا اور انہین ایام مین ملتان کے
قاضی و علمای وقت نے ترک نماز کے سبب سے اوس سے ناراض ہوکر اوس پر فتوی
لکھا کہ یہہ واجب القتل ہے موافق شرع کے وقت شیخ نے جواب دیا کہ مین نماز نہین
پڑھ سکتا اور اگر تم کہو تو پڑھتا ہوں مگر مین ایک مین سورۂ فاتحہ نہین پڑھونگا علما نے
فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے پڑھے بغیر نماز نہین ہوتی تمکو یہہ سورہ ضرور پڑھنی ہوگی کہا
کہ اچھا اور سارے سورہ پڑھونگا ایاک نعبد و ایاک نستعین نہین پڑھونگا علما نے کہا
کہ سوا اسکے اس آیت کے سورۃ کا پڑھنا جائز نہین پس وضو کرانا شروع کیا تو بہت
سے مشکیزے پانی کی صرف ہوگئی مگر شیخ کے ہاتھون سے پانی روان نہوا جو پانی ہاتھ پر
چھڑکا فورا خشک ہوجاتا علما نے شیخ کو دریا مین غوطہ دیا غوطہ کے وقت دریا کا

پانی ایسا ابلا جس طرح دیگ دیگدان پر ابلتی ہے جب وضو ہو چکا اور شیخ نماز پر کھڑے ہوئے
اور ایاک نعبد و ایاک نستعین زبان سے نکلا تو تمام جسم پھٹ گیا اور بال بال سے خون جاری
ہو کر کپڑے تر ہو گئے فی الفور نماز توڑ دی اور کہا کہ اسے بھائیو اب تو مین حائض
عورت ہو گیا ہون اور حیض والی عورت کو نماز معاف ہے یہ حالت دیکھ کر علمانے
اونکو معذور سمجھ کر معاف رکھا وفات انکی سال سات سو تیئیس مین ہوئی اور مزار
ملتان مین ہے

شیخ رکن الدین ابو الفتح بن شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ

یہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے صاحب کشف وکرامت جامع علوم ظاہری
وباطنی مظہر انوار شریعت وطریقت تھے حضرت کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے
وقت مین رابعہ وقت تھی ان کے ایام حمل مین جب بی بی راستی شیخ بہاء الدین زکریا
کی خدمت مین حاضر ہوتی وہ تعظیم کو اوٹھہ کھڑے ہوتے ایک مرتبہ بی بی نے دست بستہ
ہو کر باعث تعظیم بخلاف عادت بزرگان دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ یہہ تعظیم تیرے
واسطے نہین بلکہ اوس شخص کے واسطے ہے جو تیرے بطن عفت مین ہے کہ وہ ایک
آفتاب اوج ولایت وماہتاب برج شرافت ہوگا بعد وفات پدر بزرگوار کے جب شیخ
رکن الدین مسند ارشاد پر بیٹھے تو ہزارون طالبان خدا حضرت کی خدمت مین حاضر
ہو کر اپنی مراد کو پہونچے اور حضرت کو دولت ظاہری وباطنی نصیب ہوئی سلاطین وقت
حضرت کی خدمت کو اپنا فخر جانتے تھے سیر کی کتابون مین لکھا ہے کہ ایک روز
حضرت بعمر خوردسالی اپنے والد کے ہمراہ جنگل کی سیر کو گئے وہان ایک ہرنی کو دیکھا
کہ ایک بچہ شیرخوار اوسکے پیچھے ہے اور دوڑی جاتی ہے حضرت کو اوس بچہ کی صورت
پسند آئی اور باپ سے عرض کی کہ ایسا بچہ ہمکو منگوا دو چونکہ ہرنی اور بچہ دونو چلے گئے
تھے حضرت نے فرمایا کہ بچہ وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھہ چلا گیا ہے اب نہین آسکتا شیخ بتقاضای
عمر رونے لگے ان کو روتا دیکھہ کر والد متوجہ ہوئے فی الفور ہرنی مع بچہ جنگل سے نکل کر روبرو

اکھڑی ہوئی شیخ ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ہرنی کو معہ بچہ لیئے گھر لے آئے
اسی طرح حضرت کے خوارق کتابوں میں بہت لکھی ہیں دنیا اور دین کا حاجت مند جو اِن کی
خدمت میں آتا خالی نجاتا اس لیے لوگ انکو قبلۂ حاجات کہتے تھے تمام عمر حضرت کی ہدایت
وارشاد میں گذری آخر جب حضرت کی فوت کے دن قریب پہونچے تو تین ماہ اول تجرہ میں
شب و روز خدا کی عبادت میں خلوت گزین رہتے سوای ادای نماز فریضہ کے باہر آتے
آخر سولہوین ماہ رجب ۷۳۵ھ سات سو پینتیس بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین کو حضرت نے
روبرو بلایا اور حکم دیا کہ سامان تجہیز و تکفین مہیا کرے پھر نماز مغرب میں امام ہوکر نماز پڑھائی
اور نوافل کی اخیر رکعت کے سجدے میں جان عزیز خداوند جہان آفرین کو سونپ دی
حضرت لاولد تھے انکی وفات کے بعد محمد اسماعیل ان کے بھائی کی اولاد سجادہ نشین
ہوئی روضۂ منورہ حضرت کا ملتان میں زیارت گاہ خلق ہے۔

شیخ حمید الدین ابو الحاکم قریشی ہنکاری سہروردی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت رکن الدین ملتانی کے خلیفہ تھے سلطان التارکین انکا خطاب تھا
انکا شجرۂ نسب حضرت ابوسفیان بن حارث اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
اس طرح پر ملتا ہے کہ شیخ حمید الدین بن سلطان بہاؤ الدین بن قطب الدین بن شہید الدین
بن ابو علی بن شیخ المشائخ ابراہیم ابوالحسن علی ہنکاری بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن
شیخ شریف عمر بن شیخ عبدالوہاب بن ابوسفیان بن حارث ان کا جد بزرگوار قطب الدین خطہ
کیچ و مکران کا بادشاہ تھا اور نانا انکا سید احمد توختہ لاہوری مقتدای زمانہ و پیشوای اہل طریقت
تھا جنکا حال چھٹے باب میں تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالی شیخ حمید الدین نے سلطنت ظاہری ترک
کرکے خرقۂ فقر کا پہنا اور کمال کو پہونچے ولادت حضرت کی بقول شیخ شہر اللہ صاحب تذکرہ
حمیدیہ تاریخ بارہوین ربیع الاول سنہ پانسو [illegible] اور وفات بائیسوین ربیع الاول سنہ سات سو
[illegible] میں واقع ہوئی اور [illegible] ایکسو [illegible] کی ہوئی اور بزرگان خاندان سہروردیہ سے
کسی بزرگ نے اتنی عمر نہیں پائی جو حق تعالیٰ نے انکو دی مزار پُرانوار حضرت کا موضع موعلا

ملتان مین زیارت گاہ خلق ہے —

سید جلال الدین بخاری الملقب بمخدوم جہانیان جہان گردین سید احمد کبیر بن سید جلال الدین شاہ میر بخاری قدس سرہ

سادات بخاری مین سے یہہ بزرگ چراغ خاندان مظہر انوار ربانی مطلع تجلیات سبحانی کاشف رموز طریقت ہادی طریق حقیقت صاحب ارشاد پیشوای اوتاد تھے پہلے انھون نے اپنے والد بزرگوار سید احمد کبیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور خرقہ خلافت طریقہ عالیہ سہروردیہ پہنا پھر شیخ صدر الدین المشہور محمد غوث سے فیض باطن حاصل کیا اور انکے ارشاد سے بخدمت شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی کے حاضر ہوکر مرید ہوئے اور تکمیل پاکر خرقہ خلافت حاصل کیا پھر بیت اللہ کو سفر کیا اور شیخ الاسلام شیخ عفیف الدین عبد اللہ مطری سے مکہ معظمہ مین رہکر فواید ظاہری و باطنی حاصل کیے پھر بقدم تجرید سیر تمام روے زمین کی کی اور صدہا اولیا اللہ سے فیض حاصل کرکے عارف یگانہ و مقتدای زمانہ ہوئے ہزارہا خوارق و کرامت انسے سرزد ہوئی جنکی تشریح کتب سیر مین لکھی ہے اور مظہر جلالی مین لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم مدینہ منورہ مین تشریف لے گئے تو شرفاے مدینہ نے انکی سیادت کی سند طلب کی حضرت روضہ رسول پر گئے اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یا جدی اندر سے آواز ایسی آواز ہوئی کہ علیک السلام یا ولدی یا قرۃ عینی یہہ کرامت دیکھکر حضرت کی سیادت کے سب قایل ہوئے اور بزرگی آپکی سب پر ثابت ہوگئی ولادت حضرت کی چہارم شعبان المعظم شب شنبہ سنہ سات سو سات اور وفات دہم ماہ ذی الحجہ روز عید الاضحے سنہ سات سو پچاسی وقوع مین آئی اور روضہ مقام اوچ زیارت گاہ خلق

ہے

سید صدر الدین المعروف بشیخ راجن قتال بن سید احمد کبیر بخاری اوچی قدس اللہ سرہ العزیز

یہہ بزرگ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیان کے بہائی تھے خرقہ خلافت انھون نے اپنے باپ اور بھائی دونون سے پایا یہہ ایک بزرگ تھے جامع علوم ظاہری و باطنی و عشق و محبت و تجرید و تفرید و شریعت و طریقت دنیا و اہل دنیا سے حضرت کو بکمال نفرت تھی مخدوم جہانیان انکے حق مین اکثر فرماتے تھے کہ خالق حقیقی نے ہمکو خلقت کی ساتھہ مشغول کیا ہے اور صدر الدین کو اپنی ذات کے عشق مین مستغرق کر رکھا ہے ان کی خوارق جو کتابون مین تحریر ہین بیشمار ہین لاکھون مین سے ایک لکھی جاتی ہے کہ جب حضرت مخدوم جہانیان بمرض موت بیمار ہوئے تو نواہون نام ہندو عامل شاہی جو اوچ مین قیام پذیر تھا حضرت کی عیادت کو آیا اور تقریر کی کہ خدا وحدہ لاشریک نے جس طرح حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الرسل پیدا کیا تھا اسی طرح آپ کی ذات خاتم الاولیا تھی حضرت نبی کی وفات مین نبوت ختم ہوگئی تھی اور آپ کے وفات کے بعد ولایت کا خاتمہ ہوجائیگا چونکہ اس تقریر سے اقرار توحید الٰہی و رسالت نبوی ثابت ہوتا تھا حضرت مخدوم نے شاہ راجن قتال کو فرمایا کہ تمنے اسکا اقرار سنا اب یہہ مسلمان ہو چکا ہے اگر پھر مرتد ہوگیا تو واجب القتل ہے حضرت قتال نے فرمایا کہ اے نواہون اب تو احکام مسلمانی بجالا ورنہ قتل ہوگا چونکہ اوسکو مسلمان ہونا منظور نہ تھا سبت ڈرا اور اوسی رات کو پوشیدہ شہر سے دہلی کو بھاگ گیا اور بادشاہ سے جاکر عرض حال کیا فیروز شاہ بادشاہ نے بھی اوسکو اسلام پہ ہدایت کی مگر وہ مسلمان نہوا بعد چندروز کے جب مخدوم جہانیان فوت ہوگئے تو بعد فراغ تجہیز و تکفین حضرت راجن قتال اسی مقدمہ کے فیصلہ کے لیے دہلی کو روانہ ہوئے اور بادشاہ کو خبر پہونچی پس حسب قاعدہ اس خاندان کے کہ بادشاہ تین میل استقبال کو آتا تھا بادشاہ سوار ہوا

مگر چاہتا تھا کہ کسی طرح بحجت شرعی نواہون قتل سے بچ جاے اس خیال پر علما و فضلا کو جمع
کیا اون مین ایک فاضل محمد نام قاضی عبد المقتدر کا بیٹا بہت زبان آور تھا اوس نے
یہہ تجویز کی کہ جب بادشاہ بوقت استقبال حضرت سے ملے پوچھے کہ آپ نواہون کافر
کے مقدمہ کے تصفیہ کے لیے آئے ہین اگر وہ اوس مین ہان کہہ دینگے تو ہم بہ حجت
شرعی اونپر غالب آجائینگے کہ آپ بھی ابھی اوسکے کافر ہونے پر ہان کہہ چکے ہین پھر
اوسکو مسلمان کیونکر بناتے ہین یہہ تجویز قرار پایا کر بادشاہ سوار ہوا اور عند الملاقات وہی
تقریر کی حضرت نے جواب دیا کہ نہین ہم نواہون مسلمان کے مقدمہ کے لیے آئے ہین
اور اوسکا اسلام از روے گواہان معتبر ثابت ہے جو ہمارے ہمراہ ہین قاضی زادہ
بولا کہ حضرت اسلام کے قبول کے واسطے اخلاص دل ضرور ہے ایک سرسری بات
پر آپ کیونکر حکم اسلام کا نواہون کی نسبت دیتے ہین یہہ بات سنکر حضرت جلال مین آگئے
اور فرمایا کہ تیری تقریر سے ہمکو دیانت کی بو نہین آتی اور تیری اجل کا وقت اگر نزدیک
نہوتا تو ہم تجھہ سے تقریر کرتے یہہ بات کہتے ہی قاضی زادہ کو درد پیلو شروع ہوا اور
مرغ نیم بسمل کی طرح زمین پر لوٹنے لگا بادشہ نے فی الفور اوسکو اوسکے باپ کے پاس
بھجوا دیا اور خود حضرت کو ساتھہ لیکر شہر مین آیا اتنے مین قاضی عبد المقتدر علما و فضلا
کے ساتھہ اپنے عفو تقصیر کے لیے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال زاری کی
کہ کسی طرح اوس کا بیٹا بچ جائے مگر حضرت نے منظور نکیا اور فرمایا کہ اس وقت وہ دنیا
سے سفر کر گیا ہے جاؤ تم اوسکی تجہیز و تکفین کی فکر کرو مگر حق جل جلالہ اسکا عوض تمکو
اس سے اچھا دیگا کہ عورت اوسکی حاملہ ہے اوس کے پیٹ سے جو بچہ ہوگا وہ عالم و
فاضل و ولی ہوگا یہہ تقریر ابھی ختم نہین ہوئی تھی کہ قاضی کے گھر سے آدمی دوڑا آیا اور خبر
دی کہ وہ مر گیا ہے قاضی نا امید گھر کو چلا گیا اور معلوم کیا تو اوسکی عورت کو دو ماہ کا حمل تھا
پھر نواہون کو بلایا اور بادشاہ نے قبول اسلام کے لیے بہت کچھہ کہا مگر اوس نے نہ مانا اور
گردن مارا گیا وفات حضرت کی بقول صاحب معارج الولایت بتاریخ سولھوین جمادی الآخر
سنہ آٹھہ سو ستائیس ہجری مین واقع ہوئی اور مزار اوچ مین ہے۔

سید ناصر الدین بن مخدوم جہانیان جلال الدین بخاری اوچی قدس سرہ

اگرچہ بعد وفات مخدوم جہانیان صاحب سجادہ سید صدر الدین راجن قتال تھے مگر یہہ بزرگ بھی اپنے والد کے ارشاد کے بموجب ہدایت و ارشاد مین مصروف تھے اکثرون طالبان خدا انکی دستگیری سے مقام قرب تک پہونچے چونکہ حضرت صاحب اولاد کثیر تھے اس لئے لوگ انکو ناصر الدین کہتے تھے اور تعداد انکے لڑکون اور لڑکیون کی ایک سو تک پہونچ گئی تھی اور تمام اولاد مین سے جنہون نے عمر دراز پائی اکیس لڑکے اور دو لڑکیان تھین وفات حضرت کی سنہ آٹھ سو سینتالیس مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار اوچ مین زیارتگاہ خلق اللہ ہے۔

شیخ عبد الجلیل المعروف بقطب العالم چوہڑ بندگی قریشی ہاشمی

ہنکاری لاہوری قدس سرہ

شجرہ نسب ان بزرگ کا چار واسطون کے ساتھ شیخ حمید الدین ابو الحاکم بادشاہ کیچ مکران کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ عبد الجلیل بن ابو الفتح بن عبد العزیز بن شہاب الدین بن نور الدین بن سلطان التارکین حمید الدین ابو الحاکم قدس سرہم العزیز ان بزرگ نے اول بیعت اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین کی اور خرقہ خلافت پایا پھر دور دراز ملکون کی سیر کی اور صدہا بزرگون سے فیض حاصل کیا آخر لاہور مین آکر سکونت اختیار کی اور ہدایت و ارشاد مین مصروف ہوئے پنجاب کے رہنے والون نے خدمت حضرت کو اپنا فخر سمجھا شیخ ابا بکر صاحب تذکرۂ جلیلیہ نے حضرت کے احوال مین ایک بڑی کتاب لکھی ہے جس مین ہزارون خوارق و کرامت کا تذکرہ تحریر مین آیا ہے واقعۂ وفات حضرت کا اس طرح پر لکھا ہے کہ بتاریخ غرۂ رجب سنہ نو سو دس ہجری مین حضرت مجلس مین رونق افروز ہوئے سب خلفائے کرام حضور مین حاضر ہوئے ناگاہ حضرت کی

حالت بدل گئی اور سر سجدے مین رکھہ کر جان عزیز جان آفرین کی سپرد کی غسل کے وقت سلطان سکندر لودی بادشاہ حاضر ہوا غسل کے بعد حضرت کی زبان سے تین مرتبہ اسم ذات نکلا اور سب نے سنا لوگون نے جانا کہ حضرت ابھی زندہ ہین اسواسطے جنازہ اوٹھانے مین تامل ہوا مگر بعد ایک ساعت کے سب کو یقین ہوگیا کہ حضرت فوت ہوچکے ہین تو جنازہ اوٹھا کر خانقاہ کے اندر لاہور مین دفن کیا کہ اب تک مزار گوہر بار زیارت گاہ خلق ہے ۔

سید عثمان المشہور شاہ جہولہ بخاری لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ اوچ سے لاہور مین تشریف لائے چونکہ بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے بہت سے لوگ انکے مرید ہوئے اور ہنگامہ مشیخت گرم ہوا انکا شجرہ نسب حضرت مخدوم جہانیان کے ساتھہ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید عثمان بن سید محمود بن سید بہاؤ الدین بن سید حامد بن سید محمد بن سید رکن الدین بن سید حامد بخاری الملقب بنوبہار صاحب دستار بن سید ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیان چونکہ انکو بیماری رعشہ کی بازوئی چپ مین تھی اسواسطے بخطاب جہولہ شاہ ملقب ہوئے کہ جہولہ پنجابی زبان مین رعشہ کو کہتے ہین وفات انکی آٹھوین ربیع الاول سنہ نوسو بارہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پرانوار بادشاہی قلعہ لاہور کے اندر توپخانہ مین ہے کہ تعمیر قلعہ اکبری سے اول وہ زمین متعلق شہر کے تھی ۔

شیخ علم الدین چونی وال قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبد الجلیل چوہر لاہوری کے خلیفہ تھے پیر روشن ضمیر کے حکم سے انکو خدمت کپڑے دہونے کی سپرد تھی حضرت کمال عابد و زاہد و گوشہ نشین تھے بعد تکمیل اپنے مرشد کے حکم سے قصبہ چونیان کی طرف مامور ہوئے اور تمام عمر وہان رہکر ہدایت خلق مین مصروف رہے آخر سنہ نوسو سولہ ہجری مین وفات پائی روضہ حضرت کا اوسی علاقہ مین ہے اور وہان کے لوگ حضرت کا عرس کرتے ہین ۔

شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ شیخ عبد الجلیل چوہڑ بندگی کے خلیفون مین سے بڑے عابد وزاہد صاحب
عشق ومحبت وجذب وسکر وخوارق وکرامت تھے پہلے یہ شیخ شہر اللہ ملتانی کے
مرید ہوئے اونکے آخرین وقت اجازت ہوئی کہ لاہور مین شیخ چوہڑ کی خدمت
مین حاضر ہوکر تکمیل پاؤ سو حسب الارشاد مرشد ارشد کے یہہ لاہور مین آئے
اور شیخ عبد الجلیل سے فیض حاصل کیا تذکرہ جلیلیہ مین لکھا ہے کہ ایک روز یہہ
بزرگ اپنی دوکان پر آہنگری کا کام کرتے تھے اتنے مین ایک عورت نوجوان خوبصورت
ماہ طلعت اپنا تکلا جس سے عورتین سوت کاتتی ہین سیدھا کرانے کے لیے انکی
دوکان پر آئی حضرت نے اجرت اوس سے لے لی اور تکلا بھٹی مین ڈالکر ایک
ہاتھ سے کمال دہونکنے لگے اور ایک ہاتھ مین دست پناہ پکڑ کر تکلا تھامی کھڑا چونکہ وہ عورت کمال
خوبصورت تھی اسکو دیکھہ کر اوس کی صورت حسین پر ایسے محو ہوئے کہ ایک ساعت برابر اوس کے چہرہ
سے آنکھہ نہ اوٹھائی یہہ حال دیکھہ کر عورت غضب مین آئی اور کہا کہ تو عجب سفید
ریش بزرگ آدمی ہے کہ بیگانی عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے ایسی
محویت کے ساتھہ کہ اپنے کام سے بے خبر ہے حضرت نے یہ تقریر سنکر فرمایا
کہ مادر مین تجھکو نہین دیکھتا بلکہ تیرے مصور کو دیکھتا ہون یہہ کہکر سرخ ہوا ہوا تکلا آگ
سے نکالا اور سلائی کی طرح آنکھون مین پھیر لیا اور فرمایا کہ الٰہی اگر مین نے اس
عورت کو بد نظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھین جلا دے ورنہ اس لوہے کے
سر مچو کو اپنی محبت وعشق کے پارس سے سونا بنا دے سر مچو لوہے کا فی الفور
سونا ہوگیا یہ کرامت وہ ہندنی عورت دیکھہ کر حیران ہوگئی اور اوسی روز سے
تارک الدنیا ہوکر گوشۂ عبادت مین ہو بیٹھی اور حضرت کی خدمت کی برکت سے معراج
بلند کو پہونچی وفات حضرت کی سنہ نوسو چھبیس مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین متصل
قلعہ گوجر سنگھ المشہور بہ گنبد سبز زیارت گاہ خلق ہے اور روضۂ خود اوس عورت
نومسلمہ کا پاس حضرت کے ہے —

شیخ سید حاجی عبد الوہاب بخاری دہلوی قدس سرہ

یہہ بزرگ سید جلال الدین میر شیخ بخاری اوچی کی اولاد مین سے بڑے بزرگ صاحب
مراتب بلند و مقامات ارجمند تھے نسبت جدی انکی سید محمد غوث بن سید جلال الدین
کے ساتھ ملتی تھی سید صدر الدین بخاری سے انکی بیعت تھی پہلے ملتان مین رہتے
تھے پھر بیت اللہ کو گئے اور مشرف بزیارت حرمین الشریفین ہوکر واپس ہند مین آئے
اور دہلی مین قیام کیا سلطان سکندر لودہی حضرت کا مرید تھا انکی تصانیف و تالیف
مین سے ایک تفسیر قرآن شریف کی ایسی ہی کہ تمام قرآن کو حضرت سرور عالم رسول
مقبول کی مدح مین بیان کردیا ہے یعنے ہر ایک آیت کے ایسے معانی بیان کئے ہین
کہ اون سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ظاہر ہوتی ہے وفات حضرت کی ۹۳۲ھ نوسو
بتیس ہجری مین واقع ہوئی اور شیخ حاجی مادہ تاریخ ہے۔

سید جمال الدین سہروردی دہلوی قدس سرہ

برادر حقیقی و مرید و خلیفہ سید عبد الوہاب بخاری دہلوی کے تھے او باشارت باطنی سے
کشمیر مین گئے اور ہزارون طالبان حق اونکی بیعت سے سرافراز ہوکر بہرہ یاب سعادت
دارین ہوئے انکے خوارق و کرامات کے تذکرہ مین کتاب جمال عرفان لکھی گئی ہے جسمین
بیشمار کرامتین درج ہین کشمیر کی سیر کے بعد حضرت پھر ہندوستان مین آئے اور
۹۴۸ھ نوسو اڑتالیس مین فوت ہوئے

مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ

تواریخ اعظمی المشہور بتواریخ [illegible] مین لکھا ہے کہ یہہ بزرگ لڑکپن کی عمر سے یاد
الہی مین ایسے مستغرق ہوئے کہ کسی دنیا دار سے نہ ملتے تھے ایک [illegible] مین انکا
مقام تھا اور اویسی نسبت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی پیدا کی کہ
فنا فی الرسول کے مرتبہ کو فائز ہوگئے چونکہ مرشد ظاہری انکا کوئی نہ تھا اس باب مین
حضرت رسول مقبول علیہ السلام والصلوۃ کی روحانیت سے استجازت کی ارشاد ہوا کہ

تیرا مرشد خود تیرے پاس آئیگا پس چند ماہ کے بعد حضرت سید جمال الدین سہروردی دہلی بالہام ربانی کشمیر مین آئے گویا تشریف لانا اونکا کشمیر مین انکی تربیت و تکمیل کے لیے تھا پس بابا شیخ حمزہ اونکی بیعت سے سرافراز ہوئے اور خرقہ خلافت پایا بعد عطائی خرقہ ہدایت و ارشاد خلق مین مصروف ہوئے اور تمام عمر اس کام مین بسر کی آخر سال نوسو چوراسی ۹۸۴ ہجری مین وفات پائی مزار ملک کشمیر مین ہے۔

بابا داود خاکی کشمیری سہروردی

یہہ بزرگ کشمیر کے اولیا مین سے صاحب مراتب بلند و مدارج ارجمند تھے خوردسالی کی عمر مین انکو علم پڑھنے کا شوق ہوا چند سال اس شغل مین رہے جب علم تحصیل کر چکے تو شوق حق دامنگیر ہوا اور شیخ حمزہ کی خدمت مین حاضر ہوکر بیعت کی اور تکمیل پاکر مقتدا زمانہ ہوئے شیخ حمزہ کو جس قدر محبت انکے ساتھ تھی اور کسی مرید کے ساتھ نہ تھی چونکہ انکے وقت مین کشمیر مین سلاطین قوم چک جنکا مذہب شیعہ تھا بادشاہ ہوگئے تھے اور بہ تعصب مذہبی اونھون نے قاضی موسی کشمیری کو شہید کردیا تھا اسی سبب سے بابا داود قوم چک سے ناراض ہوگئے اور اوس ملک سے نکلکر ہندوستان آئے اور فرمایا کہ جبتک کشمیر سے سلاطین چک کی سلطنت دور نہوگی ہم کشمیر مین نہ آئینگے آخر جب قاسم خان بحری اکبر بادشاہ کی فوج لیکر کشمیر کو گیا اور قبضہ و دخل سلاطین تیموریہ کا کشمیر مین ہوگیا اور سلاطین چک کی سلطنت نیست و نابود ہوگئی تو حضرت کشمیر مین گئے مگر اوسی سال یعنے سنہ نوسو چورانوین مین وفات پائی اور شہر سری نگر مین مدفون ہوئے۔

سید جھولن شاہ المشہور گھوڑے شاہ لاہوری قدس سرہ

فرزند دلبند سید شاہ محمد بن سید عثمان جھولہ بخاری مادرزاد ولی تھے نام اصلی انکا بہاء الدین تھا پانچ برس کی عمر مین انکو گھوڑے کی سواری کا نہایت شوق تھا وہ شوق اس قدر بڑھا کہ جو کوئی مٹی کا بنا ہوا گھوڑا انکی خدمت مین لے آتا جو مراد مانگتا حاصل ہوجاتی جب یہہ بات تمام زمانہ مین مشہور ہوگئی اور اہل حاجت جوق جوق

آنے لگے تو ان کے والد کو خبر ہوئی اور برہم ہو کر فرمایا کہ الٰہی خورد سال لڑکا کہ موجب انکشاف اسرار الٰہی ہوتا ہے زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے بمجرد فرمانے ان کلمات کے سید جھولن شاہ جان بحق تسلیم ہو گئے وفات حضرت کی گیارہوین ربیع الاول سنہ ایکہزار تین ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور کے باہر زیارت گاہ خلق ہے اب بھی کئی انبار گلی گھوڑون کے حضرت کے مزار پر موجود ہین اور اہل حاجت جنکی حاجت برآتی ہے چڑھا جاتے ہین

شیخ حسن تیجہ گر المشہور حسو تیلی لاہوری قدس سرہ

یہہ شخص اول غلہ فروشی کا کام کرتا تھا چونکہ اوقات اسکی تنگی سے گذرتی تھی اس نے شاہ جمال لاہوری کے پاس حاضر ہو کر وسعت رزق کے لیے استدعا کی اونھون نے فرمایا کہ کم تولنا چھوڑ دو اوس روز سے اس نے کم تولنا چھوڑ دیا اور چند سال مین دولتمند بن گیا دولتمندی کی حالت مین یہہ ادای شکرانہ کے لیے پھر شاہ جمال کے پاس گیا اور کچھہ روپیہ نذر کیا حضرت نے نہ لیا اور فرمایا کہ اگر تو اب اس دولت کی صحبت چھوڑ دے تو زیادہ تر غنی ہو جاوے چونکہ اسکو شاہ جمال کی نسبت اعتقاد کامل تھا فوراً تارک الدنیا ہو گیا اور مال و دولت براہ خدا غربا و فقرا کو تقسیم کر دی اوس روز سے حضرت شاہ جمال اسکی تکمیل مین مصروف ہوئے اور بہت جلد بمقام قرب تک پہونچا دیا باقی ماندہ عمر اس نے اپنے مرشد کی خدمت مین بسر کی آخر سنہ ۱۰۱۲ ایک ہزار بارہ مین فوت ہو گیا

میران محمد شاہ المشہور سید موج دریا بخاری لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ اولاد حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری اوچی مین سے مظہر انوار شرافت واقف اسرار طریقت و حقیقت رہنمای طریق معرفت تھے انکا شجرۂ نسب سید جلال الدین میر سرخ بخاری کے ساتھہ اس طرح پر ملتا ہے کہ میران محمد شاہ بن سید صفی الدین بن سید نظام الدین بن سید علم الدین ثانی بن جلال الدین بن سید علم الدین اولی بن سید ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیان بن سید

احمد کبیر بن سید جلال الدین میر سرخ بخاری ولایت و شرافت و کرامت موروثی انکو حاصل
تھی اور اپنے وقت مین مقتداے زمانہ تھے پہلے سکونت انکی اوچ مین تھی وہان سے اکبر بادشاہ
نے انکو بمقام چتور گڈہ طلب کیا اور فتح قلعہ کے لیے دعا چاہی بعد فتح قلعہ اکبر نے حضرت کو
ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر پنجاب مین دی اور شہر بٹالہ انکی جاگیر مین قرار پایا حضرت نے باکراہ
وہ جاگیر قبول کرکے لنگر جاری کردیا لاہور و بٹالہ دو جگہہ حضرت کا لنگر جاری تھا صدہا غربا
و مساکین کھانا کھاتے تھے حضرت کی سکونت اکثر لاہور مین تھی اور یہان ہی رہکر حضرت نے
ہنگامہ مشیخت گرم رکھا حضرت کے تین فرزند نہایت بزرگ صاحب حال و قال تھے
ایک سید صفی الدین جو اپنے جد بزرگوار کے نام سے موسوم تھا دوسرے سید بہاء الدین
یہہ دونون فرزند سیدہ پاکدامنہ المشہور بی بی کلان بنت سید عبد القادر ثالث کے بطن
پاک سے پیدا ہوے تیسرے شاہ شہاب الدین المخاطب بہ بہرا بی بی اونک حضرت کے
دوسری قبیلہ کے پیٹ سے ہوئے انھون نے سکونت بٹالہ مین اختیار کی اور وہان ہی
اون کی اولاد ہے اور صفی الدین کی اولاد لاہور مین رہتی ہے ان کی کرامت و
خوارق کے ذکر مین لکہا ہے کہ ایک روز حضرت کے روبرو کسی نے کہا کہ سید
کبھی سنی نہین ہوتا کیونکہ اون کو اصحاب ثلاثہ سے محبت کمال ہوتی ہے پس
جب اصحاب کبار کی نسبت اعتقاد ہوا تو سنی ہوا سید کیونکر سنی ہو سکتا ہے اور یہہ پنجابی مثل
بنا پڑا یا کہ سید سنی نہین کاٹھ کی کنی نہین یعنے سید سنی نہین ہے اور لکڑے
کی ہنڈیا نہین ہے یہہ تقریر سنکر حضرت نے ایک لکڑی کی ہنڈیا منگوائی اور
دونون پاؤن کا چولہا بناکر اوس مین آگ لگادی اور ہنڈیا مین چانول ڈالدئے
جب تک چانول پک نہ گئے پاؤن کے اوپر ہنڈیا رکھی رہی خدا کی قدرت سے
نہ تو پاؤن جلے اور نہ ہنڈیا لکڑی کی جلی جب چانول پک چکے تو فرمایا دیکھو سید بھی سنی
ہے اور ہنڈیا بھی لکڑی کی یہہ کرامت دیکہ کر اہل مجلس حیران ہوگئے وفات حضرت
کی سنہ ۱۰۱۴ ایک ہزار چودہ ہجری مین واقع ہوئی اور روضۂ عالیہ لاہور مین زیارت گاہ
خلق ہے —

قطعۂ تاریخ

چون محمد شد ہ ملک عاقبت	در مقام قرب حقانی نشست
از جهت و آثار عیان تاریخ او ۱۰۱۴	نیز سرور گفت مرد حق پرست ۱۰۱۴

سید سلطان جلال الدین حیدر بن صفی الدین بخاری

یہہ بزرگ میران محمد شاہ بخاری کے حقیقی بھائی تھے صبر وشکر وطلب ورضا وعشق ومحبت وترک وتجرید مین ثانی نہین رکھتے تھے مال دنیا سے انکو کمال نفرت تھی اگرچہ انکے بھائی میران محمد شاہ جاگیر دار صاحب گنج ومال تھے مگر انکو اونکے مال مین کچھہ طمع نہ تھی بلکہ کمال نفرت تھی تمام عمر انھون نے عبادت وریاضت وہدایت وارشاد مین گذرانی آخر سال ایک ہزار سولہ مین فوت ہوکر دیوار بدیوار حریم مزار بی بی پاک دامنان مدفون ہوئے وہ روضہ اب تک موجود ہے اور دروازہ اوس کا خانقاہ پاک دامنان کے اندر ہے اور لوگ اوس کو مزار استاد بی بی پاک دامنان کہتے ہین —

بابا نصیب الدین سہروردی کشمیری قدس سرہ

یہہ بزرگ خلیفہ اعظم شیخ داؤد خاکی کے تھے اپنے وقت مین زہد وعبادت وریاضت وخلق وادب وخوارق وکرامت مین ثانی نہین رکھتے تھے تمام عمر انھون نے ترک وتجرید مین گذرانی کبھی کوئی طعام لذیذ یا کوئی میوہ تناول نہ فرمایا لذات دنیا سے بالکل مجرد رہے سوائی نان جو خشک کے کوئی چیز آپ کی غذا نہ تھی اور نہ کبھی دیدہ حق بین خواب سے آشنا ہوئے غرض کہ حضرت نے پورا حق زہد وریاضت کا ادا کیا اور کوئی دم یاد الٰہی سے غافل نہ رہے وفات حضرت کی سال ایک ہزار سینتالیس محرم کی تیرہوین تاریخ مین ہوئی اور مزار سرزمین کشمیر مین ہے وہو خیر الصالحین ۱۰۴۷ انکی تاریخ وفات ہے —

حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہہ بزرگ مشہور ہین انکا شجرہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا

ملتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت شاہ جمال مرید شیخ لکڑا بیگ کے اور وہ مرید
شاہ شرف کے اور وہ مرید شاہ معروف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید فتح الدین کے
وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ عارف صدر الدین کے وہ مرید اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا
ملتانی کے اور یہہ حضرت سید حسینی تھے اور اولاد انکی اب تک سیالکوٹ کے علاقہ
مین سکونت رکھتی ہی انکا دوسرا بھائی شاہ کمال بھی عابد زاہد صاحب جذب و ذکر و شغل
تھا ان دونون بزرگون کے خوارق و کرامت اکثر لوگون مین مشہور ہین اور لکھا ہے
کہ جب حضرت شاہ جمال کا ارادہ ہوا کہ ایک دمدمہ بلند اپنے قیام کے واسطے تعمیر کرین
تو بسبب اسکے کہ بادشاہی عمارتین جابجا تعمیر ہورہی تھین معمار دستیاب نہین ہوتے
تھے حضرت نے حکم دیا کہ معمار دن کو بادشاہی عمارت پر کام کرین اور رات کو ہمارے
دمدمہ کی تعمیر مین مصروف رہین چنانچہ چندے یہہ کام اسی طرح ہوتا رہا ایک رات آدھی رات
کے وقت تیل ختم ہوگیا حضرت نے حکم دیا کہ بجاے تیل کے پانی چراغون مین ڈالدو
خدا کی قدرت سے وہ پانی تیل کی طرح چراغون مین جلتا رہا جب دمدمہ ہفت منزلہ
بنکر تیار ہوگیا تو شہزادی سلطان بیگم ہمشیرہ اکبر بادشاہ کی جسکا باغ حضرت کے دمدمہ
کے متصل تھا حضرت کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ کا دمدمہ بہت بلند ہے اوس سے
نظر ہماری محل پر پڑتی ہے اس بات پر توجہ فرمائی جاے حضرت یہہ بات سنکر خاموش
رہے چند روز کے بعد ایک دن حضرت کے یہان مجلس سماع گرم تھی جب حضرت وجد
مین آئے اور اوٹھکر رقص کیا تو چار منزلین دمدمہ کی زمین کے اندر غرق ہوگئین
اور تین باقی رہین جو اب تک موجود ہین وفات شاہ جمال کی چودھوین ماہ ربیع الثانی
سنہ ایک ہزار اونچاس مین واقع ہوئی اور مزار پُرانوار لاہور مین متصل موضع اچھرہ کے
ہے جسکو شاہ جمال کا دمدمہ کہتے ہین۔

شاہ دولا دریائی گجراتی قدس سرہ

پنجاب کے مشہور بزرگون مین سے یہہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند
و خوارق و کرامت و جذب و عشق و محبت و زہد و ریاضت جامع فتوحات ظاہری و باطنی

تھے شجرہ انکا حضرت بہاءالدین ملتانی کے ساتھ اسطرح ملتا ہے کہ شاہ دولا مرید و
خلیفہ شیخ سیدنا سرمست کے اور وہ مرید شاہ موگ کے اور وہ مرید شاہ کبیر کے اور
وہ مرید شیخ شہر اللہ کے اور وہ مرید شیخ یوسف کے اور وہ مرید پیر پہان کے اور
وہ مرید شیخ صدرالدین کے اور وہ مرید شیخ بدرالدین کے اور وہ مرید شیخ اسماعیل کے
قریشی کی اور وہ مرید شیخ صدرالدین راجن قتال اوچی کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح
ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین عارف کے اور وہ مرید حضرت شیخ بہاءالدین
ملتانی کے خاندان چشت اہل بہشت سے بھی انکو فیض کامل حاصل ہوا ان بزرگ کو
خداوند حقیقی نے دولت ظاہری و باطنی نصیب کی ان کی سرکار بادشاہون کی سرکار
کے مانند تھی ہزارون نوکر چاکر گھوڑا پالکی دروازہ پر حاضر رہتے تھے اہل حاجت کا
ہجوم ہر وقت رہتا تھا خصوصاً وہ لوگ جو بے اولاد تھے وہ حاضر ہوکر استدعائی
دعا کرتے کہ خدا کی جناب سے اونکو اولاد حاصل ہو ارشاد ہوتا کہ منجملہ تمام اولاد کے
جو اونکو حاصل ہوگی ایک لڑکا ہماری نذر کردینا چنانچہ وہ منظور کرلیتے تو اونکو اولاد ہوتی
اور ایک لڑکا یا لڑکی جو حضرت کی جناب مین منظور ہوتا وہ مستانہ و مجذوب ہوجاتا
سر اوسکا بہت چھوٹا ہوتا اسی واسطے اوسکو شاہ دولا کا چوہا کہتے چنانچہ اب تک
یہہ کرامت جاری ہے و چار چوہا چوہے ہمیشہ خانقاہ پر پرورش پاتے ہین جس
شخص کو اولاد حضرت کی دعا سے حاصل ہوتی ہے اوس کے گھر ایک بچہ اس قسم کا
پیدا ہوتا ہے اور وہ اوسکو حضرت کے مزار پر چھوڑ جاتا ہے و متعلقان مزار اوسکو
پرورش کرتے ہین وفات حضرت کی سال ایک ہزار پچہتر مین واقع ہوئی اور مادہ
تاریخ لفظ خدادوست ہے اور مزار گوہربار شہر گجرات پنجاب مین زیارت گاہ
۱۰۷۵
خلق ہے —

شیخ جان محمد سہروردی لاہوری قدس سرہ

شیخ اسماعیل المشہور بڑا میان لاہوری کے خلفا مین سے یہ بزرگ صاحب زہد و ریاضت
و عبادت تھا و دور دور سے لوگ اسکی خدمت مین حاضر ہوکر بہرہ یاب ہوتے تھے ایک

شخص نے انکی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت اپنے افلاس و ناداری کی کی فرمایا کہ کلمہ تمجید ہر روز
ایک سو مرتبہ پڑھا کرو اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دے ایک ہفتہ کے بعد پھر وہ شخص آیا
اور کہا کہ اب مین مالدار ہو گیا ہون اب کوئی حاجت میری باقی نہین رہی فرمایا کہ ایک
ہفتہ تک اور اسی کلمہ کا ورد کرو اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دو بعد ایک ہفتہ کے پھر
وہ شخص آیا اور کہا کہ میری طبیعت مال دنیا سے بیزار ہے مجھکو اپنا مرید کیجئے چنانچہ
تارک الدنیا ہو کر عبادت و ریاضت مین مصروف ہوا وفات اس بزرگ کی سال ایک
ہزار بیاسی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار باہر شہر لاہور کے متصل مسجد قصابان
کے ہے

شیخ محمد اسمٰعیل لاہوری المشہور میان کلان قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہ بزرگ صاحب شریعت زاہد و متقی و پرہیزگار مشہور ہین
تمام عمر الکھوئی قرآن کا درس جاری رکھا چنانچہ اس زمانہ تا ایں سال مین کہ اہل زمانہ دین
کی راہ کو بالکل بھول گئے ہین اس مزار پرانوار پر درس قرآنی جاری ہے سو دو سو
درویش حافظ و ناظرہ یہان موجود رہتا ہے کھانا بھی اونکو دو وقت ملتا ہے انکا شجرہ
حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شیخ اسمٰعیل مرید
و خلیفہ شیخ عبدالکریم اور وہ مرید مخدوم طیب کے اور وہ مرید شیخ برہان الدین کے اور
وہ مرید مخدوم عثمان کے اور وہ مرید شیخ سلیمان کے اور وہ مرید شیخ حسام الدین متقی
ملتانی کے اور وہ مرید سید شاہ عالم اور وہ مرید سید برہان الدین قطب کے اور وہ مرید سید
ناصر الدین کے اور وہ مرید سید جلال الدین مخدوم جہانیان کے اور وہ مرید شیخ
رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہاؤالدین
زکریا ملتانی کے ان کے باپ کا نام فتح اللہ بن عبدالدین سرفراز تھا اور قوم کے زمیندار
تھے تمام عمر انکی زہد و ریاضت مین گذری اس طرح پر کہ تمام رات عبادت مین اور
تمام روز تدریس قرآنی مین گذر جاتا انکے خوارق و کرامت بیشمار ہین جنکا تذکرہ طول ہے
شایق کتاب خزینۃ الاصفیا سے دیکھ لے مختصر یہ ہے کہ ایک نوجوان شخص حضرت کا

رہتا تھا اوسکی شادی ہوئی تو اوسکی عورت کو قرآن حفظ تھا پہلی رات جب بی بی میان
اکٹھے ہوئے تو عورت نے خاوند سے پوچھا کہ تجکو قرآن حفظ ہے یا نہیں اوسنے
جواب دیا کہ نہیں عورت نے کہا کہ جب تک تو قرآن حفظ نکرے میری صحبت کے لایق
نہیں ہے اور مین نہین چاہتی کہ ناخواندہ آدمی مجسے ہم صحبت ہوکر قرآن کی بے ادبی
جو میرے دل مین ہے کرے یہہ تقریر عورت کی سنکر مرد بہت گھبرایا اور حضرت کی
خدمت مین آکر عرض حال کیا فرمایا کہ کل فجر کی نماز کے وقت جب ہم امام ہون تو تو ہمارے
دہنے ہاتھ کی طرف کھڑی ہونا اوسنے ایسا ہی کیا بعد ادای نماز جب حضرت نے
سلام کہا اور نظر فیض اثر دہنی طرف کی نمازیون پر پڑی تو سب کے سب قرآن کے
حافظ ہوگئے اور بائین طرف جو ناخواندہ شخص تھے ناظر ہوئے حافظ نہین وہ مرد بھی حافظ
ہوگیا اور اپنے گھر مین آباد ہوکر تمام عمر حضرت کی عنایات کا شکر ادا کرتا رہا ولادت انکی
سال نوسو پچانوین اور وفات سنہ ایک ہزار پچاسی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار
گوہر بار لاہور مین زیارت گاہ خلق ہے اور اب سجادہ نشین و مہتمم لنگر و تدریس قرآنی
حافظ احمد الدین ہے اوسنے بکمال خوبی و خوش اسلوبی لنگر بھی جاری کیا ہوا ہے
اور تدریس قرآنی بدستور جاری ہے ـــ

شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی قدس سرہ

یہہ بزرگ حضرت شیخ اسماعیل مدرس لاہوری کے خلفا مین سے مرد صاحب شریعت و
طریقت تھا پہلے بخدمت شیخ عبد الحمید کے کہ وہ بھی شیخ اسماعیل کا خلیفہ تھا حاضر ہوکر
مرید ہوا پھر شیخ اسماعیل کی خدمت مین مستفید ہوکر تکمیل پائی ظاہری علوم مین بھی یہہ
بزرگ عالم متبحر تھا تمام پنجاب کے علما اس کے قول پر صاد کرتے تھے وفات اسکی
سنہ ایک ہزار ایک سو بیس مین واقع ہوئی اور محلہ پرویز آباد مین مدفون ہوا بعد تین
سال کے مقدم محلہ نے اسکو خواب مین دیکھا اور اوسکو ارشاد ہوا کہ ہماری نعش اس
جگہ سے نکالکر شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کرو مقدم نے قبر اسکی کھود کر نعش
نکالی اور شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کی مگر بلحاظ ادب سر اس کی قبر کا

شیخ اسماعیل کی ٹکر کے برابر رکھا مگر دوسرے روز جب دیکھا تو دونوں قبرین برابر نظر آئین —

شیخ کرم شاہ قریشی حارثی ہنکاری قدس سرہ

یہہ بزرگ خاندان سہروردیہ مین صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق زہد و عبادت تھا اسکی اوقات اکثر یاد الٰہی مین گذرتی شجرہ نسب اسکا چند واسطہ شیخ عبد الجلیل چوہڑ لاہوری کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ کرم شاہ بن شیخ ابو الفتح بن شیخ ابو الحسن بن شیخ فخر الدین بن شیخ ابو الفتح بن برخوردار بن شیخ ابو الفتح بن شیخ عبد الجلیل چوہڑ لاہوری پہلے اسکی سکونت لاہور مین تھی جب غارتگران قوم سکہہ نے پنجاب مین ہنگامہ غارتگری گرم کیا تو یہہ بزرگ لکھنؤ کو چلا گیا اور چند سال اپنے نانا شیخ نور الحسن قریشی کے پاس بسر کئی مراجعت کے وقت متصل شاہجہان پور سال ایک ہزار دو سو ایک مین ۱۲۰۱ قزاقون کے ہاتھ سے شہید ہوا رضی اللہ عنہ اسکا سال وفات ہوا اس بزرگ کے تین فرزند صاحب حال و قال تھے ایک سکندر شاہ دوم شاہ مراد سیوم قلندر شاہ قلندر شاہ کا سال وفات ایک ہزار دو سو اڑتالیس ہے صاحب اذکار قلندری نی اوسکے ذکر مین بہت کچھہ لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ ایک روز حضرت قلندر شاہ موضع سانڈہ مین گئے سید فضل شاہ اونکے مرید نے اونکی ضیافت کی اوس وقت پانچ آدمی سے زیادہ اونکے ہمراہ نہ تھے اور اوسی قدر طعام پکوایا مگر جب کھانا پک چکا اس قدر مرید جمع ہوئے کہ نوبت پانسو آدمی کی پہونچ گئی یہہ حال دیکہہ کر فضل شاہ بہت گھبرایا حضرت نے بنور باطن یہہ حال دریافت کرکے فضل شاہ کو نزدیک بلایا اور فرمایا کہ قلت طعام کا اندیشہ تم نکرو جس قدر طعام حاضر ہے ہمارے روبرو لے آؤ چنانچہ وہ دیگچہ سالن کا اور روٹیان موجود لے آیا حضرت نے اپنی ردائی مبارک روٹیون پر ڈالدے اور دو دو روٹیان فی کس تقسیم کرنی شروع کیں پھر سالن تقسیم کرنا شروع کیا اور دو سو پچاس برتن مین منقسم ہوا جب سب لوگ کھانا کھا چکے اوسی قدر طعام باقی رہا جس قدر تھا اور بھی خوارق و کرامت بہت سی اونکی بیان کئی ہین قلندر شاہ کا فرزند لبند

شیخ غلام محی الدین قریشی تھا جو مرد صاحب خلق و مروت و فتوت تھا وہ سنہ ایک ہزار دو سو اوناسی میں فوت ہوا ۔

پانچوان چمن مشایخ متفرقات خاندانون کے تذکرے مین

مخفی نرہے کہ اس باب مین قید ایک سلسلہ کی نہین ہر ایک سلسلہ کے بزرگ کا حال سواے اون چار سلاسل کے جنکا ذکر چمن اول تحریر ہو چکا ہے اسمین تحریر ہوگا یا اون بزرگون کا ذکر اس مین درج ہوگا جو پنجاب مین عالم و فاضل صاحب نام گذرے ہین ۔

شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام بخارا سے تھے سلطان مسعود غزنوی کے وقت مین لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے اور تعلیم و تدریس علوم حدیث و تفسیر کی شروع کی صاحب کتاب تحفۃ الواصلین لکھتا ہے کہ اول جو شخص واعظان اسلام سے لاہور مین آیا اور لوگون کو ہدایت طریق اسلام کی کی یہی بزرگ تھے اونکے وعظ کی تاثیر سے ہزارون کفار داخل اسلام ہوئے تمام عمر انکی اسی کام مین گذری اور دین اسلام اونکے طفیل سے پنجاب مین شایع ہوا وفات انکی سال چار سو اڑتالیس میں وقوع مین آئی اور متاب انکا سال وفات ہے اور مزار شہر لاہور کے باہر جنوب کی طرف ہے ۔

شیخ ایاز لاہوری قدس سرہ

یہ شخص شاہ محمود غزنوی کا غلام و محبوب تھا حق جل شانہ نے اسکو دولت ظاہری و باطنی عطا کی تھی سلطان محمود کے مرنے کے بعد جب مسعود تخت نشین ہوا تو اوسکے وقت مین اوسکا بیٹا مجدود جو نوجوان لڑکا تھا پنجاب کا صوبہ قرار پایا اور اوسکا اتالیق ایاز مقرر ہو کر ہمراہ آیا جب مسعود مرگیا اور اوسکا بیٹا مودود تخت نشین ہوا تو مجدود نے اوسکے برخلاف باغی ہو کر اپنی سلطنت علیحدہ ہندوستان مین قایم کی اسواسطے

محمود فوج لیکر اوس پر چڑھ آیا جب لاہور کا محاصرہ ہوا تو ہر روز شب ناگاہ محمود پر گیا
مقابلات ہر گیا اور وہ اسکے اپنا تسلط بچا سب یہاں کر لیا ایاز اوسکی اتالیق کو جو شیخ محمود
سلطان ابو الحسن غزنوی کیواسطے اوسکو ہمراہ لے جاتے مگر اوس نے منظور نہ کیا اور تارک الدنیا ہو کر
صحبت فقراء اختیار کی اور بزرگان لاہور سے فیض کامل حاصل کیا اور سبب استغنا
و ثروت جو اوسکے پاس تھی براہ خدا فقراء و غرباء کو دیدی یہ میرے نزدیک بانی لاہور کا بھی شمار
کیا جاتا ہے کیونکہ جب لاہور پر سلطان محمود غزنوی نے یورش کی اور راجہ اننگپال راجہ
جے پال کا بیٹا تھوڑی سے مقابلے کے بعد ہند کو بھاگ گیا تو محمود کی فوج نے اس
شہر کو لوٹ لیا اور رعایا جس قدر تھی سب کی سب لاہور سے نکل گئی شہر میں کوئی
متنفس باقی نہ رہا اوس وقت ایاز نے سلطان سے اجازت لیکر اس شہر کو پھر آباد کیا اور
رعایا کو ہر جگہ و ہر طرف سے طلب کر کے اس میں قیام پذیر کیا آخر سنہ چار سو پچاس ہجری میں
وفات پائی اور لاہور کے اندر دفن ہوا۔

شیخ علی مخدوم جلالی غزنوی ہجویری لاہوری المخاطب به داتا گنج بخش قدس سرہ

متقدمین اولیا میں سے ہیں حضرت امام طریقت رہبر حقیقت مطلع انوار عرفانی قطب
اسرار ربانی عالم علوم ظاہر و باطن فاضل اجل مرشد اکمل عابد و زاہد متقی مظہر خوارق
کرامات صاحب ولایت مشہور ہیں حضرت حسنی سید تھے انکا شجرہ اس طرح پر کتابوں میں
لکھا ہے کہ حضرت مخدوم علی گنج بخش ہجویری بن سید عثمان بن سید علی بن عبد الرحمان
بن شاہ شجاع بن ابو الحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید شہید بن حضرت امام حسن بن
علی رضی اللہ عنہ شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی جنیدی سے حضرت کی بیعت تھی اور اونکی
بیعت شیخ حصری سے اور اونکی بیعت شیخ ابوبکر شبلی سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پیر
روشن ضمیر نے بعد تکمیل ہونے کے لوگوں کی ہدایت کے لیے انکو رخصت کیا انھوں نے

لاہور میں آکر ہنگامۂ فضیلت ومشیخت گرم کیا اون کو طالب علموں کی تدریس اور ارشاد
طالبان حق کی تلقین ہوتی ہزاروں جاہل اونکے ذریعے سے عالم ہزاروں کافر مسلمان
ہزاروں گمراہ سو براہ ہزاروں دیوانے صاحب عقل و ہوش ہزاروں ناقص کامل
ہزاروں فاسق نیکوکار ہوئے تمام زمانے نے انکی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا اوس وقت
لاہور مرجع علما و فضلا تھا دور دور سے شیخ حضرت کی خدمت میں آکر بہرہ یاب ہوتے
حضرت نے اپنے رہنے کا مکان اور مسجد خود تعمیر کی تھی جو ابتک موجود ہے محراب
اوسوقت اوس مسجد کا اور مساجد کی نسبت سے کچھ کم الطرف جنوب کو گیا تھا علما کو
اس بات کا اعتراض کیا حضرت خاموش رہے جب مسجد تیار ہو چکی تو حضرت نے
کل علما کو بلاکر دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی بعد نماز سب کو متوجہ قبلہ کھڑا
کیا اور کہا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہے فوراً بحکم خلاق اکبر وہی اوٹھ گئی اور کعبہ
سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے بچشم ظاہر دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے
نادم ہوئے تمام عمر حضرت لاہور میں رہے آخر سال چار سو چھپن میں فوت ہو کر
اپنی تعمیر کردہ خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے ان کی وفات کے بعد بھی اولیاء
کرام فیض وافر انکی خاک پاک سے حاصل کرتے رہے ہیں چنانچہ خواجہ معین الدین
حسن سنجری چشتی اجمیری نے بھی یہاں چلہ پاؤں کی طرف کیا اور مرادیں حاصل
کی شاہنشاہ ہند خطاب پایا خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی نے ذوق و شوق کا مذاق
بھی اسی دربار سے پایا علی ہذا القیاس تمام بزرگان اقلیم ہند جس قدر ہوئے ہیں
سب نے انکی آستانہ بوسی کی ہے حضرت شاہزادہ دارا شکوہ فرماتے ہیں کہ
چالیس جمعرات جو کوئی پیہم انکی مزار پر جائے خدا سے جو مانگے سو پائے اب
بھی ہر ایک جمعرات کو معتقدان شہر لاہور وغیرہ امرتسر جمع ہو کر حضرت کے مزار پر تمام
رات بیدار رہتے ہیں شام سے صبح تک درود شریف و نعت شریف کا ذکر ہوتا رہتا
ہے پھر دن کو ہر ایک جمعہ کے روز میلا ہوتا ہے عام و خاص حضرت کے سلام سے
بہرہ مند ہوتے ہیں غرض کہ حضرت کی ولایت کا بازار باوجودیکہ زمانہ گذرا ہوتا ہے

انکی وفات کو گذرا ہے آج تک گرم ہے بازار روز افزون ہے بیشک ان اولیاء اللہ لا یموتون
حضرت کے مرقد مقدس پر پہلے گنبد نہ تھا ۹ برس گذرے ہیں کہ حاجی نور محمد ساہو
نے تعمیر کیا اور پھر مرمت سفیدی وغیرہ کی میان محمد جان زرگر امرتسری نے کرائی خداوند دونوں
کو جزائے خیر عطا فرماوے

مثنوی تاریخی

علی غضنفر نوی آن شاہ ہجویر — سراپا نور روشن ماہ ہجویر
چو ورزید آخر از دنیای فانی — مکان اندر مکان لامکانی
عیان تاریخ او چون ماہ گفتم — علی ہجویری عالی جاہ گفتم ۴۶۵
چو بود او سرور و سرخیل ابرار — برآمد سال رحلتش سردار ۴۶۵
بجستم از خرد تاریخ سالش — عیان شد کاشف دین ارتحالش ۴۶۵

حالات سید احمد توختہ سلطان قدس سرہ

قدمائے مشائخ و کبرائے اولیائے خطہ ملتان سے ہیں شجرہ آبائی انکا بقول صاحب
تحفۃ الشرفا اس طرح پر جناب علی المرتضیٰ تک پہونچتا ہے کہ سید احمد بن سید زین العابدین
بن سید عمر بن سید عبد اللطیف بن سید بہاء الدین بن سید غیاث الدین بن سید بہاء الدین
بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سید عیسیٰ بن سید صالح بن سید
عبد الغنی بن سید جلیل بن سید خیر الدین بن سید ضیاء الدین بن سید داؤد بن سید عبد الجلیل
رومی بن سید اسمٰعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین
بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں انکے باپ زین العابدین
عرب سے بسبب کسی تفرقہ کے ہند مین آئے اور بمقام [illegible] علاقہ ملتان مقیم
ہوئے چونکہ مرد عابد زاہد شب بیدار نیک روزگار تھے اوس گاؤں کے مقدم مسمی
پیرا نے اپنی لڑکی بی بی عایشہ انکے نکاح مین دیدی اوسکے بطن سے حضرت سید
احمد ولی مادرزاد پیدا ہوئے جب بڑے ہوئے اور باپ مرگیا تو انکی بزرگی کا شہرہ جہان مین

اور لوگ جوق جوق قدمبوس ہونے لگے تو برادران خالہ زاد کو جنکے ساتھ یہ نصف گانو کے مالک تھے حسد ہوا اور طرح طرح سے اذیت پہونچانے لگے اس واسطے حضرت نے وطن سے ہجرت کی اور بغداد مین جاکر حضرت غوث الاعظم و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و شیخ مودود چشتی کی خدمت مین حاضر ہوکر فیض باطنی پایا اور کامل ہوکر واپس ہند کو آئے پنجاب مین پہونچکر چند سے بمقام دہونکل سکونت رکھی پھر کہرسی کوٹ مین آئے صوبہ ملتان نے اپنی لڑکی انکے نکاح مین دی اوس سے ایک بیٹا سراج الدین نام پیدا ہوا جب اس قدر حضرت حضرت کی ظاہر و باطن بڑہ گئے تو بہی حاسد اس ارادہ مین ہوئے کہ حضرت کو قتل کردین یہہ خبر حضرت کو پہونچ گئی تو بنظر رفع فساد آپ مع بہائی عبد الغنی و زوجہ سراج الدین پسر خورد سال گانو سے پوشیدہ نکل آئے اور زیر دامان کوہ جہان اب موضع نگاہا آباد ہے اور روضہ بھی حضرت کا اوسی مقام پر ہے آکر عین ویرانہ ہے آب مین خیمہ برپا کیا اللہ تعالی نے انکی قدم کی برکت سے وہان ریگستان مین سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جو اب تک ہے پیچھے انکے جب حاسد بہائیون نے خبر پائی کہ وہ چلے گئے تو مجمع کثیر کرکے انکے پیچھے سوار ہوئے اور اس مقام پر آکر حضرت کو معہ لواحقین شہید کردیا یہہ واقعہ سنہ پانسو ستر ہجری مین واقع ہوا۔

قطعۂ تاریخ

سید و سرور و سخی احمد	بود در ملک سروری والی
رفت چون از جہان بخلد برین	شد بعین انہ وجود او خالی
سال تاریخ وصل آن سرور	گفت سرور کہ سرور عالی ۵۶۶

سید حسین زنجانی لاہوری قدس سرہ

قدیمی بزرگون مین یہہ بزرگ صاحب ہدایت وارشاد و زہد و تقوی و شرافت و نجابت و سیادت تھے شجرہ انکا حضرت جنید بغدادی کے ساتھ ملتا ہے سید

[illegible] کے ساتھ [illegible] لاہور میں آئے اور ہنگامہ مشیخت گرم کیا تمام عمر [illegible]
[illegible] ثانی آخر سال [illegible] ہجری میں وفات کی —

سید تاج الدین تبریزی لاہوری قدس سرہٗ

سید بزرگ اول شہر تبریز کی رہنے والے تھے وہان سے باشارہ غیبی ہندوستان کو
روانہ ہوئے جب شہر ٹھٹھہ ملتان میں پہونچے بی بی راج وتاج دو لڑکیان اپنے
ہمراہ رکھتے تھے چنانچہ ایک لڑکی بی بی تاج کا نکاح شاہزادہ بہاء الدین بن سلطان
قطب الدین قریشی ہنکاری کے ساتھ کیا وہان سے لاہور میں آکر سکونت پذیر
ہوئے اور بی بی تاج کا نکاح شاہ زید اپنے برادر زادہ کے ساتھ کیا اور تین لڑکیان
باقیماندہ بی بی حور بی بی نور بی بی گوہر و بی بی شہباز جو نہایت عابدہ و زاہدہ در لیتہ
عصر تھین ناکتخدا فوت ہوگئین سید بزرگ سید حسینی تھے شجرہ انکا اس طرح درج کتب
ہے کہ سید تاج بن سید علی بن حسین ثانی بن سید حسین محمد مدنی بن سید شاہ ناصر
بن سید [illegible] بن سید علی بن امام علی اصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ
تعالی عنہ شرافت و ولایت و کرامت انکی موروثی تھی اور توسل خاندان جنیدیہ
تھا وفات حضرت کی سنہ چھ سو دو ہجری مین ہوئی اور مرشد پنجاب مادہ تاریخ
ہے اور مزار گوہر بار اندرون لاہور محلہ چہل بی بیان اندرون طویلہ غلام
محی الدین ہے —

سید یعقوب المخاطب صدر دیوانی زنجانی لاہوری قدس سرہٗ

سید بزرگ لاہور کے بزرگون مین سے جامع علوم ظاہری و باطنی و مجمع شرافت و
نجابت تھے زنجان بارادہ سیر لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے ہزار ہا آدمی
طالبان انکی بیعت مین آکر منازل قرب تک پہونچے انکے باپ کا نام سید علی
موسوی حسینی زنجانی تھا اور انھین کے ہاتھ پر انکی بیعت ہوئی اور انکا توسل

سلسلۂ شبلویہ کے ساتھ تھا مسمی طغرل صوبہ لاہور جو بہرام شاہ غزنوی کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا انکا مرید تھا اس سبب سے قبول عظیم انکو حاصل ہوا دولت ظاہری و باطنی کے خزانے بھر گئے اور لنگر عام جاری ہوا تمام پنجاب مین حضرت کی مشیخت کا آوازہ تھا دور و نزدیک سے لوگ حصول ارادت و توسل کے لیے خدمت مین حاضر ہوتے تھے اونھین ایام مین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری حضرت علی مخدوم گنج بخش ہجویری کے روضۂ مقدس پہ چلہ کرنے کے لیے اجمیر سے لاہور آئے تو انھین کی اول و آخر چلہ سے چند روز مہمان ہوئے وفات حضرت کی سولھوین ماہ رجب سنہ چھہ سو چار ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور مین زیارتگاہ خلائق ہے —

سید شیخ عزیز الدین مکی لاہوری قدس سرہ العزیز

یہہ بزرگ سادات عظام و مشایخ کرام و علمائی صاحب شریعت و طریقت سے تھے اصل انکا بغداد سے تھا پہلے مدینہ اوسے مکہ شریف کو گئے اور بارہ سال بیت اللہ مین بعبادت حق گذرانی اور شیخ مکی مشہور ہوئے پھر بایمائے باطنی ہندوستان کو رخ کیا اور سال پانسو چوہتر ہجری مین جس سال سلطان شہاب الدین غوری محاصرہ لاہور کا کیئے ہوئے تھا لاہور مین داخل ہوئے خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی اوسوقت شہر کے اندر محصور تھا جب محاصرہ سے تنگ آیا تو حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر دعا چاہی حضرت نے بعد مراقبہ و مکاشفہ فرمایا کہ خداوند حقیقی کی جناب سے چھہ برس تک تجھکو امان ہے بعد چھہ برس کے خدا کو منظور ہے کہ اس ملک مین غوریون کا تسلط ہو جائے پس اوس سال مین شہاب الدین لاہور کے فتح کیئے بغیر غزنین کو چلا گیا اور چھہ برس کے بعد پھر آیا اور لاہور پر قابض ہوا باقیماندہ سلطنت غزنوی بادشاہون کی نیست و نابود ہوگئی وفات حضرت کی سال چھہ سو بارہ مین واقع ہوئی مزار لاہور مین ہے —

سید مٹھہ لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہہ بزرگ آج تک مرجع خاص و عام ہے حضرت کی بزرگی کا حال زبان زد خورد و کلان ہے ان کے باپ سید جمال الدین خوارزم کی ولایت کے رہنے والے تھے جب خوارزم کی ولایت پر چنگیز خان کا دخل ہوا اور شاہان خوارزم کی سلطنت جڑ سے اوکھڑ گئی اور وہ ملک ویران و برباد ہوگیا تو انھون نے ہندوستان کا رستہ لیا اور لاہور مین آکر سکونت اختیار کی چونکہ مرد عابد و زاہد و ولی تھے ہزارون لوگ انکے معتقد ہوگئے سید مٹھہ بھی اوس وقت ہمراہ تھے انھون نے بھی باپ سے تکمیل پائی اور مقتدائے زمانہ ہوگئے باپ کے مرنے کے بعد جانشین ہوئے چونکہ شیرین زبان اور خوش خلق نہایت تھے سید مٹھہ مشہور ہوگئے کہ مٹھہ شیرین کو کہتے ہین انکا شجرہ نسب باقوال صحیح یہہ دریافت ہوا کہ سید مٹھہ بن سید جمال الدین بن سید محمد بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن سید آدم بن سید علی جعفر بن سید محمد بن سید یوسف بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبد اللہ اشقری بن جعفر بن سید محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہم وفات ان کی سال چھہ سو سٹھہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے

موید الدین بلبل شاہ کشمیری قدس سرہ

یہہ بزرگ کشمیر کے بزرگون سے بزرگ صاحب کمال اہل حال وقال تھا صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ نام اصلی اسکا شرف الدین تھا اس نے شہر سری نگر کشمیر مین آکر دین اسلام کو رواج دیا اور اسی کی توجہ سے راجہ رنجن دیو والے کشمیر مسلمان ہوا اور تمام اہلکار اوسکے داخل اسلام ہوئے یہہ قصہ اس طرح پر تواریخ اعظمی مین لکھا ہے کہ راجہ رنجن دیو کو اپنے وقت مین خیال اس بات کا دامنگیر ہوا کہ بعد تحقیقات کامل جو دین حق ہو اوسکو قبول کرے اس ارادہ پر اوس نے ہر ایک دین کے علما و فضلا کشمیر مین

طلب کئے اور اونکے آپس مین بحث کرائی مگر بسبب اسکے کہ ہر ایک صاحب ملت اپنے
دین کو اچھا کہتا اور وجوہات بیان کرتا تھا تسلی کامل راجہ کی نہوتی آخر ایک روز یہہ بات
دل مین قایم کی کہ کل علی الصباح جس دین کا آدمی پہلے سب سے میسر روبرو آئیگا اوسکا
دین اختیار کردونگا چنانچہ رات کو اسی فکر مین سو رہا جب صبح ہوئی تو اپنے محل پر چڑھا
اور باہر کی طرف نظر کی اوسوقت شیخ موید الدین بلبل شاہ ڈل کے کنارے نماز پڑھ
رہے تھے چونکہ پہلے اس سے اوسکی رغبت دین اسلام کی طرف تھی بہت خوش ہوا
اور اوسیوقت حضرت کو روبرو بلا کر مشرف با سلام ہوا جب راجہ مسلمان ہوگیا تو اکثر
اوس کے امرائو بھی مسلمان ہوگئے اور نور اسلام کشمیر کی سر زمین پر روشن ہوا راجہ نے
انکی خاطر کشمیر مین ایک مکان خانقاہ تعمیر کیا جس مین حضرت سکونت رکھتے تھے ایک
مسجد عالیشان حضرت نے خود تعمیر کی اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبان حق مین مصروف
رہے آخر سال سات سو ستائیس ہجری مین فوت ہوئے اور شہر کشمیر مین مدفون
ہوئے مکان مسکن مدفن انکا اب تک لنگر بلبل شاہ مشہور ہے ۔

شیخ سید ابو اسحاق گازرونی المشہور میران بادشاہ لاہوری

لاہور کے قدیمی بزرگون مین سے یہہ بزرگ بڑے بزرگ مشہور ہین اصل انکا شہر گازرون
سے تھا اور شیخ اوحد الدین اصفہانی کے مرید تھے وہان سے بطریق سیر ہند مین آئے اور
لاہور مین سکونت اختیار کی ہزارون طالبان حق انکے حلقہ ارادت مین آئے اور ہدایت
تکمیل و تربیت طالبان مین مصروف رہے آخر سال سات سو چھیاسی ہجری مین فوت ہوئی
لاہور کے اندر مدفون ہوئے جب علم الدین حکیم المشہور نواب وزیر خان نے جامع مسجد اوس
جگہ تعمیر کی تو انکے مزار کو مسجد کے صحن کے اندر ایک تہ خانہ مین رکھا جو اب تک زیارتگاہ خلق ہے
اور بسم اللہ الرحمن الرحیم انکی تاریخ وفات ہے ۔

شیخ نور الدین ولی کشمیری قدس سرہ

یہہ بزرگ کشمیر کے بزرگون مین سے جامع علوم ظاہری و باطنی مظہر تجلیات صوری و

معنوی زہد مین طاق ریاضت مین یگانۂ آفاق تئیس برس کی عمر مین انکو شوق حق دامنگیر ہوا تو بارہ سال تک بحالت تنہائی بے خور و خواب ویرانہ جنگل مین رہے جب بھوکھ غالب ہوتی تو تھوڑی سی کاسنی کی پتی کھا لیتے پھر بارہ سال تک روز مرّہ خوراک آپ کی ایک کاسہ دودہ کا تھا پھر وہ بھی ترک کر دیا اور اڈھائی برس تک غلّہ جو تھوڑا سا جوش دیکر اوسکا پانی خوراک رکھا غرض چھبیس سال تک حضرت نے روٹی نہ کھائی اور زہد و عبادت و ریاضت مین کامل ہوئے پھر جب سید میر محمد بن سید علی ہمدانی کشمیر مین آئے اور اونکی خدمت مین جا کر بیعت کی اور صاحب طریقت ہوئے پھر جب میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شاہ نور الدین بخدمت میر سید حسن ہمدانی و شیخ بہاء الدین و شیخ سلطان بلخی و بابا حاجی ادہم کشمیری کے حاضر ہو کر کمال فائدہ حاصل کیا اور قطب الآفاق خطاب پایا اور صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ شاہ نور الدین مادرزاد ولی تھے جب یہ اپنی ماکے بطن مین تھے رجال الغیب انکی والدہ کے پاس آکر سلام کہتے اور بی بی للہ دوی جو ایک عورت عارفہ کشمیر مین تھی اوس نے بھی انکی والدہ کے پاس آکر خبر دی کہ خداوند تعالی عنقریب تیرے گھر ایک ایسا فرزند پیدا کریگا جو قطب وقت ہوگا ولادت حضرت کی سنہ سات سو ستاون اور وفات سال آٹھ سو بیالیس مین واقع ہوئی اور روضۂ منورہ ملک کشمیر مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور خلفا انکے بابا زین الدین و بابا بام الدین و لطیف الدین و بابا نصیب الدین و بابا نصیر الدین و قیام الدین انکے بعد صاحب ارشاد مرشد زمانہ ہوئے۔

قطعۂ تاریخ

چو نور الدین ولی والی کشمیر	ز دنیا گشت اندر پردہ مستور
نوشتم طرفہ سال ارتحالش	ولی با صفا نور علی نور

(۸۴۲)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ علمای متبحر دہلوی سے تھے انکے ذکر خیر سے کتابین بھری ہوئی ہین خداوند حقیقی نے

انکو علوم ظاہری و باطنی سے کامل بہرہ بخشا تھا ان کو بخدمت جناب حضرت غوث الاعظم
رضی اللہ عنہ اویسی نسبت تھی اور بیعت بخدمت سید جمال الدین ابو حسن موسیٰ پاک
شہید گیلانی ملتانی خلف الصدق قدوہ سادات کرام زبدہ مشایخ عظام جامع سیادت و
نجابت شیخ سید حامد گیلانی تھے اونکی وفات کے بعد پھر شیخ عبد الوہاب خلیفہ
شیخ علی متقی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور فیض پایا اور خرقہ تبرک حاصل کیا شیخ عبد الحق
کو ہر ایک علم مین کمال حاصل تھا خصوصاً علم حدیث و تفسیر مین وہ کمال تھا کہ اپنے وقت
مین ثانی نہین رکھتے تھے ان کی تصانیف مین سے شرح مشکوۃ عربی و فارسی و کتاب
صراط المستقیم و اخبار الاخیار و شرح فتوح الغیب و کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب
محبوب و مقبول خاص و عام ہے وفات انکی سال ایک ہزار اکیاون ہجری مین وقوع
مین آئی اور مزار دہلی مین ہے

شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی

یہہ بزرگ اکابر علما و اعاظم فضلاے پنجاب سے تھا علوم ظاہری و باطنی مین فرید الدہر
و وحید العصر علم حدیث و تفسیر و فقہ مین طاق یگانۂ آفاق و صاحب تصانیف اعلیٰ تھا چنانچہ
حاشیہ تفسیر بیضاوی و کتاب مشہود و تحشیہ و تکملہ حاشیہ عبد الغفور لاری اسکی مشہور تصانیف
مین سے ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر
جیلانی کا ترجمہ بھی فارسی مین اسنے حسب الایماے حضرت شاہ بلاول لاہوری کے
لکھا ہے اس بزرگ کو شاہان چغتائی کے دربار مین بڑی توقیر حاصل تھی اور بادشاہ
کی اجازت سے اس نے لاہور مین درس جاری کیا اسکا لکھا ہوا فتویٰ کل علماے
ہند کو منظور ہوتا اس نے فیض باطنی بھی بہت سے مشایخ طریقت سے پایا اور شیخ احمد مجدد
الف ثانی بھی اسکے حال پر بہت مہربان تھے اور انھون نے ہی اسکو بخطاب آفتاب پنجاب
مخاطب کیا تھا وفات انکی باقوال صحیح سال ایک ہزار اڑسٹھہ ہجری مین واقع ہوئی —

حکیم سرمد دہلوی مقتول قدس سرہ

یہہ بزرگ صاحب جذب و سکر و مستی و استغراق و عشق و محبت تھا پہلے یہودی مشرب تھا

کتاب توریت کمال شوق سے پڑھا کرتا من بعد مشرف باسلام ہوا اور علوم ظاہری مین
تحصیل کی دہلی مین العلم وہنر اس نے اشتہار پایا اچانک حضرت عشق اس کے حال پر متوجہ
ہوئے اور یہہ ایک ہندو بچہ پر عاشق ہوا مدت تک اوسکے عشق کے دام مین مبتلا رہا
من بعد بحکم المجاز قنطرۃ الحقیقۃ معشوق حقیقی کے عشق مین ایسا محو ہوا کہ دوئی کی گنجایش
عاشق ومعشوق مین نرہی اور یہہ بیخود وبیہوش سر دیا برہنہ مکشوف العورت کبھی بازارون
مین پھرا کرتا اور کبھی ویرانہ جنگل کو نکل جاتا ہوتے ہوتے یہہ حالت طاری ہوئی کہ من
خدایم من خدایم من خدا برملا کہنے لگا جب یہ بات علمای وقت کو معلوم ہوئی سب نے
باتفاق اسکے قتل کا فتوی لکھا اور اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت مین حاضر ہو کر
اس کے قتل کی اجازت چاہی چنانچہ یہہ بادشاہ کے حکم سے سنہ ایک ہزار ستر ہجری مین
قتل ہوا اور قبر دہلی مین ہے —

سید ابو تراب المعروف بشاہ گدا حسینی شطاری لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ اول شیراز مین رہتا تھا وہان سے بطلب حق ہندوستان کو آیا اور بمقام
گجرات شیخ وجیہہ الدین گجراتی کی خدمت مین حاضر ہو کر تکمیل پائی جب وجیہہ الدین فوت
ہوگئے تو لاہور مین آکر سکونت اختیار کی شجرہ نسب الکاید ہے کہ سید ابو تراب شاہ
گدا ابن سید نجیب الدین بن شمس الدین بن اسد الدین بن زین الدین بن یونس بن
عبد الوہاب بن عبد الباری بن ابو البرکات بن انور علی بن عبد اللطیف بن محمد
شریف بن ابو المظفر بن عبد الباقی بن ابو الحسن بن عبد العزیز شیرازی بن سید عبد اللہ
بن محمد امین بن قدرت اللہ بن سید موسی بن مسعود بن صادق بن احمد بن سید باقر
بن حسین بن زید بن جعفر بن محمود بن ہارون بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ اور شجرۂ پیران عظام یہہ ہے کہ سید ابو تراب مرید وخلیفہ شیخ وجیہہ الدین
گجراتی اور وہ مرید سید محمد غوث گوالیاری اور وہ مرید شیخ صفور حاجی اور وہ
مرید شیخ ابو الفتح کشمور ہدایت اللہ سرمست اور وہ مرید شیخ قاذن اور وہ مرید

شیخ عبدالوہاب اور وہ مرید شیخ عبدالروف اور وہ مرید شیخ محمود اور وہ مرید شیخ عبدالغفار اور وہ مرید شیخ محمد اور وہ مرید شیخ عبدالرحیم اور وہ مرید سید ابوبکر تاج الدین اور وہ مرید اپنے والد ماجد غوث الاعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ وفات حضرت کی چودہوین شوال سال ایکہزار اکھتر ہجری مین واقع ہوئی چھہ خلیفہ کامل شاہ گدا کے تھے اول قاضی محمد لاہوری دوم شیخ فاضل سیوم شاہ جمال چہارم لعل گدا پنجم احمد گدا ششم شہباز گدا —

خواجہ ایوب چشتی لاہوری قدس سرہٗ

یہہ بزرگ اپنے وقت مین مرد صاحب کشف و تصرف و کرامت و زہد و ورع و تقوے جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے انکی تصانیف مین سے مثنوی مخزن عشق و شرح مثنوی مولانائے روم ہے جسکو شرح ایوبی کہتے ہین اس کتاب مین حضرت نے حق شرح کا ادا کردیا ہے صوری و معنوی معانی مثنوی کی اچھی طرح سے بیان کئے ہین سلسلہ عالیہ سہروردیہ مین خواجہ ایوب مرید و شاگرد مفتی حافظ محمد تقی اور داماد مفتی حافظ محمد تقی کے تھے اور مفتی محمد تقی پانچوین جد مؤلف کتاب ہذا کے ہین اس طرح پر کہ مفتی غلام سرور مؤلف کتاب بن مفتی غلام محمد بن حافظ رحیم اللہ بن حافظ رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی اور نقل ہے کہ ایک روز ایک شاگرد خواجہ ایوب کی خدمت مین سبق مثنوی شریف کا پڑھ رہا تھا ایک بیت کے معانی حضرت کے سمجھانے سے اوس کی سمجھ مین نہ آئے رات کو اوس نے خواب مین مولانا جلال الدین رومی آئے اور فرمایا کہ خواجہ ایوب کو اوسی فیض ہماری روحانیت سے پہونچا ہے جو وہ فرماتے ہین بیت مین وہی منشا ہمارا ہے اور نقل ہے کہ جب ارادہ خواجہ ایوب کا مثنوی کی شرح لکھنے کے لئے مصمم ہوا تو کتاب مثنوی ہاتھہ مین لیکر اجازت مولانا سے چاہی اور کتاب کھولی صفحہ کے سر پر یہہ شعر لکھے دیکھے —

مثنوی

ای ضیاء الحق حسام الدین بیا	ای صقال روح و سلطان ہدا
مثنوی را شرح مشروح ده	صورت امثال او را روح ده

جب یہہ اجازت مولانا سے حاصل ہوئی تو کمر ہمت تحریر شرح پہ باندھ لی اور کئی سال مین ختم کی قطعہ تاریخ اختتام کتاب شرح مصنفہ خواجہ ایوب نے اس طرح پر لکھا ہے —

قطعہ

یافت شرح مثنوی معنوی	خلعت اتمام از لطف خدا
گفت تاریخش بگوش دل خرد	طرفہ شرح مثنوی جان فزا

وفات خواجہ ایوب کی جمعرات کے روز اکیسوین جمادی الثانی سال ایک ہزار ایکسو پچپین ہجری مین ہوئی اور مزار لاہور مین ہے — ۱۱۵۵

شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری

شاہ لطیف برہان پوری کے خلفا مین سے یہہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا شجرہ اسکا بچند واسطہ در میانی حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ فتح شاہ مرید و خلیفہ شاہ لطیف برہان پوری اور وہ مرید شیخ برہان شطاری اور وہ مرید شیخ عیسی زندہ دل اور وہ مرید شیخ وجیہ الدین گجراتی اور وہ مرید شیخ محمد غوث گوالیاری سات برس کی عمر مین پدر عالی قدر نے اسکو شاہ لطیف کی خدمت مین حاضر کیا اور اوس نے خورد سالی کی عمر مین پیر روشن ضمیر کی خدمت مین تربیت و تکمیل پائی و بسبب غایت جذب و استغراق بخطاب فتح شاہ سرمست مخاطب ہوا بعد تکمیل لاہور کو مامور ہوا اور تمام عمر لاہور مین ایکا ہدایت و ارشاد مصروف رہا ایک مرتبہ دریا ی راوی مین اتنی طغیانی ہوئی کہ شہر کے اندر پانی آگیا صوبہ لاہور نے حضرت کی خدمت مین آکر دعا چاہی حضرت نے ایک اپنا خادم دریا پر بھیجا اور فرمایا کہ دریا کو جا کر کہہ دو کہ حد سے آیا ہے چلا جا ورنہ

قیامت تک خشک کر دیا جائیگا جب یہ پیغام دریا کو پہونچا فی الفور شہر سے دور چلا گیا وفات اس بزرگ کی سنہ ایک ہزار ایک سو پچاس ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین ہے۔

شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ بزرگان لاہور مین سے صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے صاحب کتاب تشریف الشرفا فرماتے ہین کہ حاجی محمد سعید کو خلافت قادریہ سید محمود بن سید علی حسینی کردی سے ملا اور بمقام مدینہ منورہ ونسے بیعت ہوئی اور شیخ اشرف لاہوری سے سلسلہ انکا شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے اور اجازت سلسلہ نقشبندیہ کی انکو حافظ سعد اللہ محمد دی سے حاصل تھی شجرہ انکا اس طرح پر بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی ملتا ہے کہ شیخ حاجی محمد سعید مرید و خلیفہ سید محمود اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید شہاب الدین اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید شمس الدین ابو الوفا قادری اور وہ مرید سید شہاب الدین احمد اور وہ مرید سید قاسم اور وہ مرید سید عبد الباسط اور وہ مرید سید بہاء الدین ابو العباس اور وہ مرید سید بدر الدین حسن اور وہ مرید سید علاء الدین اور وہ مرید سید شرف الدین یحیی تاتاری اور وہ مرید سید ابو صالح نصر اور وہ مرید سید الآفاق عبد الرزاق کے اور وہ مرید اپنے والد بزرگوار حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی کی نقل ہے کہ جب احمد شاہ بادشاہ درانی پہلی مرتبہ لاہور کی تسخیر کو آیا اور صوبہ لاہور نے عند المقابلہ شکست کھائی تو لاہور کے لوگ بخوف غارت بھاگ گئے آخر ساکنان محلہ لکھی و عبد اللہ وارثی جسمین حضرت سکونت رکھتے تھے ان کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ شہر لاہور کے لوگ سب بھاگ گئے ہین اور ہم اب تک اپنے اپنے گھرون مین حضرت کی حمایت کے بھروسے پر بیٹھے ہین فرمایا کہ ہان ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ ہماری سکونت کا

محلے غارت سے بچ جاوینگے حکم کھلے دروازے اپنے گھرون مین بیٹھے رہو آخر جب شہر فتح ہوا تو فوج افغانی نے کل شہر لوٹ لیا سواے محلہ لکی و عبداللہ وارثی کے کہ وہ غارت سے بچ گئے سبب یہہ ہوا کہ جب بادشاہ شاہدرہ کے مقام پر اوترا تو پوچھا کہ اس شہر مین بزرگ صاحب طریقت کون ہے لوگون نے حضرت کا نام لیا بادشاہ فی الفور باخلاص دل حضرت کی خدمت مین آیا اور بعد زیارت حکم دیا کہ یہہ دونون محلے غارت نہون اور چند سوار بادشاہی حفاظت کے لئے مقرر کردیئے نقل ہے کہ جب بعد غارت پنجاب بادشاہ کابل کو چلا گیا تو ایک شخص لاہور کا رہنے والا خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ افغانون نے میرا گھربار لوٹ لیا اور ایک لڑکی میری کو جو بہت عزیز تھی ہمراہ لے گئے اب مجھکو گھر کے لٹ جانے کا غم کوئی نہین مگر لڑکی کی جدائی نہایت شاق ہے اگر جناب کی توجہ سے یہہ کام میرا ہو جاوے تو تا دم زندگی مشکور و ممنون رہونگا حضرت نے یہہ تقریر سنکر فرمایا کہ آنکھین بند کر اوس نے آنکھین بند کرلین ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھول دے جب اوس نے کھولین تو لڑکی کو روبرو کھڑی ہوئی دیکھا ایسی حالت مین کہ ایک ہاتھ مین اوس کے چار فلوس تھے اور ایک ہاتھ مین تیل کا برتن تھا عند الدریافت لڑکی نے جواب دیا کہ مین جب غارت ہو کر کابل مین گئی تو جو شخص مجھکو لے گیا تھا اوس نے ایک اور شخص کے پاس مجھکو فروخت کردیا مشتری نے مجھکو اپنا کنیز بنا لیا اس وقت مالک نے مجھکو چار پیسے اور تیل کا برتن دیکر حکم دیا تھا کہ بازار سے تیل لے آؤ سو مین تیل لینے کے لیے باہر نکلی تھی جب بازار مین آئی تو یہہ حضرت موجود وہین مجھکو مل گئے اور فرمایا کہ آنکھین بند کر مین نے آنکھین بند کرلین جب کھولین تو اپنے آپ کو یہان موجود پایا وفات حضرت حاجی محمد سعید کی سنہ ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھ مین ہوئی اور مزار گوہربار لاہور مین روبروے نیلا گنبد پشت بازار انارکلی ہے

شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہ

بزرگان لاہور مین سے یہہ بزرگ عالم اعلم و عامل کامل تھا باہر لاہور کے متصل

محلہ پیرعزیز مرنگ اس نے اپنا قلعہ علیحدہ بنایا ہوا تھا اور وہاں ہی سکونت تھی دعوت اسمائی الٰہی کے ذریعہ سے ہر ایک کام میں سید حاکمانہ حکم دیتا تھا ادنیٰ فیض اسکا یہ تھا کہ جس شخص کو سانپ یا سگ دیوانہ وغیرہ زہریلا جانور کاٹتا آپ کے آب دہن کے ملنے سے اچھا ہو جاتا نسبت آبائی اسکی حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتے ہیں کہ سید یعقوب بن سید محمد زمان بن میر محمد حاجی بن میر صدرالدین بن سید نورالدین بن سید بدرالدین بن سید جعفر بن سید احمد بن سید مومن بن میر حیدر بن شاہ قمیص قادری بن ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاؤالدین محمد بن جلال الدین احمد بن سید علی جمال الدین قاضی ابو صالح نصر بن سید الآفاق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی اور شجرہ حسبی اور پیری کا اس طرح پر مذکور ہے کہ سید یعقوب مرید و خلیفہ سید فضل علی لاہوری اور وہ مرید شیخ عبدالرحیم جار اللہ اور وہ مرید حاجی محمد سعید لاہوری اور وہ مرید سید محمود کروی کا ہی اس سے اوپر کا شجرہ حاجی محمد سعید لاہوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی چہارم محرم سنہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ میں واقع ہوئی اور مزار متصل موضع مرنگ کے ہے اس بزرگ کے تین فرزند کامل و مکمل تھے ایک سید محمد یوسف دوسرے میر سید علی تیسرے میر اسماعیل جن سے مدت دراز تک سلسلہ ہدایت و ارشاد جاری رہا ۔

۱۱۶۰

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

دہلی کے علماء سے یہ بزرگ سر دفتر علمائے عظام فضلائے ذوالکرام تھا علم و فضل و ورع و تقویٰ میں شان بلند و مدارج ارجمند رکھتا تھا تمام عمر عزیز تعلیم و تدریس میں بسر کی اور تفسیر تمام قرآن مجید کی الموسوم بفتح الرحمان لکھی جو مقبول و منظور خاص و عام ہے وفات انکی سال ایک ہزار ایک سو اسی میں واقع ہوئی اور مزار دہلی میں ہے ۔

۱۱۸۰

خواجہ حافظ عبد الخالق اویسی قدس سرہ

خاندان اویسیہ کے یہہ بزرگ موحد ہین اور زمانہ مین بعشق و محبت و جذب و سکر و شوق
و ذوق معروف تھے فیض باطن انکو روحانیت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول
اللہ ﷺ تو انھین کی روح پر فتوح سے تربیت و تکمیل پائی چونکہ آبا و اجداد اس
بزرگ کے قدیم سے صاحب علم و فضل چلے آتے تھے ابتدا مین انھون نے بھی
قرآن حفظ کیا اور قرآن پڑھ کر عالم متبحر ہوئے من بعد شوق الٰہی دامنگیر ہوا تو باتفاق
سید بہلی شاہ اور گل شیر محمد اپنے بھائی کے بارادہ بیعت بخدمت شیخ عبد الحکیم قادری
کے بمقام تلنبہ گئے شیخ نے بعد مراقبہ گلشیر محمد کو تو اپنا مرید کر لیا اور سید بہلی شاہ
کو کہا کہ تیرے نصیب کا بخرہ شاہ عنایت قادری کے پاس ہے تو بمقام قصور جائیگا
تو حصہ پائیگا اور شیخ عبد الخالق کو ارشاد کیا کہ تیرا مرشد وہ ہے جو خود تیرے گھر
آکر تیری تکمیل کریگا تو جا کر اپنے گھر بیٹھ چنانچہ شیخ عبد الخالق اپنے گھر واپس آگئے جب
چند روز اس بات کو گذرے تو ایک رات شیخ اپنے حجرہ مین تنہا بیٹھے ہوئے درود شریف
پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص ماہ طلعت بزرگ صورت حجرہ مین ظاہر ہوئے اور
السلام علیکم کہا شیخ نے جواب سلام دیکر اون کے چہرہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے
تمام رات اور تمام روز بے خود رہے آفتاب کے غروب کے وقت ہوش مین آگئے اور
درود شریف پڑھنے مین مشغول ہوئے کچھ رات گئی پھر وہی صورت نمودار ہوئی اور
بدستور اٹھ پہر بیہوشی رہی تیسری رات جب وہ موقع آیا تو شیخ نے قدم پکڑ لیے اور
اسم شریف پوچھا فرمایا کہ ہمارا نام اویس قرنی عاشق رسول ہے ہم تیری تکمیل و تربیت کی
واسطے خدا کے حکم سے آئے ہین یہہ فرما کر بیٹھ گئے اور بیعت لیکر توجہ کی اوس وقت
حضرت پر بیہوشی طاری ہوئی اور تین رات تین روز بیہوش رہے چوتھے روز
ایک اتفاقاً گانے والا شخص اوس راہ سے گذرا جب سرود کی آواز حضرت کے کانمین
پہنچی تو بدن کو جنبش ہوئی متعلقین نے اوسکو بلا لیا راگ کے سننے سے حضرت وجد مین

آنے بعد وجد ہوش مین آگئے اور اپنے آپ کو کامل و مکمل پایا صاحب کتاب لطایف نفسیہ فی فضائل اویسیہ لکھا ہے کہ شیخ عبد الخالق سرزمین ہانس ستلج دریا کے کنارے رہتے تھے اور جذب و سکر کی یہہ حالت تھی کہ جب نماز پر کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کی آواز سنتے بیہوش ہوجاتے اور پھر جب تک گانے والے نہ گاتے ہوش مین نہ آتے ہزارون لوگ طالبان عشق و محبت حضرت کے دروازے پر ہجوم رکھتے اور ہزارون منازل قرب تک پہونچ گئے وفات حضرت کی ساتوین ذی الحجہ سال ایک ہزار ایک سو پچاسی مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار قصبہ مبارک پور متصل بہاولپور مین زیارتگاہ خلق ہے اور حضرت کی تین فرزند ارجمند صاحب مقامات بلند اولیائے کامل تھے ایک خواجہ قطب الدین جو چہ سالی کی عمر مین ایک روز سماع مین بیٹھا تھا جب حالت وجد طاری ہوئی تو اللہ اکبر کہکر آسمان کو اوڑگیا اور ایک لمحہ مین ایسا بلند گیا کہ نظر سے غایب ہوگیا پھر اونکا نشان روی زمین پر ظاہر نہوا دوسرے خواجہ عارف جنکا مزار بریلی مین ہے تیسرے شیخ محرم جو قصبہ لیا مین مدفون ہین اور خواجہ محکم الدین المخاطب بصاحب السیر اون کے خلیفہ تھے —

شیخ محکم الدین صاحب السیر اویسی بن حافظ محمد عارف قدس سرہ

یہہ بزرگ برادرزادہ حقیقی و مرید و خلیفہ شیخ عبد الخالق اویسی کے تھے استغراق و جذب و بیخودی و بیہوشی انکی مزاج پر بہت غالب تھی تمام روی زمین کی انھون نے سیر کی ہزارون کرامت و خوارق اس بزرگ سے کتاب لطایف نفسیہ مین مذکور ہین جنکا ذکر موجب طوالت ہے مگر مختصر تحریر ہوتا ہے کہ ایک روز راستے مین چلے جاتی تھے ایک سایل روبرو آیا اور عرض کی کہ میرے گھر دختران ناکدخدا موجود ہین بسبب افلاس کے شادی نہین کرسکتا اگر پانسو روپیہ حضرت عنایت کرین تو میری حاجت روائی ہوسکتی ہے چونکہ حضرت کا وقت اوس وقت خوش تھا عصا سے زمین کو کھود کر پانسو روپیہ کی تھیلی اوسکو دیدی اور چل دئے سائل کو طمع دامنگیر ہوئی اوس تھیلی کو الگ رکھدیا

اور زمین کھودنی شروع کی وہان سے ایک اور حبہ نہ نکلا بہت پشیمان آخر چاہا کہ وہی تھیلی لیکر گھر کو جائے مگر جاکر دیکھا تو اوس تھیلی کو بھی نہ پایا اور زار زار رونے لگا اور شیخ کے پیچھے دوڑا جب نزدیک پہونچا تو اپنا حال عرض کیا حضرت ہنسے اور فرمایا کہ وہان کوئی خزانہ مدفون نہ تھا یہہ تیرے طمع کی تاثیر تھی کہ وہ تھیلی بھی جاتی رہی اب ہم تجھکو وہ تھیلی پھر دیتے ہین چنانچہ پھر اوس مقام سے جہان کھڑے تھے زمین کو کھودکر وہ تھیلی نکال دی غرض کہ اخیر زمانہ مین یہہ بزرگ اپنے وقت کے قطب تھے اور مرجع خاص وعام اگرچہ خلفا انکے بیشمار تھے مگر نو کس کامل مکمل خلیفے تھے اول حافظ قیم الدین دوم محمد سلیم قریشی سیوم شاہ ابوالفتح چہارم خواجہ سلیمان پنجم محمد انور ملتانی ششم الہداد ہفتم دیوان محمد غوث ہشتم دوست محمد نہم حافظ عبدالکریم قدس اللہ سرہم العزیز وفات انکی پانچوین ربیع الثانی سنہ ایکہزار ایکسو ستانوین مین واقع ہوئی مزار بمقام کوٹ بختا متصل بہاولپور ہے —

سید عبدالکریم المشہور بہ پیر بہاون شاہ بن شاہ بلاق لاہوری

یہہ بزرگ بارہ کی سادات مین سے تھے سیادت وشرافت وعبادت وریاضت مین ثانی نہین رکھتے تھے ہر ایک سلسلہ مین سے انکو بہرہ حاصل تھا سلسلۂ قادریہ مین انکا شجرہ حضرت میان میر بالا پیر کے ساتھہ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید بہاون شاہ مرید شاہ بلاق اور وہ مرید شاہ عبدالرشید لاہوری اور وہ مرید شیخ محسن شاہ اور وہ مرید شیخ محمد المشہور بہ بلا شاہ اور وہ مرید حضرت میان میر لاہوری کے اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد یہہ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور ہنگامۂ مشیخت گرم کیا ہزارون لوگ مرید ہوئے پہلے یہہ موضع مزنگ مین جو متصل لاہور جنوب کی طرف ہے سکونت پذیر ہوئے پھر شیخوپورہ کے جنگل مین جاکر بارہ برس تک عبادت مین مشغول رہے پھر بمقام میرپور جو ایک قصبہ دامن کوہ مین آباد ہے گئے اور سکونت اختیار کی قوم گکہر تمام وکمال حضرت کی مرید ہوئے اور خوارق وکرامت بے شمار ان سے سرزد

ہوئین چنانچہ ایک مرتبہ صاحب سنگہ بیدی ان کے گانو کے لوٹنے کے ارادہ پر آیا لوگ
بھاگنے لگے حضرت نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی گانو سے نہ نکلے آخر جس قدر لشکر اسکا
گانو مین داخل ہوا سب کے سب مسلمان ہو گئے باقیما ندہ مارے خوف کے گانو
مین نہ آئے سال ایک ہزار دوسو تیرہ مین حضرت فوت ہوئے اور بمقام بھیر پور دفن
کیے گیے —

مولوی غلام فرید لاہوری قدس سرہ

لاہور کے فضلا و علما سے یہہ بزرگ جامع کمالات ظاہری و باطنی و علم و عمل و
ذکر و شغل و ورع و تقوی و صبر و شکر و رضا و تسلیم تھے تمام عمر تدریس طالب علمان
و تلقین شایقان حق مین مصروف رہے تمام پنجاب کے لوگون نے اون کی شاگردی
کا غاشیہ اپنے سر پر رکھا وفات حضرت کی سال ایک ہزار دوسو سولہ مین واقع
ہوئی اور مزار پر انوار گورستان میانی مین ہے —

مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ قریشی قدس سرہ

یہہ بزرگ جد بزرگوار بندہ غلام سرور مؤلف کتاب کے تھے آدمی پرہیزگار و متقی
عابد و زاہد تھے دن اور رات سوائے عبادت و ریاضت کے انکو کچھہ کام نہ تھا
دولت ظاہری سے انکو کمال نفرت تھی ہمیشہ فقر و فاقہ مین گذرانتے تھے انکا حقیقی
بھائی حافظ محمد ہی اگرچہ صاحب دولت و جاہ تھا اور ہمیشہ انکو کہتا تھا کہ اون کے
شامل ہوکر کار تجارت وغیرہ مین مصروف ہو مگر انکو سوائی عبادت کوئی کام مالوف
نہ تھا طریق انکا موروثی سہروردیہ تھا طلبا کو اسی طریق مین تلقین دیتے تھے
وفات انکی سال ایک ہزار دوسو چتیس مین واقع ہوئی مدفن لاہور مین ہے —

شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادری قدس سرہ

اس بزرگ نے خرقہ خلافت شیخ عبد الکریم بہاون شاہ سے پایا اور معتقد انکی بابت
ہوا سکر و جذب اسکی طبیعت پر اس قدر غالب تھی کہ برس برس روز تک ایک مقام مین

بیٹھا رہ جاتا اور لینے آپ سے محض بے خبر تہا خوارق وکرامت بیشمار ان سے ظاہر
ہوئین چنانچہ ایک مرتبہ دو راس مادہ گاؤ ان کی چور چرا کر لے گئے حضرت نے
ارشاد کیا کہ ہماری راسان فلان گاؤن کے زمیندار چرا کر لے گئے ہین اونکے
پاس جاؤ اور کہو کہ یہہ راسان نور حسین کی ہین واپس کر دو خدام جب اون کے
پاس گئے اور راسان طلب کین وہ منکر ہوئے بلکہ شیخ کے حق مین گالیان دین
اس بات کے سننے سے حضرت غضب مین آئے اور ایک مٹھی گھاس خشک کی ہاتھ
مین لیکر اوس مین پھونکا تو اوسکو آگ لگ اٹھی وہ جلتی ہوئی گھاس اونکے گاؤن
کی طرف پھینک کر فرمایا کہ ہمنے چورون کے گاؤن کو جلا دیا ایسا کہ پھر قیامت تک
آباد نہو اوسی وقت چورون کے گاؤن مین آگ لگ گئی اور تمام وکمال جل گیا
وفات انکی سال ایک ہزار دو سو چھتیس ہجری مین واقع ہوئی اور اون کے
خلیفون مین سے شیخ رسول شاہ ایک مقبول شخص تھا جو اس سال مین
فوت ہوئے ہین —

مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ

یہہ بزرگ دہلی مین امام المحدثین مقتدای مفسرین جامع علوم حدیث وفقہ و
تفسیر وصرف ونحو ومنطق ومعانی وفروع واصول تھے علم وعمل و زہد و ورع
وتقوی مین مراتب بلند ومقامات ارجمند رکھتے تھے ہزارون لوگ دور ودراز
ملکون سے آکر انکی شاگردی سے مشرف ہوئے اور فضیلت کے مراتب تک
پہونچے ان کی ذات بابرکات کو اگر خاتم العلما کہا جائے تو درست و بجا ہے
ان کی تصانیف بہت ہین چنانچہ کتاب سر الشہادتین وبستان المحدثین
وتفسیر فتح العزیز وتحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مقبول خلایق ومنظور کافہ انام
ہے وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو انتالیس ہجری مین واقع ہوئی اور
مزار دہلی مین ہے —

سلطان بالا دین اویسی قدس سرہ

یہہ بزرگ خواجہ صالح محمد بن خواجہ عبدالخالق اویسی اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ تھے اور ان کے والد نے فیض کامل خواجہ محکم الدین صاحب السیر سے پایا بعد وفات اپنے باپ کے یہہ مسند ارشاد پر بیٹھے اور بہت سی خلقت ان کی ارادت مین داخل ہوئی سنہ ایک ہزار دو سو اکتالیس مین وفات کی انکے دو فرزند شیخ شہاب الدین و غلام اویس موجود ہین۔

١٢٤١

مولانا عبدالقادر بن مولانا ولی اللہ محدث دہلوی

یہہ بزرگ عالم کامل فقیہ کامل اپنے وقت کا یگانہ تھا خصوصاً علم حدیث و تفسیر مین ثانی نہین رکھتا تھا بکمال فصاحت و بلاغت ترجمہ تفسیر فتح الرحمان ہندی زبان مین کیا کہ مقبول و مطبوع خاص و عام ہے کسیکو اوس پر جائی اعتراض نہین وفات انکی سال ایک ہزار دو سو سینتالیس مین واقع ہوئی۔

١٢٤٧

میران سید غلام محی الدین قدس سرہ

یہہ بزرگ خاندان قادریہ مین مرد عالم و فاضل و عابد و زاہد صاحب ارشاد گذرے اول چند پشت سے انکا قیام لاہور مین تھا جس وقت تشریف آوری احمد شاہ بادشاہ درانی کے بادشاہ نے اس خاندان کی بزرگی کا احوال سُنا تو ان کے چچا بزرگوار سید علی اکبر کو جو اپنے زمانہ کے عالم متبحر و فاضل اجل و طبیب حاذق تھے بہزار التجا اپنے ہمراہ کابل کو لے گیا اوس وقت سید غلام محی الدین بھی سولہ برس کی عمر مین اپنے عم بزرگوار کے ساتھ کابل مین گئے اور چند سال وہان قیام رکھا پھر جب سید علی اکبر بادشاہ سے بہزار مشکل رخصت لیکر وطن کو آئے تو راستہ مین راجہ رنجیت سنگھ دیو والی جمون نے انکو اپنے پاس بلا لیا چچا ان کے وہان فوت ہوئے اور حضرت جمون سے گوجرانوالہ مین آئے جہان مشکور رنجیت سنگھ

باپ نے انکی توقیر کی اور چاہا کہ حضرت اوسکی ریاست گاہ مین قیام رکھین مگر انھون نے
منظور نکیا اور لاہور مین رونق افروز ہوئے لاہور مین آتے ہی سردار جے سنگھ
کنہیہ نے حضرت کو اپنے پاس بلالیا اور یہہ قصبہ مکیریان مین جاکر قیام پذیر ہوئے
وہان کے اعتقادمند لوگون نے انکو نہ چھوڑا کہ یہہ پھر لاہور مین آوین مگر بسبب
التجا سے چودھری بختی خان مالک دسوہہ و نوروز خان رئیس میانی و لفیر پاش
رئیس غلزیان شادی حضرت کی مقام ٹکولہ خاندان سید معروف سبزواریہ مین ہوگئی
اور مدت العمر وہان ہی سکونت رکھی اور اوسی مقام پر ایک ہزار دو سو چوالیس سنہ
ہجری مین فوت ہوئے حضرت کی اولاد کی زبانی مذکور ہے کہ جب سید علی اکبر کابل
مین تشریف لے گئے تو علمائے شیعہ نے ان کے ساتھ علمی بحث کیا اور ایران
سے علما اپنی مدد کو بلائے مگر سید صاحب غالب آئے اور بادشاہ نے خوش ہوکر انکو
میرزا بہادر کا خطاب دیا اور انعام اس قدر بخشا کہ یہہ مالا مال ہوگئے جب بحث
علمائے شیعہ عاجز ہو جاتے تو کہتے کہ از کجا آرم ملا رفیع را کہ با سید علی اکبر مباحثہ نماید
اور ملا رفیع ایک عالم جید ایرانی تھا جو اوسی زمانہ مین مرچکا تھا نیز یہہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ بعد وفات سید علی اکبر کے سید محسن اونکا فرزند جون سے لاہور کو آنیلگا
تو سردار غلام محمد چٹھہ کی ریاست رسول نگر مین تھی اونکو راستہ سے بلالے گیا
جب مہان سنگھ نے رسول نگر پر یورش کی اور ریاست غلام محمد کی درہم و برہم ہوگئی
تو سید محسن نے موضع سندران والہ مین قیام کیا اوسکا بیٹا سید علی اصغر اب تک وہان
موجود ہے اور سید غلام محی الدین کے پانچ فرزند دلبند ہوئے ایک میران سید
غلام غوث دوسرے سید غلام المشہور شاہ صاحب تیسرے سید غلام رسول چوتھے
میران حافظ سید محمد شاہ پانچوین میران سید غلام گیلانی یہہ پانچون اپنے وقت
کے یگانہ تھے شجرہ نسب انکا حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ
سید سلطان محی الدین عبد القادر گیلانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت
سید میران غلام محی الدین بن سید محمد طاہر بن سید عبد الستار بن سید محمد شاہ کہ

بن سید محمد آدم بغدادی بن سید اسماعیل بن شاہ یعقوب بن سید موسی بن سید صوفی
بن سید بدار الدین بن سید اسماعیل ثانی بن سید عبداللہ بن غوث محمد اوچی
بن شمس الدین بن سید علی بن شاہ مسعود بن سید احمد بن سید صوفی بن سید نصر
بن سید سیف اللہ عبدالوہاب بن حضرت محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی
قدس اللہ سرہم العزیز۔

قطعہ تاریخ وفات

چون بخلد برین ز دنیا رفت	شاہ عالی غلام محی الدین
گنج فضل و ہنر بگو تاریخ	نیز ہادی غلام محی الدین

۱۲۳۴ ۱۲۳۴

مولوی غلام رسول فاضل لاہوری قدس سرہ

لاہور کے علما و فضلا مین یہہ بزرگ جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت و
معرفت تھے تدریس و تلقین مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے خالق حقیقی نے ان کی
ذات بابرکات کو چشمہ فیض و دریائے فضل پیدا کیا تھا کہ پنجاب مین کوئی شخص
انکے وقت مین علمائے وقت سے فیض رسانی مین ان کے ہمتا نہ تھا چار گھڑی
رات رہے جب حضرت نماز تہجد سے فراغت پاتے تو خاص شاگرد اون کی خدمت
مین حاضر ہوتے فجر کی نماز سے اول اول اون کے تعلیم سے فراغت ہو جاتی
پھر ایک انبوہ و ہجوم شاگردوں کا جمع ہوتا اس قدر کہ مسجد مین بیٹھنے کو جگہہ
نہ تھی اور حضرت نہایت محبت و خلق کے ساتھہ ہر ایک کو تعلیم دیتے دوپہر
تک یہی حال رہتا پھر طعام تناول فرما کر بقدر ایک ساعت کے قیلولہ
کرتے اتنے عرصہ مین اور طلبا جنکے پڑھنے کا وقت بعد نماز ظہر
مقرر ہوتا حاضر ہوتے اور حضرت قیلولہ سے اوٹھکر نماز ظہر پڑھتے
اور سبق شروع ہو جاتے اسی طرح پہر رات گئے تک ہنگامہ تعلیم و
تدریس جاری رہتا۔

شیخ لدہی شاہ موتہ ساز لاہوری قدس سرہ

لاہور کے متاخرین بزرگون مین سے یہہ بزرگ عابد و زاہد و متقی و خدا پرست تھا
حصول قوت حلال کے واسطے گھوڑے کے بالون کی چھلنیان بناتا تھا اور جو مین
سے جو حاصل ہوتا بقدر قوت خدا کے نام خیرات کر دیتا تھا دنیاداران مین اسکی
ہیبت تھی اکثر لوگ اس سے سو سو روپیہ قرض لیجاتے پس اگر وہ شخص از خود روپیہ
لیکر آتا تو آپ انکا رسے لیتا ورنہ اوس سے کبھی طلب نہ کرتا وفات اس کی
سال ایک ہزار دو سو تریسٹھ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین ہے

مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس سرہ

یہہ بزرگ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے تھے علوم حدیث و تفسیر مین
طاق و یگانۂ آفاق تھے فقہ مین انکا فتوی معتبر خاص و عام تھا وفات انکی
سال ایک ہزار دو سو باسٹھ مین واقع ہوئی۔

سید منور علی شاہ نقشبندی سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہہ بزرگ جامع شریعت و طریقت و کشف و کرامت
و زہد و ورع و عبادت و ریاضت تھے بیعت انکی بخدمت میر عبدالرزاق والد
بزرگوار اور اونکی بخدمت میر عبدالرحیم اور اونکی بخدمت میر صدرالدین اور
اونکی بخدمت میر حیدر اور اونکی بخدمت بابا نصیب الدین غازی اور اونکی
بخدمت بابا داؤد خاکی اور اونکی بخدمت شیخ حمزہ کشمیری اور اونکی بخدمت
شیخ جمال الدین بخاری قدس سرہ سید منور علی نے اور سلاسل کرام سے بھی
فائدہ تمام حاصل کیا رغبت حضرت کی سلسلہ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھی اور
مریدون کو بھی ذکر و شغل بطریق نقشبندیہ عالیہ فرماتے وفات حضرت کی ایکہزار
دو سو چونسٹھ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار چار دیواری شیخ طاہر لاہوری کے

اندر سے اونکے مریدون مین سے سید حسین شاہ بخاری اور فرزندان کے سید
احمد شاہ دونو بزرگ صاحب علم و ریاضت و عبادت لاہور مین موجود ہین —

مولانا جان محمد فاضل لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ اپنے وقت مین یکتائی زمانہ و فرید الدہر تھا تدریس اسکی جاری تھی ہزارون طالب علم خدمت مین حاضر رہتے آٹھوین دن جمعہ کے روز ہنگامہ وعظ و نصیحت گرم ہوتا عمل انکا ایسا موثر تھا کہ جس شخص کو زبان سے کسی اسم کا وظیفہ فرما دیتے اپنی مراد کو پہونچ جاتا باطنی تلقین بھی انکی جاری تھی تمام عمر انکی تلقین و تعلیم و تدریس مین گذر گئی اور تمام پنجاب مین نام نیک حاصل کیا لاہور مین جب عملداری انگریزون کی ہوئی تو ایک شخص غلام قادر نام ایک چوری کی تہمت مین ماخوذ ہوا چند گواہ اوسکی برادری کے جو اوسکے جانی دشمن تھے اس بات پر مستعد ہوئے کہ کسی طرح وہ قید مین چلا جاوے آخر پیشی مقدمہ کے روز وہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اپنی انگلی سے اوسکی پیشانی پر اسم ذات لکھدیا اور فرمایا کہ جاؤ تمکو کچھہ اندیشہ نہین ہے جب وہ عدالت مین گیا حاکم نے فی الفور اوسکو جرم سے بری کردیا وفات انکی سال ایک ہزار دوسو اڑسٹھہ ہجری مین واقع ہوئی افسوس کہ انکی اولاد مین سے کوئی لایق پیدا نہوا اور جو ہوا اوس نے خاندان کی بزرگی پر خیال نرکھا مزار انکا لاہور مین ہے —

مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری قدس سرہ

علما و فضلا لاہور سے یہہ بزرگ استاد کل و مخدوم زمانہ تھے دین و دنیا کا فیض انکے وجود برکت آمود سے جاری ہوا لاکھون آدمیون نے انکی ذات سے بہرہ علم و عمل پایا رات دن انکی اوقات عزیز تدریس و تعلیم مین گذرتی بعد وفات مولوی غلام رسول ان کے بھائی کے علاقہ تدریس انکو متعلق ہوا اور انہون نے وہ بڑا کام کہا ل

دیانت و امانت و سعی و کوشش نبھایا اور ہر ایک طالب علم سے بکمال خلق و شیرین
زبانی پیش آئے گویا غضب و غصہ خالق حقیقی نے انکے جسم مین پیدا ہی نہین کیا تھا
ہرچند طالب علم بار بار تنگ کرتے مگر اونکی پیشانی پر چین نہ چڑھتی پنجاب مین ہر ایک
امیر و فقیر ان کے خاندان کے ساتھہ دعوی نیازمندی و شاگردی رکھتا ہے سنہ
ایک ہزار دو سو ستاسی مین انکی وفات ہوئی مدفن مقدس لاہور مین ہے انکی اولاد
مین خلیفہ نظام الدین بمبئی مین درس پڑھاتے ہین اور خلیفہ احمد الدین حمید الدین
لاہور مین کار تدریس مین مصروف ہین خدا سلامت با کرامت رکھے احقر الحقر
غلام سرور مولف کتاب بھی اوسی خاندان کے کمترین شاگردون مین سے ہے

مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری

یہہ بزرگ احقر غلام سرور مولف کتاب کے والد ماجد تھے نسبت آبائی انکی حضرت
بہاء الدین زکریا ملتانی کے ساتھہ ملتی ہے اس طرح پر کہ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ
بن مفتی رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد نقی بن مولانا کمال الدین بن
مفتی عبد السمیع بن مولانا عتیق اللہ بن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن
شیخ الاسلام عبد السلام بن شیخ عنایت اللہ بن مولانا کمال الدین بن شیخ
مخدوم المشہور میان کلان جو شہر ملتان سے حسب الطلب بادشاہ وقت کے لاہور
مین آئے اور عہدہ افتا پر ممتاز ہوئے بن شیخ جمعون بن شیخ قطب الدین بن
شیخ شہاب الدین بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ یہہ سب بزرگ
مذکور الصدر علوم ظاہری و باطنی مین طاق یگانۂ آفاق تھے ذکر و شغل اون کا
طریق آبائی سہروردیہ پر تھا اول سب سے مخدوم میان کلان لاہور مین آکر قیام
پذیر ہوئے اور محلہ علاول خان کوہاٹی مین بہت سے مکان زر خرید کئے کہ اب تک
وہ کوچہ کوٹلی مفتیان کہلاتا ہے جس مین اب بھی مولف کتاب قیام پذیر ہے مفتی غلام محمد
میرے باپ عابد و زاہد و شب بیدار طبیب حاذق تھے تمام روز تدریس و تعلیم و معالجہ

مریضان مین مصروف رہتے اور اکثر اوقات قرآن پڑھنے اور لکھنے مین صرف کرتے رات
کو بعد نماز عشا دو ساعت تک استراحت کرکے اوٹھہ بیٹھتے اور بعد ادائی نماز تہجد صبح
تک درود شریف کا ذکر ورد زبان رہتا تمام عمر مین کوئی نماز حضرت کی فوت نہوئی سوا
تین وقت کی نماز کے جو قبل وفات فوت ہوئین وفات حضرت کی سال ایک ہزار دو سو
چھتر مین واقع ہوئی اور آخری دم تک لب مبارک ذکر الٰہی مین ہلتے رہے اور انگلیان
بغیر رشتہ تسبیح کی جنبش کرتی رہین حضرت کی اولاد چھہ لڑکے اور لڑکیان تھین تین
لڑکے اور ایک لڑکی تو خورد سال فوت ہوگیئن اور تین لڑکے اور دو لڑکیون نے
حضرت کے سایہ عاطفت مین پرورش پائی ایک مفتی سید محمد جو سنہ ایک ہزار دو سو
اسی مین فوت ہوئے اونکی اولاد مفتی چراغ دین و جلال دین اور ایک دختر موجود ہے
دوسرے حافظ غلام احمد جو سنہ ایک ہزار دو سو نوی مین فوت ہوئے اون کی اولاد
ضیاءالدین مظفر دین و فصیح الدین و ضمیر الدین اور ایک دختر موجود ہے تیسرے
یہہ گنہگار عاصی شرمسار غلام سرور ہیری اولاد غلام حیدر و غلام صفدر
و غلام اکبر و محمد انور و غلام اصغر اور ایک دختر موجود ہین خدا تعالے اونکی
عمر دراز کرے اور دین و دنیا مین بہرہ مند کرے آمین میرے باپ کے
برادر حقیقی ایک مفتی غلام رسول تھے جو سنہ ۱۲۸۷ ایک ہزار دو سو ستاسی مین فوت
ہوئے اون کا فرزند غلام محی الدین معہ اپنے فرزند غلام یٰسین اور
ایک لڑکی کی زندہ و حیات ہے خدا سلامت رکھے ایک ہمشیرہ بندہ کی
تھی اوس کی اولاد سید علی و برکت علی قریشی موجود ہین اور خود وہ سنہ ایک ہزار
دو سو اٹھاسی مین فوت ہوگئے اور دوسری ہمشیرہ معہ اپنی اولاد
فخر الدین و رفیع الدین و امین الدین اور دو لڑکیون کی موجود ہے
خدا زندہ رکھے تاریخ وفات حضرت کی مادہ خورشید دین
محمد سے حاصل ہوتی ہے اور مدفن گورستان بی بی پاکدامنان
مین ہے —

شیخ احمد شاہ کشمیری تازہ بلی قدس سرہ

یہہ بزرگ اس زمانہ کے اولیا مین سے قطب وقت تھے شہر سری نگر کشمیر مین انکی سکونت تھی سلسلہ عالیہ سہروردیہ و قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ مین بیعت ان کی بخدمت اکبر شاہ المشہور اک شاہ کے تھی حضرت دن اور رات عبادت و ریاضت و درود و وظائف مین مصروف رہتے کوئی دم بے یاد الہی خالی نہ جاتا اہل دین و دنیا وی جو اوکے دروازے پر جاتا خالی نہ جاتا چنانچہ نقل ہے کہ ایک کس مسلمان بتہمت گاؤکشی عدالت کشمیر مین ماخوذ ہوا اوسکا بھائی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور اوسکی رہائی کے لیئے استدعائی دعا کی اوس وقت میان لال دین جو ایک صاحب مہاراجہ جمون کا ہے خدمت مین حاضر تھا حضرت اوسکی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اسکے بھائی کے مقدمہ مین سعی کرو اوس نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ہندؤن کی عملداری مین کس کی طاقت ہے کہ گاؤکشی کے مقدمہ مین عرض کرے یہہ سنکر حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ ہم احکم الحاکمین کے دربار مین اوسکی رہائی کے لیے عرض کرینگے چنانچہ وہ ماخوذ اوسی روز مواخذہ سے بری ہوگیا وفات حضرت کی سنہ [illegible] ایک ہزار و سو [illegible] مین واقع ہوئی اور مزار کشمیر مین ہے —

میران سید غلام المشہور شاہ صاحب قدس سرہ

یہہ بزرگ شمالے بیٹے سید غلام محی الدین قادری کے تھے ابتدا عمر مین بھی انکا خیال ترک و تجرید و عبادت و ریاضت کی طرف تھا اور دنیا دارون سے نفرت تھی عبادت کے بغیر اور کوئی شغل ملحوظ خاطر نہ تھا چنانچہ پچاس برس تک حضرت موضع سرد و تہلہ ضلع ہشیارپور مین خلوت نشین رہے اکثر اوقات رات کو جنگل مین نکل جاتے اور رات بہر تنہا خدا کی یاد مین مصروف رہتے آخر سنہ [illegible] ایک ہزار و سو [illegible] مین وفات پائی اور موضع مسکن اپنے مین مدفون ہوئے

انکے حقیقی بھائی حافظ محمد شاہ تارک الدنیا طالب المولیٰ عابد زاہد حافظ قرآن
شہر امرتسر مین بمقام باغ راما نند تمام زمانہ سے الگ ایک حجرہ مین تنہا رہتے
ہین مولف کتاب بھی انکی زیارت سے بہرہ مند ہوا ہے بیشک بہت خوب
آدمی خدا پرست حلیم و خلیق و بزرگ ہین اور ایسے زمانہ مین کہ مردان خدا عنقا
ہوگئے ہین انکی ذات بابرکات مغتنمات وقت سے ہے ۔

قطعہ تاریخ

چو رفت از جہان در بہشت برین	شہنشاہ اسلام سید غلام
بگو سال وصلش چراغ جمال	دگر طالب نام سید غلام

سید غلام غوث قدس سرہ

یہہ بزرگ بڑے صاحبزادے سید غلام محی الدین گیلانی کے تھے خداوند تعالےٰ
نے اپنے کمال فضل کرم سے ظاہری و باطنی انکی نصیب تھی اعتقادمند لوگون کا
ہجوم ہمیشہ حضرت کے دروازے پر رہتا تمام زمانہ باوب پیش آتا بڑے بڑے
رئیس اور حکام وقت حضرت کے ارشاد کی تعمیل بدل وجان کرتے تھے کمال
عزت وحرمت کے ساتھ حضرت نے عمر بسر کی اور ہمیشہ خدا کی عبادت وریاضت
مین مصروف رہے آخر سنہ ایک ہزار دوسو اوناسی مین دنیائی فانی سے رہ گرای
عالم جاودانی ہوئے ۔

قطعہ تاریخ

چونکہ سید غلام غوث ولی	رفت در قرب ایزد متعال
بہر تاریخ آن ولی زمان	شہسوار بہشت آمد سال

انکے دو فرزند تھے ایک سید محمد بخش جنکے دو فرزند ہین ایک سید محمد علی شاہ سررشتہ دار
محکمہ رکھہ پنجاب دوسرے سید علی الحق شاہ ہین جنسے مولف کتاب کو بھی نیاز
حاصل ہے دوسرے صاحبزادی سید گنج بخش سجادہ نشین سید غلام ہین اون کے

تین صاحبزادے ہین ایک شریف حسن دوسرے شریف حسین تیسرے عزیز الحسین
اللہم سلمہم

سائین قطب شاہ لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ شیخ غلام حسین کا مرید تھا حصول قوت حلال کے واسطے جولاہون کا کام کرتا تھا اگرچہ فقیر تھا مگر ہرگز ہرگز طمع نرکھتا طبیعت اسکی باطنی عبادت و ریاضت کی طرف بہت مائل تھی کم بولتا اور کم کھاتا اور لوگون سے کم ملتا زبان سے جو کہتا اکثر اوقات وقوع مین آجاتا چنانچہ مولف کتاب کے دو فرزندون غلام واکبر آنکھون کے عارضہ سے سخت بیمار ہوگئے اور بیماری دو سال تک درازی کھینچ گئی آخر ایک دوست کے کہنے سے بندہ ایک آثار قند سیاہ اور ایک پاؤ تیل لیکر حاضر ہوا لڑکون کی حالت دیکھہ کر حضرت نے افسوس کیا اور دست مبارک اونکے منہ پر پھیر کر کہا کہ اب طبیب کا علاج نہ کرنا یہہ کہکر رخصت کیا دوسرے روز لڑکون کی آنکھون سے بہتسی غلاظت بہتی رہی اور یہی حال دوسری رات کو رہا تیسرے روز جب لڑکے صبح کو سوئے ہوے اوٹھے بالکل تندرست تھے گویا کبھی اونکو آنکھونکا عارضہ نہ تھا یہہ حضرت سنہ ایک ہزار دو سو نوے ہجری مین فوت ہوئے اور موضع کھوئی میران مین دفنائے گئے

چھٹا چمن مجانین ومجاذیب کے ذکر مین

میان سرلگا مجذوب ہانسوی قدس سرہ

یہہ مجذوب شہر ہانسی مین سکونت رکھتا چونکہ شیخ فریدالدین گنج شکر بھی چند سال ہانسی مین قیام پذیر رہے تھے حضرت کی صحبت مین وہ اکثر حاضر رہا کرتا پھر جب خواجہ فرید بعد وفات خواجہ قطب الدین بختیار کے جب خواجہ فرید دہلی مین آئے تو یہہ بھی دہلی مین آگیا اور حضرت کی روبرو آکر زار زار رونے لگا اور کہا کہ ہانسی مین مین

اکثر اوقات خدمت مین حاضر ہوکر فیضیاب ہوا کرتا تھا اب جو آپ مسند ارشاد و ہدایت پر متمکن ہین بسبب ہجوم خلق مجھکو زیارت بھی نصیب نہین ہوتی یہ تقریر مجذوب کی سنکر حضرت متاثر ہوئے اور اوسکی خاطر دہلی چھوڑکر ہانسی کو اوسکی خاطر روانہ ہو گئے سال چھہ سو چھیالیس ہین اسکی وفات ہوئی —

سوکھن مجذوب اجودھنی پاک پٹنی قدس سرہ

یہہ مجذوب مرد صاحب حال و جذب و سکر تھا پہلے یہہ ہندو تھا جب شوق الٰہی دامنگیر ہوا تو بخدمت شیخ علاء الدین نبیرہ شیخ فرید الدین گنج شکر کے حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور مرید ہوکر بہرہ یاب شوق الٰہی ہوا چند روز کے بعد مجذوب ہوگیا عادت اوسکی یہہ تھی کہ کبھی دو دو تین تین ماہ کچھہ نہین کھاتا اور کبھی چار چار پانچ پانچ سیر طعام کھا جاتا ایک روز اوسکو کسی نے دیکھا کہ چونہ کے انبار کے پاس بیٹھکر چونہ پھانک رہا تھا اوس نے باعث پوچھا تو کہا کہ نفس حریص کا پیٹ نہین بھرتا اسواسطے چاہتا ہون کہ اسکا پیٹ پتھرون سے بھردون وفات اسکی ۷۲۸ھ سات سو اٹھائیس ہجری مین واقع ہوئی —

شیخ الہدین مجذوب نارنولی قدس سرہ

یہہ مجذوب نارنول مین رہتا تھا عادت اسکی یہہ تھی کہ کوچہ و بازار مین اکثر پھرا کرتا اور جس جگہہ بیٹھہ جاتا کئی روز تک وہان سے نہ اوٹھتا ہر وقت اپنی آپ کی ساتھہ باتین کیا کرتا کبھی روتی کبھی ہنسنی لگ جاتا پورانی پھٹی گودڑی کے بغیر کچھہ نہ پہنتا ہاتھہ پاؤن مین لوہے کے حلقے رکھا کرتا خوارق و کرامت اکثر اوقات اس سے ظاہر ہوتی اور جو شخص روبرو جاتا اوسکے دل کا حال بات بات مین کہہ دیتا وفات اسکی بقول صاحب اخبار الاخیار پندرہوین شعبان شب برات کے روز سال نوسو چھیالیس ہجری مین ہوئی اور مجذوب صادق تاریخ وفات ہے —

میان معروف مجذوب دہلوی

یہہ مجذوب دہلی کا رہنے والا تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کے مزار کے پاس قدیمی گنبد مین جو مقبرہ مین شیخ برہان الدین بلخی کے پاس ہے رہا کرتا تھا ظاہری علم مین بھی اسکو کمال دخل تھا جب شیر شاہ بادشاہ نے قلعہ دہلی کو سال نوسو سینتالیس مین ویران کیا تو یہہ مجذوب گم ہو گیا نہ معلوم کہان گیا —

شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہ

یہہ شخص دہلی کے ایک امیر کا بیٹا تھا جب مجذوب ہوا تو اکثر سراپا برہنہ پھرا کرتا تمام زمانہ اس کی بزرگی کا قائل تھا اکثر بزرگان وقت نے اسکو خواب مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین دیکھا اور اکثر لوگ جو مکہ معظمہ سے آتے وہ کہتے کہ ہمنے اسکو مکہ و مدینہ مین دیکھا تھا باوجودیکہ وہ کبھی دہلی سے باہر نہ گیا تھا سال نوسو چوسٹھ مین اس کی وفات ہوئی اور قبر دہلی مین ہے —

شاہ ابو الغیث بخاری مجذوب قدس سرہ

فرزند دلبند سید حاجی عبد الوہاب بخاری تھا جنکا ذکر خیر خاندان سہروردیہ مین تحریر ہو چکا ہے ایک بزرگ صاحب سکر و جذب و عشق و محبت تھا ابتداء عمر مین جب یہہ مدرسہ مین پڑہا کرتا تو اور طالب علمون سے اول سبق پڑہتا اور کہتا کہ خدا جانے مجھپر کونسی حالت آئیگی یہہ وقت غنیمت ہے جب تحصیل سے فارغ ہوا تو بجذب جاذب حقیقی مجذوب ہو گیا جذب و سکر کی حالت مین اکثر خوارق و کرامت بے اختیار اس سے سرزد ہوتین ایک وزنتقریب عرس انکے گھر مین تمام روز تو آگ مین رہا اور رات بھر پکتی رہین یہہ آہنی گرم توے کے اوپر دولو پاؤن رکھ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ اثر جلنے کا پاؤن مین ظاہر ہوا سال نوسو سٹھ مین وفات کی —

میان مونگر مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہہ مجذوب لاہور مین رہتا تھا حالات اسکے عجیب و غریب تھے شیخ حاجی محمد کا قول ہے کہ ایک مرتبہ ہم دہلی سے لاہور آئے میان حسن بودلہ مجذوب بھی ہمارے ساتھہ چلا آیا جب بازار نخاس مین پہونچے میان مونگر وہان آ پہونچا اور حسن کو دیکھہ کر کہنے لگا کہ تجھکو لاہور سے کیا غرض ہے آپ ہی چلا جا چنانچہ وہ اوس وقت دہلی کو اوٹھہ کر چلا گیا سنہ ۹۸۰ نوسو اسی مین آپکی وفات ہے

جلتی شاہ مجذوب کشمیری قدس سرہ

یہہ مجذوب صاحب کشف و کرامت و جذب و سکر کشمیر مین رہتا تھا جو کوئی اوس کے روبرو جاتا فی الفور اوس کے مافی الضمیر سے خبر دیتا شیخ مخدوم حمزہ کشمیری و شیخ بابا داؤد خاکی کی خدمت مین اکثر اوسکی آمد و رفت تھی جب اونکے پاس جاتا شیخ خلوت کر کے اوس سے اسرار الٰہی کی تقریرین کرتے وفات اس کی بقول صاحب تاریخ اعظمی نوسو اکیاسی سنہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار کشمیر مین شیخ حمزہ کی ریشی کے مقبرہ کے اندر ہے

شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری المشہور بادی شاہ

یہہ بزرگ سرمست جام محبت و مدہوش شراب عشق تھا بحالت تجرید و تفرید زندگانی کرتا سردی کے موسم مین جب برف برستی تو یہہ جنگل مین تمام رات گذرانتا ایسی حالت مین کہ سوا بجی ایک تہہ بند کے کوئی اور کپڑا اوسکے جسم پر نہوتا زبان ترجمان اوسکی سے جو کلمہ نکل جاتا اوسی طرح پر وقوع مین آتا اور باوجود حالت جذب و سکر کے کلمہ ہمہ اوست برملا کہتا علمائی کشمیر نے کئی مرتبہ اوسکے قتل کا فتوے لکھا مگر حاکم کشمیر نے بحکم المجنون معذور اوس فتوی پر عمل نہ کیا وفات اوس کی

سال نوسو بانوین ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پرانوار کشمیر مین ہے۔

خواجہ داؤد مجذوب کشمیری

یہہ بزرگ کشمیر کے مجذوبون سے صاحب جذب استغراق و مستی و بیخودی و بیہوشی تھا کھانے پینے پہننے کی بھی اوسکو چندان حاجت نہ تھی کبھی اوس نے اپنے ارادہ سے لقمہ منہ مین نرکھا جب کوئی لقمہ اوٹھا کر اوس کے منہ مین ڈالتا توکھالیتا پہلے یہہ چند سال تک خاموش رہا اور کسی سے ہمکلام نہوا جنگل و ویرانہ مین اسکا مقام تھا آخر جب سال ایک ہزار چھبیس مین کشمیر مین وبا آئی اور ہزارون لوگ مرگئے توشہر کے لوگ جمع ہوکر لطلب دعا دفع وبا کے اسکے پاس گئے جواب دیا کہ اچھا آیندہ وبا کے صدمہ سے کوئی نمرلیگا سب کے عوض مین ہم ہی مرجاتے ہین یہہ کہکر زمین پر لیٹ گیا اور جان بحق تسلیم کی اوس روز سے کشمیر سے وبا دور ہو گئی ہے۔

شیخ مٹھا مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہہ بزرگ حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کا مرید تھا حالت جذب و استغراق اوس پر ایسی غالب ہوئی کہ ہمیشہ ویرانہ جنگل مین پھرا کرتا اور وحش و طیور کے ساتھہ ہمکلام ہوتا اور جس شخص پر توجہ کرتا وہ بھی مجذوب ہو جاتا تمام عمر اوس کی اسی حالت مین گذر گئی آخر سال ایک ہزار ایک سو پندرہ مین فوت ہوا۔

سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہہ شخص نواب میر مرتضی خان کا بیٹا منصبدار ہفت ہزاری دربار عالمگیری مین تھا جب جاذب حقیقی نے اوسکو اپنی محبت کی طرف کھینچا تو اوسکے دل مین ارادہ ترک دنیا کا پیدا ہوا مگر خانگی و بادشاہی تعلق یک قلم اوس سے چھوٹنی محال تھی اس لیے وہ بخدمت شیخ حاجی محمد نوشاہ کے حاضر ہوا اوسوقت حاجی محمد بیمار تھے

اور ایک روز اون کی وفات مین باقی تھا حضرت نے اسکی بیعت قبول کی اور ذکر
و شغل کی اجازت دی اس نے عرض کی کہ میرا ارادہ ترک دنیا کا ہے سو وہ مجھسے
عمل مین آنا ممکن نہین ہے سوائے اسکے کہ مجذوب ہو جاؤن حضرت نے جواب
دیا کہ تعلق مین سے بے تعلق رہنا مردون کا کام ہے مجذوب ہونا آسان ہے
اس نے نمانا اور مجذوب ہونے پر اصرار کیا یہان تک کہ خدا کا واسطہ درمیان
لایا تا چار حضرت نے ایک کرتہ جسکو آپ چند روز پہن چکے تھے اوسکو دیا اور کہا
کہ اسکو پہن لے بمجرد پہننے کے عالم ملکوت اس پر منکشف ہو گیا اور ایسی مستی
و بیخودی طبیعت پر ظاہر ہوئی کہ دنیا و اہل دنیا سے بیخبر ہو گیا دن رات ویرانہ
جنگل مین پھرا کرتا آخر ۱۱۳۱ھ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری مین وفات کی —

تانو مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہہ بزرگ حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کا مرید تھا ابتدائی حال مین بیخودی
و بیہوشی و استغراق کی حالت اس پر طاری ہوئی یہان تک کہ کھانے پینے پہننے
کی پروا اوسکو نہ تھی ایک مرتبہ اس نے سنا کہ قیامت کے روز تمام خلقت سوائے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امرد و بے ریش ہوگی یہہ سنکر اس نے موچنہ
خریدا اور تمام ریش و بروت کے بال اوکھاڑ ڈالے اور کہا کہ جو بات قیامت کو
ہونے والی ہے وہ ابھی سے ہو جائے تو بہتر ہے بعد وفات پیر روشن ضمیر کے
یہہ شخص جنگل کو نکل گیا اور آبادی کا رہنا ترک کیا وہان اوسکو قطاع الطریقون نے
سال ایکہزار ایک سو پینتیس مین شہید کر دیا —

حافظ طاہر مجذوب نوشاہی قدس سرہ

کتاب تذکرہ نوشاہی مین لکھا ہے کہ یہہ شخص بعد حفظ قرآن و تحصیل علوم حصول
علم باطن کے لیے حضرت ملا شاہ قادری میانمیر بالا پیر کے خلیفہ کے پاس

چند سال حاضر رہا مگر وہان اوسکو کچھہ بہرہ نملا اور سخت بے اعتقاد ہوکر اسلام سے
بھی برگشتہ ہوگیا رشتۂ زنار گردن مین ڈال لیا اور فقرای ہنود مین ملکر جابجا گدائی
کرنے لگا ایک روز اوسکا گذر حضرت نوشاہ کے دولت خانہ پر ہوا حضرت نے
حکم دیا کہ ہر ایک شخص کو غلۂ گندم دیدو چنانچہ سب کو ملگیا مگر حافظ طاہر کو کچھہ نملا
کہ غلہ ختم ہوچکا تھا یہ غلہ کے نملنے سے محروم ومایوس ہوکر پھرنے لگا تو حضرت
نوشاہ نے اوسکو آواز دی اور کہا کہ حافظ طاہر ہمارے پاس آکہ حصہ تیرا ہمارے
پاس ہے اپنا نام سنکر یہہ متعجب ہوا کہ یہہ میرے نام سے کیونکر واقف ہین جب
پاس آیا تو حضرت نے اپنے خادم کو ارشاد کیا کہ اسکا کرتہ اوتارکر اس کے گلے
مین جو زنار ہے توڑ دے چنانچہ اوس نے توڑ دیا من بعد مجدداً مسلمان ہوا
اور ایک نظر فیض اثر سے اوسکو واصل بحق کیا اوس روز سے حالت جذب واستغراق
وبیخودی وبیہوشی اسپر طاری یہان تک ہوئی کہ سراپا برہنہ جنگل مین پھراکرتا کسی سے
تعلق نرکھتا آخر سال ایک ہزار ایک سو چھتیس مین مرگیا۔

معصوم شاہ مجذوب لاہوری

یہہ مجذوب صاحب جذب واستغراق وبیہوشی وبیخودی جامع خوارق وکرامت
لاہور کا رہنے والا تھا محلہ سید مٹھہ مین ایک پرانی حویلی کے دروازے مین
اس کا قیام تھا آگ ہمیشہ اسکی روبرو روشن رہتی تھی اگرچہ اوس گھر کی چوبی دلہیز
پر بارہ برس تک اسنے آگ جلائی مگر اوس دہلیز کی لکڑی نہ جلی شیخ وہاب الدین
جو راقم الحروف کا ایک دوست تھا اپنی آنکھہ کا دیکھا ہوا حال اس طرح بیان
کرتا تھا کہ ایک روز ایک ہندو عورت بیوہ کسی سے کپڑا کشیدہ نکالنے کے واسطے
لائی تھی اتفاقاً گذر اسکا معصوم کی قیام گاہ کے آگے سے ہوا معصوم شاہ اوسکو
دیکھکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور وہ کپڑا اوس سے چھین کر آگ مین ڈال دیا چنانچہ جل گیا
چونکہ مجذوب تھا ناچار عورت روتی ہوئی اپنے گھر کو چلی گئی مگر یہہ حال اسنے

نور محمد مقدم محلہ کے آگے بیان کیا وہ عورت کو ساتھ لیکر معصوم شاہ کے پاس آیا
اور کہا کہ یا حضرت یہہ عورت بیوہ ہے کشیدہ نکالکر اور اجرت حاصل کر کے اپنا گذارا
کرتی ہے آج یہہ بیگانہ کپڑا کشیدہ نکالنے کے لیے اجرت پر لائی تھی آپ نے
وہ کپڑا جلا دیا اب یہہ عاجز اپنی اجرت سے بھی محروم ہوئی اور سر دست قیمت کپڑے
کی کپڑے کے مالک کو دینی پڑی یہہ نقد یہہ کہاں سے لائیگی آپ نے یہہ ظلم
اس عاجز بیوہ پر کسواسطے کیا یہہ بات سنکر معصوم شاہ ہنسا اور آگ کی راکھہ دور
کر کے وہ کپڑا نیچے سے کشیدہ ہوا ہوا نکالکر عورت کے حوالہ کیا اور کہا کہ مائی جو کام
تمنے کئی روز مین کرنا تھا وہ ہمنے ایک روز مین کر دیا وفات اسکی سنہ ایک ہزار دو سو انتیس
مین واقع ہوئی اور مزار لوہاری دروازے کے باہر ہے۔

مستقیم شاہ لاہوری فیض پوری مجذوب

یہہ شخص قوم کا حجام تھا ایک روز ایک زمیندار کی حجامت اوسکی چاہ پر جا کر کر رہا
تھا اتفاقاً ایک فقیر روشن ضمیر کا گذارہ اوس طرف ہو گیا اور اوسکی طرف مخاطب
ہو کر بولا کہ اے حجام نیک نام مین پیاسا ہون سرد پانی پلا تو خدا سے اجر
پائے مستقیم یہہ بات سنکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور چاہ سے تازہ پانی بھر لایا اور فقیر
کو پلایا فقیر نے جب سرد پانی پیا ایک گرم نگاہ سے اوسکی طرف دیکھا بمجرد دیکھنے
کے مستقیم پر بیہوشی طاری ہوئی فی الفور زمین پر گر پڑا تین دن تک بیہوش
رہا پھر جب ہوش مین آیا تارک دنیا ہو کر موضع فیض پور مین قیام کیا اور باقی کی
عمر مستی و مجذوبی مین گذرانی خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوئین سنہ ۱۲
ایک ہزار دو سو چالیس مین اسکی وفات ہوئی اور قبر موضع فیض پور مین ہے

فقیر تاجی شاہ مجذوب لاہوری

یہہ شخص ایک فقیر مست و مجذوب تھا کبھی شہر مین اور کبھی جنگل مین پھرا کرتا مستانہ

باتین اکثر اسکی زبان سے نکلتی کبھی حاضرین کے روبرو اونکے دل کی باتین بھی
بیان کردیتا لاہور کے لوگ اکثر اسکے معتقد تھے سکھون کی سلطنت کی خرابی کا حال
پہلے ہی اس نے بیان کردیا تھا یعنے جس روز رنجیت سنگہ مرا تھا اوسی روز کہدیا
تھا کہ نو برس اور یہہ سلطنت رہیگی پھر پنجاب کے مالک فرنگی ہوجائین گے
اور بھی بہت تذکرے مشہور ہین چنانچہ ایک شخص نورا قوم نجار جسکی اولاد زندہ
نہ رہتی تھی انکے پاس آکر مستدعی دعا کا ہوا فرمایا کہ ابکی تیرے گھر عمر دراز بیٹا ہوگا
اوسکا نام بوڑا رکھنا چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اب تیس برس کی عمر کو پہونچ گیا ہے
مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بحالت بیماری وآخری وقت کے انکو بلایا اور اپنی صحت
کے لیے عرض کی جواب دیا کہ مرناسب کے واسطے ہے جس طرح تیرا اور ہمارا
باپ مر گیا ہے تو بھی مرنے والا ہے چندن کی لکڑی تیرے جلانے کے
لیے لاتی جاتی ہے یہہ سنکر وہ نا امید ہوا جب تاجی شاہ قلعہ سے نکلا رنجیت سنگہ
نے جان دیدی آخر سال ایک ہزار دو سو ساٹھہ ہجری مین فوت ہوا قبر لاہور ین
باہر موچی دروازہ کے ہے —

نظام شاہ لاہوری مجذوب

یہہ مجذوب صاحب جذب وشوق وذوق وسکر لاہور کا رہنے والا تھا شہر
اور جنگل مین پھرا کرتا شراب کے نشہ مین ہروقت مستغرق رہتا لوگ اس کے
بہت معتقد تھے جو روپیہ لوگ دیتے حاضرین وقت کو تقسیم کردیتا اس کے
خوارق بہت مشہور ہین چنانچہ جس روز راجہ ہیرا سنگہ مہاراجہ دلیپ سنگہ
کا وزیر قتل ہوا تھا علی الصباح مسجد محلہ سادھوان مین آیا اور امام مسجد کیطرف
مخاطب ہوکر کہا کہ آج عید اضحی کا روز ہے پورانی بوری لپیٹ کر نئی بوری
بچھا دو لوگ اس بات سے متعجب ہوئے جب پہر دن چڑھا راجہ ہیرا سنگہ
لاہور سے بہ بہانہ شکار بھاگ نکلا سکھون نے اوسکا تعاقب کرکے اوسکو مار ڈالا

اور جواہر سنگھ کو وزیر بنایا اپنے مرگ سے چند سال پہلے اس نے اپنے رہنے کے
لیے ایک مکان گورستان میانی مین بنایا وہان ایک کاٹھ چوبی جسمین حکام مجرمون
کے پانؤ ڈالکر قفل لگا دیتے تھے تیار رکھا تھا جس پر کچھ غصہ ہوتا اوسکو پکڑکر
اوس مین قید کردیتا جب ایک دو ساعت گذرتی پھر چھوڑ دیتا ایک روز ایک شخص قوم
جوگی مسلمان پر غضبناک ہوا جس نے اوس کے پانی پینے کا گلی کوزہ توڑ ڈالا تھا
اور حسب العادت اسکو بھی کاٹھ مین مقید کیا اور ایک گھڑی کے بعد خود ہی
چھوڑ دیا اوس شخص نے ناراض ہوکر استغاثہ اس بات کا بحضور میجر مگر یگر صاحب
حاکم ضلع لاہور پیش کیا وہان سے خدا بخش کوتوال لاہور کے نام حکم جاری ہوا
کہ مدعی علیہ کو معہ کاٹھ کے حاضر کرے چونکہ اوس روز شنبہ کا دن تھا دوسرے
روز یکشنبہ کی تعطیل ہوگئی چونکہ خدا بخش کوتوال بھی اسکا معتقد تھا وہ دوسرے
روز خود اوس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کی طلبی صاحب ضلع کی کچہری مین ہے
کل آپکو وہان گرفتار ہوکر جانا ہوگا اور مین نوکر محکوم سرکار انگریز ہون حکم کی تعمیل
مین معذور ہون یہہ بات سنکر نظام شاہ ہنسا اور کہا کہ ہمکو کل اپنے حاکم کی
کچہری مین حاضر ہونا ہے ہمکو فرنگی کی کچہری مین کون لیجا سکتا ہے پس اوس
رات قوالون کو بلاکر تمام رات سماع مین مشغول رہا علی الصباح قوالون کو
رخصت کیا اور خود بستر پر استراحت کی اور جان بحق تسلیم کی جب یہہ خبر شہر
مین مشہور ہوئی ہزارون لوگ جنازہ پر حاضر ہوئے اور بڑی عزت سے
دفن کیا وفات نظام شاہ کی سال ایک ہزار دو سو اونھتر (۱۲۶۹) مین واقع ہوئی
اور قبر گورستان میانی مین ہے —

مستان شاہ لاہوری مجذوب

مجذوبان باکمال و مستان اہل حال سے تھا دنیا سے کمال بیزار تھا لیکن
ساتھ اسکی گفتگو تک بھی خورد و نوش و لباس سے کمال استغنا تھا گرما و سرما
مین سر برہنہ بدن پھرا کرتا کسی سے ہمکلام نہوتا البتہ اپنے منہ مین کچھ کہتا رہتا

لوگ ہزارون قسم کے کھانے اور لباس و زر نقد اوسکے روبرو لا کر رکھتے وہ
نظر توجہ سے اونکی طرف نہ دیکھتا کوئی رکھہ جاتا اور کوئی اوٹھا کر لے جاتا کبھی کسی کو
خود اوٹھا کر دیدیتا گھارون اور جولاہون وغیرہ کارخانون مین جب کبھی گذرتا
تو اونھین کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ کرنے لگ جاتا جب بھوکھہ غالب ہوتی
تو درختون کے پتے کھا کر پیٹ بھر لیتا مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کو کمال
اعتقاد اسکی نسبت تھا ہزارون روپیہ وہ دیتا مگر یہہ نہ لیتا ایک مرتبہ رنجیت سنگھ
اپنے ہاتھی پر بٹھلا کر قلعہ کو لیے جاتا تھا یہہ ہاتھی کے اوپر سے کود پڑا ہزارون خوارق
و کرامت اس سے سرزد ہوئین جنکا تذکرہ مخلوق کی زبان پہ ہے جب کوئی اہل حاجت
اسکے روبرو جاتا گفتگو گفتگو مین یہہ اوسکی مافی الضمیر کا حال کہہ دیتا آخر سال ایک ہزار
دوسو تہتر ہجری مین فوت ہوا قبر لاہور مین ہے ـ

جلی شاہ مجذوب لاہوری

یہہ شخص بہت صاحب جذب و استغراق تھا سر پر بہت بھاری پگڑی رکھتا
اور زبان سے بہت بولتا اسکا کلام اکثر سمجھا نہین جاتا تھا جب کوئی روبرو جاتا اوسکی
طرف متوجہ ہوتا بعض اوقات لوگون کے دل کا حال برملا بیان کر دیتا لاہور کے
گلی و بازارون مین اکثر اوسکی گردش تھی کوئی قیامگاہ اوسکا نہ تھا اسی حالت سے
اوسکی عمر گذر گئی آخر سنہ ایک ہزار دوسو [illegible] مین مر گیا ـ

ساتوان چمن عورت صاحبات کے ذکر مین جو پنجاب مین گذر چکی ہین

بی بی حاج بی بی تاج بی بی نور بی بی حور بی بی گوہر بی بی شہباز

خاندان اہل بیت سے ہیہ ہے بیان عقیل بن علی کی پانچ لڑکیان تھین واقع

کربلا کے وقت یہہ شام مین تھین امام حسین علیہ السلام کی آمد سنکر یہہ کربلا جانے
آئین مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہوچکا تھا اس واسطے یہہ اپنے ہمراہیون کے
ساتھ بخوف خاندان بنی امیہ کے ہند کو روانہ ہوئین اور لاہور کے باہر آکر قیام
کیا بہت لوگ انکے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے یہہ خبر جب مسمی
اسانورا جہ لاہور کو پہونچی اوس نے اکثر اپنے دربار کے امیرون کی خدمت
مین بھیجی اور کہلا بھیجا کہ یہان سے چلی جائین مگر جو شخص جاتا وہان ہی مشرف
باسلام ہوکر رہ جاتا آخر راجہ کا بیٹا گیا اوس نے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا
راجہ نے جب یہہ حال سنا کمال غضبناک ہوا اور لشکر کے ساتھ ان کے
قتل پر آمادہ ہوکر چلا جب نزدیک پہونچا تو بی بیون نے خدا کی جناب مین
عرض کی کہ ہمکو نامحرمون کی نظر سے بچا لے اور پیوند زمین کر لے چنانچہ سب
بی بیان معہ خدام کے پیوند زمین ہوگئین صرف اوڑہنیون کی نشان کے لیے
باہر رہ گئی راجہ کا بیٹا جسکا نام بعد مسلمان ہونے کے جمال رکھا گیا تھا اسلام
رہا راجہ اوسکو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ پھر اپنے قدیم دین کی طرف عود
کرے مگر اوس نے نہ مانا اور حضرات کے مزار پر مجاور ہو بیٹھا یہہ عام روایت
لوگون کی زبانی ہے اور کتاب تحفۃ الواصلین مین بھی یہی مضمون لکھا دیکھا
ہے مگر قیاس نہین چاہتا کہ واقعہ کربلا کے وقت یہہ عرب سے ہندوستان مین
آئے ہون مگر ان حضرات کی بزرگی و فیض ہونے مین شک نہین کہ مکان
نہایت متبرک ہے اور کتاب تذکرہ حمیدیہ مین جو مضمون مؤلف کی نظر سے
گذرا ہے اوسکا لکھنا بھی لطف سے خالی نہین اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیا مین
بندہ مین درج نہین ہے وہ یہہ ہے کہ سید احمد توختہ ترمذی جو لاہور کے
بزرگون مین سے قطب یگانہ و غوث زمانہ تھے اونکی پانچ لڑکیان بی بی
حاج و بی بی تاج و بی بی نور و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز تھین اور
پانچوین عابدہ و زاہدہ و صاحب عبادت و ریاضت تھی جب چنگیز خان مغل

شہزادہ جلال الدین خوارزمی نے شکست کھائی اور ہند مین بھاگ آیا تو چنگیز خان
کی فوج اوسکے تعاقب مین پنجاب مین داخل ہوئی تمام ملک پنجاب کا اونھون نے
غارت کر لیا شہر لاہور کے لوگ دو مہینے تک اونکے ساتھ لڑتے رہے جب شہر فتح ہوا
تو افسر فوج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہون بلکہ کوئی ذی جان حیوان
بھی جان بر نہو چنانچہ ہزارون انسان و حیوان قتل ہوئے اوسوقت یہہ پانچون بیبیان
شہر کے باہر اپنے صومعہ مین جہان انکا باپ رہتا تھا موجود تھین جب مخالفین نے
انکو قتل و غارت کرنا چاہا تو انھون نے دعا کی کہ الہی ہمکو پیوند زمین کر لے اور نامحرم
مردون کی صورت نہ دکھلا چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زمین نے انکو اپنے آپ مین
چھپا لیا جب مخالفین دیوار توڑکر مکان مین گھسے کوئی ذی جان موجود نہ پایا البتہ زنانہ
کپڑون کی کنارے زمین سے باہر نظر آئے چند آدمی یہہ کرامت دیکھہ کر مشرف
باسلام ہوئے اور انھون نے مجاوری اس مزار گوہر بار کی اختیار کر لی یہہ تقریر جو مشہور
نہین ہے شاید کوئی اس پر یقین نہ کریگا مگر عجب بھی نہین ہے کہ ایسا ہوا ہو اور
واقعہ غارت و قتل لاہور کا چھہ سو چودہ ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور سید احمد تختہ
کی وفات سنہ چھہ سو دو مین ہوئی تھی —

بی بی سارہ قدس سرہا

یہہ بی بی شیخ نظام الدین ابو المؤید دہلوی کی والدہ تھی نہایت بزرگ حافظہ و زاہدہ
و عابدہ و صابرہ دن اور رات اسکو سوائی عبادت و ریاضت کے کوئی کام نہ تھا
اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی مین امساک بارش ہو گیا جب مخلوق
نہایت تنگ ہوئی تو شہر کے اکابر ملکر شیخ نظام الدین ابو المؤید کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور چاہا کہ شیخ نزول باران رحمت کے لیے دعا کرین اونکی التجا شیخ
نے قبول کی اور منبر پر چڑھکر ایک پرانا زنانہ کپڑا بغل سے نکالا اور ہاتھ اوٹھا کر
دعا کی کہ الہی یہہ میری والدہ کے سینے کی یہہ اوڑھنی ہے جسکی تمام عمر مین نامحرم کی
نظر سے اوسکو تو نے محفوظ رکھا ہے پس اگر وہ عفیفہ پاکدامنہ محفوظ تھی تو اوس کی

پاکدامنی کے طفیل سے اپنے مخلوق کی دعا قبول کر اور باران رحمت برسا بمجرد اس
دعا کے ابر آسمان پر نمودار ہوا اور بارش شروع ہوئی اور تمام زمانہ سیراب ہو گیا
وفات اس پاکدامنہ کی سنہ چھہ سو اٹھتیس ہجری مین ہے اور مزار پر انوار دہلی مین
متصل مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے —

بی بی فاطمہ سام دہلوی قدس سرہا

یہہ عورت صالحات و قانتات و عارفات شہر دہلی سے تھی سلطان المشائخ
نظام الدین اور اونکے خلفا کے ملفوظ مین ذکر اس بات کا بہت لکھا ہے اور
حضرت سلطان المشائخ اکثر اوقات اس بی بی کے مزار پر جا کر مشغول بمراقبہ
رہتے تھے اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر فرماتے تھے کہ بی بی فاطمہ سام بظاہر
عورت اور باطن مین مرد ہے اور شیخ نجیب الدین متوکل شیخ فرید الدین کے
بھائی کو یہہ بی بی اپنا بھائی کہتی تھی کتاب اخبار الاخیار مین بھی تعریف اس
بی بی کی بہت لکھی ہے یہہ بی بی صاحب علم و فضل و شاعرہ بھی تھی چنانچہ یہہ شعر اس
بی بی کی تصانیف مین سے ہے —

شعر

ہم عشق طلب کنی و ہم جان خواہی ہر دو طلبی و لے میسر نشود
وفات اس بی بی کی سنہ چھہ سو تینتالیس مین ہوئی اور مزار دہلی مین ہے —

بی بی قرسم خاتون والدہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہا

یہہ بی بی عارفہ زمان و مستجاب الدعوات تھی جو کچھہ زبان مبارک سے فرمائی وہی وقوع
مین آجاتا صاحب سیر الاولیا و اخبار الاخیار و معارج الولایت لکھتے ہین کہ جب
خواجہ فرید الدین گنج شکر شہر ہانسی سے بمقام اجودہن قیام پذیر ہوئے تو شیخ
نجیب الدین متوکل اپنے بھائی کے لانے کے واسطے ہانسی کو روانہ کیا چنانچہ

شیخ نجیب الدین ہانسی کو پہونچے اور والدہ کو ہمراہ لیکر اجودہن کو روانہ ہوئے راستے
مین ایک بیابان بے آب مین پہونچے بی بی کو تشنگی معلوم ہوئی اور نجیب الدین کو حکم
دیا کہ پانی لائے نجیب الدین پانی کی تلاش کو گئے اور والدہ کو ایک درخت کے
سایہ مین بٹھلا گئے جب بعد دو ساعت کے پانی لیکر آئے تو اوس درخت کے نیچے
والدہ کو موجود نہ پایا تمام جنگل مین تلاش کی کہین سراغ نہ ملا آخر مایوس ہوکر اجودہن
کا راستہ لیا اور شیخ فرید الدین کی خدمت مین تمام سرگذشت بیان کی حضرت
نے حکم دیا کہ کھانا بہت سا پکوا کر درویشون کو کھلاؤ اور بی بی صاحبہ کے لیے دعا
مغفرت مانگو دو سال کے بعد جب پھر اتفاقاً گذر شیخ نجیب الدین کا اوسی جنگل
مین ہوا تو دوبارہ تلاش مین مصروف ہوئے کہ شاید کہین سے اوس معصومہ کے
استخوان مل جائین اور کچھ عجب نہین ہے کہ اوسکو کسی درندہ نے ہلاک کر ڈالا ہو آخر
بعد تلاش ایک مقام سے چند استخوان مشابہ باستخوان اونکو ملے اوٹھا لیا اونھون نے
وہ استخوان ایک کیسہ مین ڈال لیے اور کیسہ کا منہ مضبوط باندھ لیا جب خواجہ
فرید کی خدمت مین حاضر ہوئے تمام حال ظاہر کیا اور کیسہ پیش کیا حضرت نے
جب کیسہ کھول کر دیکھا تو خالی پایا کوئی ہڈی اوس مین موجود نہ تھی معلوم ہوا
کہ یہہ بھی اسرار الٰہی مین سے تھا واقعہ گمشدگی اس عفیفہ کا سنہ چھہ سو تینتالیس
ہجری مین واقع ہوا

بی بی زلیخا قدس سرہا

یہہ بی بی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین بداونی دہلوی چشتی
کی والدہ نہایت بزرگ و صالحہ صاحب عفت و عصمت عابدہ و زاہدہ تھی حضرت
سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب میری والدہ کو کوئی مہم دینی و دنیاوی
پیش آتی خداوند تعالی اوسکو خواب مین اوس کے انجام سے آگاہ کر دیتے تھے
اور ہر حاجت جو مجھکو پیش آتی والدہ کی قبر پر جاکر مین خدا کی جناب مین دعا کرتا
وہ دعا کبھی مسترد نہوتی چنانچہ سلطان قطب الدین مبارک خلجی نے جب میرے

برخلاف ہو کر مجھکو اس بات پر مجبور کیا کہ مین ہر چاند رات اوسکے پاس ماہ نو مبارک کہنے کے لیے جایا کرون تو مین والدہ کی قبر پہ گیا اور دفع مضرت سلطان کے لیے دعا کی آیندہ چاند رات کو وہ خسرو شاہ اپنے مصاحب کے ہاتھ سے مارا گیا وفات اس بی بی کی سال چھہ سو اڑتالیس مین واقع ہوئی اور مزار متصل مقبرہ شیخ نجیب الدین متوکل کے ہے۔

بی بی اولیا قدس سرہا

یہہ بی بی پاکدامن دہلی مین رہتی تھی کمال بزرگ و صاحب عبادت تھی صاحب اخبار الاخیار تحریر فرماتا ہے کہ جب یہہ بی بی عبادت کے چلہ مین بیٹھتی چالیس عدد لونگ اور ایک لوٹا پانی کا ہمراہ لیجاتی اور حجرہ مین بیٹھ کر دروازہ معمور کرا دیتی بعد چالیس روز کے جب نکلتی ہنوز اون چالیس لونگ سے چند لونگ باقی ہوتی سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی اسکا کمال معتقد تھا وفات اسکی سنہ چھہ سو چھپن ہجری مین واقع ہوئی۔

بی بی راستی قدس سرہا

یہہ بی بی زوجہ شیخ صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور والدہ شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی کی تھی عابدہ و زاہدہ و حافظہ و متقیہ کہ ہر روز ایک مرتبہ قرآن ختم کرتی اور نسبت ارادت اپنے خسر بہاء الدین زکریا کی ساتھ رکھتی تھی بہت سی عورات کو فیض نسبت سہروردیہ اسکی ذات بابرکات سے پہنچا وفات اسکی سنہ ۶۹۵ چھہ سو پچانوین ہجری مین واقع ہوئی۔

عارفہ کاملہ بی بی للہ کشمیری

یہہ بی بی صاحب جذب و استغراق و عشق و محبت و زہد و ریاضت خاص شہر سری نگر کشمیر کی رہنے والی تھی والدین اسکی علاقہ نوکری راجہ رنجن دیو والی کشمیر کے ساتھہ رکھتی تھی جب راجہ بتوجہ موجہ شیخ موید الدین بلبل شاہ مسلمان

ہوگیا تو وہ بھی مسلمان ہوکر شیخ بلبل شاہ کی مرید ہوئی شیخ اسکو اپنی لڑکی کہتے
تھے جب بالغ ہوئی تو توجہ اسکا دنیا کی طرف کم تھا آخر ایک شخص کے ساتھ اسکی
شادی ہوگئی بسبب عدم توجہ کرنے بامورات خانہ داری و اشتغال بعبادت
و ریاضت خاوند اسکو ہرگز نہیں چاہتا تھا ایک روز یہہ پانی کا گھڑا بھر کر لئے
آتی تھی اور گھڑا اسپر اوٹھائے ہوئے تھی شوہر اسکا پیچھے سے آیا اور چوب دستی
اوسکو ماری وہ گھڑے کو لگی اور گھڑا ٹوٹ گیا خدا کی قدرت سے گھڑے کے
ٹکڑے تو زمین پر گر پڑے اور پانی برف کی صورت جم کر اسکے سر پہ موجود رہا اوسی طرح
یہہ گھر میں آئی اور وہ پانی اس نے اور برتن میں ڈال لیا اور باقی ماندہ زمین پر
پھینک دیا وہاں سے نیا چشمہ جاری ہوگیا یہہ حالت دیکھکر خاوند نے اسکو
آزاد کر دیا اور تمام کشمیری لوگ اوسکی بزرگی کے معتقد ہوگئے چنانچہ یہہ بطریق عبادت
و ریاضت میں مصروف ہوئے تمام رات اور دن ویرانہ جنگل میں پھرا کرتی
اور ایسی مجذوبہ ہوئی کہ ستر عورت تک بھی اسکو پروا نہ تھی ایک روز یہہ برہنہ
تن بازار میں چلی جاتی تھی دور سے دیکھا کہ شیخ بلبل شاہ چلے آتے ہیں بولی کہ
مرد آگیا اور دوڑکر ایک تنور میں کہ آگ اوس میں روشن تھی جا چھپی لوگوں نے
شور مچایا کہ للہ دی تنور میں پڑکر جلگئی اتنے میں بلبل شاہ بھی وہاں آ پہونچے
اور پکارکر کہا کہ للہ دی یہہ کیا تو نے شور مچا رکھا ہے باہر نکل یہہ سنتے اسسے
پاک رنگین پوشاک پہنے ہوئے تنور سے باہر نکل آئی اسکے خوارق و کرامت کو تذکرہ بڑے
اور بھی بہت ہیں جنکے اندراج سے خوف طوالت ہے واقعہ اسکی وفات کا اس
طرح پر ذریعہ تواریخ اعظمی ہے کہ جب آخری وقت اسکا قریب آیا حاضرین کو ارشاد
کیا کہ سب کے سب چلے جائیں اور اوسکو تنہا چھوڑ جائیں چنانچہ سب لوگ
وہاں سے دور جا ٹھہرے جب تنہا رہ گئے تو جسم عنصری اوسکا مانند روح آسمان
کو پرواز کرگیا اور طرفۃ العین میں لوگوں کی نظر سے غایب ہوگیا اور یہہ واقعہ
سات سو چھپن میں وقوع میں آیا—

بی بی فاطمہ سیدہ المشہور بی بی بڑی

یہ بی بی حضرت میران محمد شاہ موج دریا بخاری کی زوجہ اور حضرت سید عبد القادر ثالث بن سید عبد الوہاب بن سید محمد بالا پیر گیلانی کی لڑکی تھی نہایت بزرگ عابدہ و زاہدہ و متقیہ و ذاکرہ خوارق و کرامت اکثر بے اختیار ان سے سرزد ہوئین ایک روز کا ذکر ہے کہ بی بی صاحبہ نے عصر کی نماز کیواسطے وضو کیا اتفاقاً ردای مبارک بغل سے نکل کر کیچڑ مین جا پڑی اور پلید ہوگئی بی بی نے اوسکو اوسی وقت دھویا اور چاہا کہ دہوپ مین ڈالکر اوسکو سکہائین چونکہ دہوپ اوس وقت پیڑ کے درخت کے اوپر کی شاخون پر تھی جو اونکے گہر کے صحن مین تھا بسبب پردہ داری کے بی بی اوپر نہ چڑہ سکین اور درخت کو ارشاد کیا کہ پست ہو جا درخت فی الفور پست ہوگیا اور بی بی نے اوس پر چادر ڈالی تو پہر اونچا ہوگیا اوس وقت میران محمد شاہ خانقاہ کے صحن مین تھے اونہون نے دیکہا کہ بی بی کی چادر درخت کے اوپر سوکھ رہی ہے بی بی خود اوس پر چڑھی ہوگی اس بات سے غضبناک ہوکر گہر مین گئے اور حال دریافت کیا بی بی نے تمام حال راست راست کہدیا فرمایا کہ جس طرح چادر تو نے درخت پر ڈالی ہے اوسی طرح میرے سامنے اوتار تو مجہکو یقین آتا ہے بی بی پہر درخت کے روبرو گئی اور پست ہونے کے لیے ارشاد کیا درخت فی الفور پست ہوگیا اور بی بی نے چادر اوتار لی یہ حال دیکہکر میران محمد شاہ نے پوچھا کہ یہ نعمت تجہکو کہان سے ملی کہا کہ یہ دولت موروثی آبائی میری ہی وفات بی بی کی ۱۰۱۶ھ ایک ہزار سولہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار بیرون مزار میران محمد شاہ کے ہے۔

بی بی جمال خاتون قدس سرہا

یہ بی بی کمال بزرگ کاملہ عابدہ تہی اور ترک و تجرید مین رابعۂ وقت نسبت عالیہ سلسلۂ قادریہ اسکو اپنے برادر حقیقی میان میر بالا پیر لاہوری و [illegible]

ماجدہ سے حاصل تھی تمام دن اور رات سوائے عبادت کے اوسکو کچھہ کام نہ تھا کتاب سکینۃ الاولیا وسفینۃ الاولیا مین حضرت داراشکوہ نے اس بی بی کا مفصل حال لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ حضرت کے گھر مین قریب دو من کے غلہ گندم تھا ایک دن بی بی نے اوس مین ہاتھہ ڈالا تو یہہ برکت ہوئی کہ ایک سال تک برابر روزمرہ غلہ اوس سے خرچ فقرا دعزا بود رویشان خانقاہ وغیرہ وابستگان کے خوراک کے لیے نکلتا رہا گویا وہ دو من غلہ کئی سو من بن گیا آخر یہہ خبر میانمیر بالا پیر کو ہوئی تو فرمایا کہ اظہار کرامت منع ہے اور خدا روزی دہندہ ہے کیا ضرور ہے کہ اس طرح پر غلہ حاصل کیا جائے وفات بی بی کی سال ایک ہزار اونچاس ہجری مین ہوئی اور مدفن شریف لاہور مین احاطہ خانقاہ کے اندر ہے —

مائی بھاگی لاہوری قدس سرہا

یہہ عورت مجذوبہ دستانہ لاہور مین رہتی تھی پہلے یہہ شراب فروشی کا کام کرتی چونکہ حسینہ وجمیلہ وشکیلہ تھی بہت سے عیاش اس شمع پر پروانہ تھے اوس نے اس پیشے سے بہت سارو پیہ جمع کیا تھا آخر ایک روز ایک مرد خداذو الفقار نام آپہونچا اور اس سے پیالہ شراب کا طلب کیا اس نے بھر دیا اوس نے ایک گھونٹ خود پیا اور باقی اسکو دیکر کہا کہ پی لے بمجرد پینے کے یہہ مجذوبہ ہوگئی اور کپڑے پھاڑ ڈالے تمام زیور اوتار کر پھینک دیا گھر کا اسباب تمام لٹوا دیا اور ایک پرانی گودڑی لیکر اکبری دروازے کے پاس ایک میدان مین قیام پذیر ہوئی حالت جذب واستغراق مین جو زبان سے کہتی وقوع مین آجاتا مہاراجہ رنجیت سنگہ اسکا کمال معتقد تھا اگرچہ یہہ اوسکو گالیان دیتی مگر وہ اوس کا پیچھا نچھوڑتا اور گنگا رام پنڈت دہلوی بھی اسکے پاس ہر روز آتا ایک روز اس کی زبان سے نکلا کہ جا دربار مین دیوانی کا کام کر میرے پیچھے کیون پڑا ہے پس اوسی روز اوسکو دیوانی کا کام ملگیا آخر عمر مین اسکو عمارت کا بہت شوق تھا اور چند عمارتین

بنوائی آخر سال ایک ہزار دو سو چونسٹھ مین مرگئی ۔

زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور

اگرچہ ذکر کرنا اور حال لکھنا ان زیارات کا متعلق مقابر اور ذکر خیر بزرگان دین ومشایخ اہل یقین نہین مگر صرف اس لحاظ سے کہ ان زیارات کے حال سے اب تک تھوڑے آدمی واقف تھے اور ان سند سے اور سچی زیارت کا ذکر کسی کو معلوم نہ تھا اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہہ تشریح بھی اس کتاب مین ہ کی جاے اور اس فیض خاص کو عام کیا جائے اور واضح رہے کہ یہہ زیارات عالیات خاص لاہور مین دو مقام پر رکھے ہین ایک تو قلعہ لاہور کے اندر بحفاظت سرکاری دوسرے خاندان فقیر عزیز الدین و نورالدین مرحوم ومغفور کے قبضہ مین رکھے ہین اصل حال ان زیارت کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قران نے بسال سنہ آٹھ سو تین ہجری مین عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کو محاصرہ مین لیا تو اوس شہر کے علما وفضلا وسادات کرام بہت سے تحایف وتبرکات لیکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچھہ تو تبرکات اوس وقت امیر تیمور کو ملی اور باقی ماندہ زیارات وآثار عالیات لیکر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا سنہ آٹھ سو پانچ مین بحضور امیر حاضر ہوا اور یہہ تمام زیارات تیموری خاندان مین آگئین آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ اون زیارات کو ساتھہ لایا اوس روز سے برابر یہہ دہلی مین رہین اور شاہان چغتائی پشت بہ پشت ان پر قابض چلے آئے احمد شاہ محمد شاہ کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی تو وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے تیمور کے ساتھہ کرکے مغلانی بیگم کو کابل لے گیا کابل مین جاکر مغلانی بیگم بیمار ہوگئی اور اوسکی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ

بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری کے واسطے کابل کے سمت کو دلی سے
روانہ ہوئی اوسوقت ملکہ کے ساتھہ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور یہہ کل
زیارات بھی اوس نے روانگی کے وقت اپنے ساتھہ لی لین تھین کیونکہ اوسکا ارادہ
تھا کہ پھر دلی کیطرف نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے
پاس رہے جب ملکہ زمانی بصد حیرت و پشیمانی قلعہ سیالکوٹ کے متصل پہونچی
تو سکھان لفش و نڈوسے نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کرلیا اور ان زیارات کو مال
ناکارہ تصور کر کے چھوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیو والی جموں کے
پاس گئی اور چاہا کہ وہان پھر سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہواتنے مین وہان
ملکہ کو بیٹی کے مرجانے اور نعش کے ہند کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہونچی اور وہ
چندے جموں مین ٹھہری رہی جب نعش مغلانی بیگم کی مع اوسکے کل مال و اموال و مہر
کے سیالکوٹ مین آئی تو گوجر سنگہ وغیرہ سکھوں نے ملکہ و مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور
مردہ کے پاس سوائے کفن کے باتی نچھوڑا جب نعش جموں مین گئی تو ملکہ زمانی
بسبب کم خرچی اور بے سامانی کے سخت حیرانی مین تھی اور رنجیت دیو نے بھی
ہرچند چاہا کہ ملکہ راستہ کا خرچ مجھ سے لین مگر منظور نہوا آخر اوس نے ان زیارات
کو بعوض اسی ہزار روپیہ کے ایک سوداگر کے پاس گرو رکھا اور روپیہ لیکر بحفاظت
فوج راجہ جموں کے پہاڑ سے اوتری جب قصبہ چٹھی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا
حاکم چٹھی و چودھری پیر محمد حاکم رسول نگر مع شیخ سوہند او غلام محمد پیران خرد سال
اپنی کے ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ
زیارات عالیات ہمکو بخشش دین ملکہ زمانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ پر سوائے
زر رہن کے لینا کر کے اسبات پر راضی ہوئی اور روپیہ لیکر سند عطایات بمہر
خود اونکو لکھدی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرتہن کو دیکر زیارتین
لے لیوین پس شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس مین نصف
نصف تقسیم کرلین اور اب وہی تقسیم کی ہوئی زیارتین دو مقام میں رکھی ہین

جنکا حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے اول حصہ پیر محمد عالم رسول نگر کا یہ حال ہے
کہ یہ زیارتین اوسکے حصہ کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ مین رہین اور اوسکے
مرنے کے بعد اوسکا بیٹا غلام محمد قابض ہوا اوسکے وقت سنہ [illegible] مین جب رنجیت سنگھ
کے باپ مہان سنگھ نے قصبہ اوٹھا کر غلام محمد کو قید کرلیا اور اوسکے کل ملک پر قابض
ہوا تو صرف موضع سنجر اوسکے گذارہ کے واسطے بحال رکھا تو غلام محمد اپنے عیال و اطفال
و زیارات کو لیکر موضع سنجر چلا گیا مگر مہان سنگھ نے وہان بھی اوسکو چین نہ دیا اور
تھوڑی ہی مدت کے بعد سنجر بھی اوس سے لیکر زیارات بھی چھین لین پھر یہ
زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ مین لاکر رکھین گئین مہان سنگھ کے مرنے کے بعد
سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین جب شاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگھ نے خوف
کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب اور یہ زیارتین گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کنور
کے پاس بقلعہ ٹکیریان بھیجدین وہان یہ تبرکات ایک بالا خانہ مین رکھی گئی
اتفاقاً اوس قلعہ مین ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ جل گیا مگر جس بالا خانہ مین
یہ تبرکات تھی اور اوسکے نیچے منزل مین باروت بھرا ہوا تھا آگ وہان تک پہنچکر
خود بخود منطفی ہو گئی اوس روز سے سدا کنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد
پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ باوجودیکہ چند بار اونکے لینے کے واسطے بجد ہوا مگر اوسنے
نہ دین جب سخت تاکید ہوئی تو اوسنے یہ زیارات قلعہ ٹکیریان سے نکلوا کر
قلعہ چوندہ کو بھیجدین آخر جب کل مال سدا کنور کا رنجیت سنگھ نے چھین لیا تو اوسنے
یہ زیارات شیر سنگھ اپنی دہوتی رنجیت سنگھ کی بیٹی کو دیدین اور وہ اپنے قتل
کے دن تک اپنے پاس رکھتا تھا جب وہ مارا گیا تو راجہ ہیرا سنگھ وزیر نے یہ زیارات
اپنی حویلی مین رکھین وہان جو کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو جس قدر موئے
مبارک نلکیون مین تھے وہ سب گم ہو گئے اور نلکیان خالی رہ گئین جب ہیرا سنگھ
مارا گیا تو سردار جواہر سنگھ وزیر نے یہ زیارات ہیرا سنگھ کی حویلی سے منگوا کر
قلعہ لاہور مین رکھین کہ اب تک قلعہ مین موجود ہین — دوسرا حصہ ان زیارات کا

جو شاہ محمد رضا حاکم چیٹی کے پاس تھا اوسکا یہہ حال تھا کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات
ان پر قابض رہا پھر شیخ سوندھا پھر شیخ فضل آلہی و شیخ جیون کے قبضہ مین
آئین اونکی وقت مین بحکم رنجیت سنگہ فقیر نور الدین مرحوم چیٹی کی تسخیر کیو اسطے
مامور ہوئے انھون نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار ہوئے
اوس وقت یہہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل آلہی سے چند
مرتبہ کرکے خرید کین اور سندین دستاویزی لکھالین ۔

تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور

ان زیارات عالیات مین آٹھہ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین
اول عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے باندہا ہوا دوم جبہ
مبارک برنگ سبز سیوم دلق مبارک بخطوط سفید و سرخ چہارم پاجامہ برنگ
سفید پنجم نقش قدم شریف بر سنگ برنگ صندلی ششم نعل مبارک چرمی
بقدر چار دہ انگشت ہفتم عصائی مبارک چوبی ڈیڈہ گز لمبا ہشتم پرچم علم
شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضے
علیہ السلام تین ہین اول پہلا سیپارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخطی
بخط کوفی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسری دستار مبارک معہ تاج حضرت کے
ہاتھہ کی بندھی ہوئی تیسرے تعوید صد در صد خاص دستخطی جناب کا اور زیارات
متعلقہ بفاطمۃ الزہرا والی قیامت بنت النبی علیہا السلام دو ہین اول ایک
رومال جس پر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھہ کا چکن نکالا ہوا ہے دوسرے ایک
جای نماز اوس پر بھی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن
علیہ السلام دو ہین ایک سورہ یاسین و سورہ صافات دستخطی حضرت کے
بخط کوفی لکھی ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی صندلی رنگ تہ کی ہوئی
اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین علیہ السلام تین ہین اول تیسرا

سیپارہ قرآن کا حضرت کے دستخطی لکھا ہوا الخط کوفی وقطع بیاضی وکاغذ سفید دوسری دستار مبارک ایک تہہ کی ہوئی صندلی رنگ تیسرے تاج مبارک صندلی رنگ ایک اور تبرکات متعلق بہ حضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تین ہین اول دستار یمنی ابریشمی نما تہہ کی ہوئی دوسری رضائی پارچہ قصیب مصری کی ابریشمی نما تیسرے جای نماز دوہری جسکا ابرہ سرخ اور استر زرد رنگ مائل بسبزی ہے اور تبرک متعلق بطاوس یمنی اویس قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبہ مین رکھا ہوا ہے اور تبرکات متفرق سات عدد ہین ایک اول صندوقچہ جس مین موی مبارک کی نلیان خالی رکھی ہین دوسرے بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑہ برنگ سیاہ تیسرے غلاف روضہ مطہرہ امام حسن وحسین علیہما السلام دو عدد چوتھے غلاف روضۂ عالیہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچوین خاک کربلا معلی خون آلودہ ایک ڈبہ چھٹی نقش نعلین سرور کونین علیہ الصلوۃ والسلام بر کاغذ کہنہ ساتوین غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا یہہ کل اونتیس زیارتین قلعہ لاہور مین بقبضہ سرکار انگریزی علیحدہ مکان مین بحفاظت تمام بہ تحویل منشی غلام محمد تحویلدار رکھی ہین ــ

تفصیل زیارات حصہ دوم جو فقیر صاحبون کے خاندان مین ہین

ان کل زیارات عالیات مین سے گیارہ زیارتین تو متعلق بسرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ الصلوۃ ہین اول موئی مبارک حضرت کا برنگ سیاہ دوم جبہ مبارک سوم نقش پنجہ دست مبارک کا سلے پتھر پہ چہرہ جزو سالی شق صدر کی وقت کا چوتھے تاج مبارک برنگ سیاہ پانچوین نعل چرمی ایک پانون جسکے ساتھہ کا دوسرا اقاعہ کی زیارات مین ہے چھٹی قدم مبارک پتھر پر ساتوین موئے مبارک حنائی رنگ آٹھوین شانہ مبارک نوین الفی دسوین مسواک گیارہوین پانی پینے کا جام اور زیارت متعلقہ بخلیفہ عالی جناب عمر رضا ابن الخطاب رضی اللہ عنہ

صرف ایک تسبیح شریف ہے اور زیارات متعلق بعلی المرتضیٰ علیہ السلام پانچ ہین اول موے
مبارک دوسرے جبہ مبارک تیسرے تاج مبارک چوتھے عصای مبارک پانچوین پنجہ
مبارک چھٹے پہ اور زیارت متعلق بحضرات فاطمۃ الزہرا خاتون قیامت علیہا السلام
صرف ایک ردای مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام سات
ہین اول موی مبارک دوم کمربند تیسری زلف شریف چوتھے اوراق قرآن شریف
حضرت کے دستخطی ہرن کے چمڑے پر پانچوین چھٹی دونو زلفین حضرت کی ساتوین
تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق بجناب
امام حسین علیہ السلام چار ہین اول کمربند دوم زلفین مبارک تیسری قرآن شریف
کے اوراق ہرن کے چمڑے پر لکھے ہوئے چوتھے تسبیح اور زیارات متعلق بامام
زین العابدین رضی اللہ عنہ دو ہین ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے
لکھے ہوئے دوسرے فرہ علم مبارک حضرت عباس علیہ السلام کا اور تبرکات متعلق
بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جفر حضرت کی لکھی ہوئی
موجود ہے اور تبرک متعلق بہردو امام حسن وحسین علیہما السلام دونون حضرات کی
دو زلفین ہین جو یکجا رکھی ہین اور تبرکات متعلق بغوث الارض والسموات
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچ ہین اول حضرت کا موی مبارک
دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ سے بخط بغدادی لکھا ہوا تیسری تسبیح
چوتھی جانماز پانچوین پانی پینے کا کاسہ علاوہ ان کے متعلق زیارتین سات عدد
ہین اول علم مبارک خاص کربلا کے جنگ کا دوسرے تسبیح خاک شفا کی تیسرے
ایک ڈبہ خاک کربلا سے بھرا ہوا چوتھے ایک مشجر کپڑا جس پر سورہ انا فتحنا لکھی ہے
پانچوین بیت اللہ کا غلاف روضہ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتوین غلاف
روضۂ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہہ کل سینتالیس زیارات بڑی ایک عالیشان
علیحدہ مکان مین جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور حافظ وظیفہ خوان وہان
ہمیشہ قرآن و دلایت پڑھنے کے واسطے مامور ہین مکان عالیشان بنا ہوا ہے

اور ایک زیارت چاندی اور سونے اور پتھر قیمتی کے نلکیوں مین بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہین فقیر شمس الدین مرحوم مغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کرکے وہ چاندی سونے کی نلکیاں بنوائی تھین خدا اونکی اس سعی جمیلہ کا اجر عاقبت مین بخشے آمین ــ

حالات بزرگان پنجاب جنکی وفات کا سن تاریخ بہ پایہ ثبوت نہین پہونچا

حضرت سید صوف لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار خاص لاہور مین میدان چوک روبروی دروازہ مسجد وزیر خان ہے مکان نہایت پرفیض و بارعب ہے پہلے حضرت کے مرقد مقدس چار دیواری کے اندر تھی اب محمد سلطان ٹھیکہ دار نے اوس پر گنبد بنوایا ہے اکثر یہہ بات مشہور ہے کہ کوئی شخص چالیس روز برابر اس مزار پر آنے نہین پاتا سوا اوس شخص کے کہ اوسکی دل کی مراد کا حاصل ہونا تقدیر بانی مین ہو اور جو شخص محروم ازلی ہوتا ہے اوسکو چلے کے اندر ہی ایسی دہشت دکھلائی دیتی ہے کہ پھر وہ اوس مزار پر نہین جاتا ہر ایک مہینے مین چند ارادت مند لوگ یہان جمع ہوکر درود فاتحہ پڑھتے ہین اگرچہ درست احوال اس بزرگ کا ثابت نہین ہوتا کہ یہہ حضرت کب اور کس زمانہ مین ہوا مگر رسالہ تحفۃ الواصلین سے اتنا پایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ ہم عصر حضرت میران بادشاہ کا تھا اور اسی خیال سے لوگ مشہور کرتے ہین کہ یہہ حقیقی بھائی میران بادشاہ کا ہے شاید ایسا ہی ہو مگر ثبوت جیسے کہ چاہئے نہین ہے ــ

شاہ سید بلند قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار بھی شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خان کی شمال کے طرف طویلہ

کلان کے اندر ہے مکان نہایت متبرک و پرفیض ہے ہر سال عرس بھی ہوتا ہے
چاردیواری کے اندر مزار پختہ بنا ہوا ہے یہ بزرگ بھی شہید تھے اور متقدمین
بزرگوں مین سے صاحب جذب و تاثیر گذرے ہین اصل زمانہ انکا پایا نہین جاتا کہ
کب اور کس زمانہ مین ہوئے ہین لوگ انکی نسبت بھی مشہور کرتے ہین کہ میران
بادشاہ کے بھائی تھے۔

حضرت پیر ذکی قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار عین دروازہ ذکی کے درمیان ہے اور اسی بزرگ کے نام
سے دروازہ شہر کا مشہور ہے تحفۃ الواصلین مین لکھا ہے کہ یہ بزرگ مغلون کی
لڑائی مین شہید ہوا تھا حالت زندگی مین بھی قیام اس کا اسی دروازہ کے اندر
تھا جب شہر فتح ہوا اور مغل شہر کے اندر آئے تو اس نے کمال جوانمردی کے ساتھ
انکا مقابلہ کیا آخر شہید ہوا جب سر اوتر چکا جسم بے سر بھی کفار کے ساتھ لڑتا رہا
حضرت کے سر کی قبر عین دروازے مین ہے اور جسم کی قبر اندر شہر کے متصل
دروازہ ایک طویلہ مین زیارت گاہ خلق ہے۔

حضرت پیر بلخی قدس سرہ

اصلی نام انکا تحفۃ الواصلین مین بھی تحریر نہین صرف پیر بلخی لکھا ہے مزار ان کا
کشمیری بازار کی سراء ایک مکان کے اندر پختہ چونہ گچ سے بنا ہے یہ بزرگ لاہور
کے شہدا مین سے ہے جو مغلون کی لڑائی مین قتل ہوئے اصلی وطن انکا شہر
بلخ تھا جب بلخ پر تصرف چنگیز خان مغل کا ہوا اور شہر قتل و غارت ہوا تو حضرت
وہان سے ہند کو آئے اور لاہور مین آکر قیام کیا جب چنگیزی فوج شہزادہ
جلال الدین خوارزمی کے گرفتاری کے لئے لاہور کو آئی اور وہ بھاگ کر دہلی
کو چلا گیا تو کفار نے اس شہر کا محاصرہ کیا مدت تک لڑائی رہی آخر شہر فتح ہوا اور

شہر کے اندر پیر بلخی بھی اپنے مریدون و شاگردون کے ساتھ کفار کے نرغہ مین آ گئے اور شہید ہوئے ۔

پیر سراج الدین المشہور پیر سراجی قدس سرہ

یہہ بزرگ بھی لاہور کے اندر کے بزرگون مین سے بہت مشہور بزرگ ہے محلہ جوڑی مین انکا مزار ہے عہد سلطان محمد تغلق مین بخارا کیطرف سے یہہ لاہور مین آ کر قیام پذیر ہوئے ظاہری علم مین بھی انکو کمال حاصل تھا باطنی علم مین بھی یہہ طاق و یگانہ آفاق تھے بادشاہ نے ہر چند تکلیف دی کہ عہدہ قضا منظور کرین حضرت نے منظور نکیا اس بات پر بادشاہ کمال غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ انکو قتل کر دیا جائے یہہ بات سنکر لاہور کے عمائد و ارکان جمع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور جان بخشی کرائی اوس روز سے حضرت نے ظاہری تدریس کا کام بند کر دیا مریدون کو بھی جا بجا رخصت کیا اور گوشہ تنہائی مین ہو بیٹھے یہان تک کہ فوت ہو گئے ۔

پیر بھولا لاہوری قدس سرہ

یہہ بزرگ لاہور کے بزرگون مین سے مست و مجذوب صاحب جذب و سکر و کشف و کرامت تھا سوائی خرد سال لڑکون کے کسی سے اسکو محبت نہ تھی ہزارون روپیہ کی اسکو فتوحات ہوتی اور یہہ خود سال لڑکون کو تقسیم کر دیتا جب کوئی لڑکا اسکے پاس آتا یہہ بغل سے بزور کرامت شیرینی نکالکر دیتا لوگ اکثر اس بات کا امتحان بھی کرتے تھے مزار انکا لاہور کے اندر محلہ چھیلیہ کے حمام کی اندر پختہ بنا ہوا ہے اور اب تک یہہ مشہور ہے کہ آٹھوین دن خرد سال لڑکے جمع ہو کر گلی یا چوبی حضرت کی قبر نمو کوچہ مین بناتے ہین اور چراغ روشن کرتے ہین پھول چڑھاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ پیر بھولا کی خانقاہ ہے لاہور مین یہہ رسم عام ہے ۔

مزار شہید گنج واقعہ محلہ سادھوان

اس مقام پر اگرچہ قبر ایک ہے مگر ہزارون شہید دفنائی ہوئی ہین اسکا وقعہ
اسطرح درج تحفۃ الواصلین ہے کہ جب سلطنت سلاطین غزنوی کی پنجاب مین
ہو گئی اور لاہور دار الحکومت قرار پایا تو مدت تک سلاطین غزنویہ کی سلطنت
بخوبی پنجاب مین رہی آخر جب شاہ بہرام کے وقت آپس مین سلاطین غزنویہ
کے فساد پیدا ہوا تو پنجاب کی حکومت بالکل ضعیف ہو گئی اوس وقت راجہ اننگپال
راجہ جیپال کا بیٹا راجگان ہند کا لشکر لیکر لاہور پر چڑہ آیا چھہ مہینے تک شہر والے
لوگ لڑتے رہے ہرچند غزنی سے مدد طلب کی کوئی لشکر نہ آیا آخر شہر فتح ہوا اور
بہت سے مسلمان ہندؤن نے موقع پاکر قتل کرڈالے اس محلہ مین بھی قتل عام
ہوئی اور بقدر دو ہزار نعش کے مسلمان اس جگہہ پر دفنائے گئے اوس وقت
ہندؤون نے لاہور پر دخل پاکر مسجدین گرادین بتخانے دوبارہ قایم کردیئے
چندے عملداری ہندؤون کی یہان رہی پھر جب غزنی سے لشکر قاہرہ لاہور
پر آیا تو اننگپال مارے خوف کے بھاگ گیا اور ہندؤون کی قتل عام ہوئی
یہہ مزار نہایت متبرک ہے —

دان شہید قدس سرہ العزیز

یہہ مزار ایک گوشہ مین سر راہ مسقف مکان کے اندر شہسوار کے طویلہ کے
پاس ہے اصلی نام انکا معلوم نہین دان شہید کر کے مشہور ہین ہر سال
اعتقاد مند لوگ ملکر عرس کرتے ہین —

سلطان باہو قدس سرہ

یہہ بزرگ بزرگان پنجاب مین سے صاحب جذب و سکر و عشق و محبت و صدق
و صفا تھے انکے قول و ابیات و اشعار پنجابی زبان مین بہت مشہور ہین جسکے
اخیر مین ہُو کا لفظ آتا ہے انکی شہرت پنجاب مین کمال ہے اور کوئی ایسا شخص

نہین جو ان کی بزرگی کا قائل نہو ان کی تصانیف عربی و فارسی مین بمضامین
توحید بہت ہین چنانچہ تین چار کتابین مؤلف کی نظر سے گذری ہین کتابون کے
دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ حضرت بڑے عالم متبحر تھے غرض کہ ظاہر و باطن علوم
کے حضرت جامع تھے اور فیض طریقت اس قدر جاری تھا کہ ہزارون لوگ مستفید
ہوئے بلکہ اوس جنگل کے جس قدر پرند ہین وہ بھی یاہو کا ذکر کرتے ہین
حضرت کا روضہ جھنگ کے علاقہ مین پندرہ کوس اوس مقام سے جہان دریائے
راوی و چناب ملتے ہین واقع ہے انکا فارسی دیوان بھی نہایت مطبوع قادریہ سلسلہ
مین حضرت بڑے مرتبہ کے فقیر ہین —

سید کمال المشہور پیر جہانیان قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار قصبۂ چونیان مین زیارت گاہ خلق ہے مکان نہایت متبرک
ہے اور قبر بہت لمبی ہے حضرت سادات بخاری مین سے صاحب کمال
سید تھے انکی اولاد بھی قصبۂ چونیان مین رہتی تھی دور دور سے لوگ
انکی زیارت کو آتے ہین —

شیخ فتح شاہ امرت سری

یہہ بزرگ بھی امرت سر مین صاحب کمال مست و مجذوب گذرا ہے ان کی
کشف و کرامات اکثر خلقت کی زبان زد ہے —

شیر شاہ قادری ملتانی

یہہ بزرگ مشہور ترین بزرگان ملتان سے ہین خاندان قادریہ عالیہ مین
حضرت کشف و کرامات و مظہر خوارق و کرامت تھے ہزارون لوگ اس
خاندان کے مرید ہین حضرات سادات گیلانی صاحبان اوچ کے ساتھ انکا
پیری شجرہ ملتا ہے سید حامد گنج بخش اوچی سے انھون نے فیض حاصل کیا

سجادہ نشین اس مزار شریف کے بھی ظاہری و باطنی عزت رکھتے ہین کنارہ دریا پر ملتان سے پانچ کوس پر ان کا مقبرہ معلی ہے

پیر محمد شاہ شیرازی چشتی

مقبرہ اس بزرگ کا موضع مزنگ کے پاس ہے خاندان چشتیہ مین ان کی بیعت تھی موضع مزنگ مین جو بلوچ کی قوم رہتی ہے سب کی بیعت حضرت کی خدمت مین تھی فیض آپکا بہت جاری تھا حضرت ملک خوشاب کے سید تھے شاہ پور ان کا اصلی وطن تھا سنہ ایک ہزار و یک سو مین ان کی وفات ہوئی

پیر ہادی رہنما

یہہ بزرگ شمسی سید اولاد شاہ شمس الدین تبریزی سے تھے ان کے والد کا نام سید عبدالقادر تھا مقبرہ انکا لاہور کے باہر لب سڑک جو میانمیر کو انارکلی سے جاتی ہے بہت پرانا پختہ مسقف بنا ہوا ہے جس مین ایک تو انکی قبر اور دوسرے اور تیسرے محسن شاہ اور عبداللہ شاہ ان کے بھائیون کی ہے یہہ مقبرہ بابر شاہ کے عہد مین تعمیر ہوا پہلے اس مقبرہ کی عمارت سنگین تھی سکھون کے وقت مین رنجیت سنگہ نے اس کا پتھر اکھڑوالیا اور قبرین دوہری ہین یعنے اصلی قبرین تو تہ خانہ مین ہین اور اوپر نقلی قبرین بنائی ہوئی ہین سنہ چھہ سو اکیاسی مین ان کی وفات ہوئی ان کی اولاد سادات نارووال وغیرہ سب اب شیعہ مذہب رکھتے ہین

شرف شاہ لاہوری

قادریہ سلسلہ مین یہہ بزرگ صاحب کمال مشہور تھے محمد فاضل قادری کے یہہ مرید تھے اکیسو برس کی عمر مین انھون نے وفات پائی مقبرہ ان کا پرانی پڑاو کی ... درمیان لاٹ صاحب کی کوٹھی کے جنوب کی طرف ہے اس

بزرگ کے مرشد محمد فاضل بڑے عالم و فاضل مرد تھے تمام عمر انھون نے تدریس جاری رکھی پرانی مسجد اون کی اب تک موجود ہے اگرچہ قایم نہین مگر نشان باقی ہین —

حضرت شاہ درگاہی قادری

سیہ بزرگ حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری کے مرید صاحب کشف و کرامات و صدق و صفا و زہد و ریاضت تھے دعا انکی حاجت روائی حاجتمندان کے لیے اکسیر اعظم تھی دن رات اہل حاجت کا ہجوم حضرت کے دروازے پر رہتا تھا مزار حضرت شاہ اسماعیل محدث کے وسلی طرف انکا مزار ہے اور ایک چاہ جسکو لوگ پانی دایتان والہ چاہ کہتے ہین حضرت کے مزار کے جنوب کی طرف ہے اوس چاہ کے زمیندار حضرت کے مرید تھے اتفاقاً اوس زمیندار کے بیٹے کے بدن پر اوس قسم کے پھوڑے نکل آئے جسکو پنجابی زبان کی اصطلاح مین پانی دانی کہتے ہین زمیندار لڑکے کو حضرت کی خدمت مین لے آیا اور التجا کی کہ اوسکی شفا کے واسطے دعا کرین حضرت نے فرمایا کہ اس مرض کے واسطے تیرے چاہ کا پانی دوا ہے اسکو اوس چاہ کے پانی سے نہلا دو چنانچہ اوس نے نہلایا تو لڑکا فی الفور اچھا ہو گیا اوس روز سے آجتک اتوار کے روز لوگ اپنے بچون کو جنکو سیہ مرض ہوتا ہے اوس چاہ پر لیجا کر نہلاتے ہین خدا کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے بعض اوس چاہ کے حوض سے ٹھیکری لے جاتے ہین اور اسکو پھوڑے پر لگاتے ہین —

شاہ ضیاء الدین شروانی

اس بزرگ کا روضہ موضع مزنگ کے شمال کی طرف لاہور کے باہر ہے اصلی وطن انکا ملک شیروان تھا وہان سے سیہ بطلب حق ہند کو آئے اور خواجہ شمس الدین ترک چشتی پانی پتی کی خدمت مین حاضر ہو کر تکمیل پائی بعد

وفات اونکے لاہور مین قیام کیا اور تمام عمر ہدایت وارشاد طالبان خدا مین مصروف رہے بعد وفات یہان مدفون ہوئے —

مخدوم شاہ عالم صدر جہان قدس سرہ

یہہ بزرگ بزرگان دین متین سے صاحب عشق ومحبت وزہد وریاضت وکشف وکرامت دہلی کے علاقہ مین گذرے ہین ظاہر وباطن علوم مین انکو کمال حاصل تھا ہزارون لوگ انکے وسیلہ جمیلہ سے منزل مقصود تک پہونچے تمام عمر انھون نے زہد وریاضت وہدایت وارشاد مین گذرانی مزار انکا قصبہ وزیرآباد مین یادگار خلق ہے اور وفات انکی سنہ ایک ہزار ایک سو چھتیس مین واقع ہوئی اور مخدوم شہ عالم مادہ تاریخ وفات ہے —

سید مخدوم میدان صدر جہان قدس سرہ

یہہ بزرگ مخدوم شاہ عالم کے جانشین صاحب مقامات بلند ومدارج ارجمند تھے خاندان قادریہ چشتیہ نقشبندیہ مین حضرت کو اجازت ارشاد کی حاصل تھی مدت مدید تک حضرت نے خاص شہر دہلی مین ہنگامہ مشیخت گرم رکھا اور ہزارون لوگون کو خدا تک پہونچا دیا اس بزرگ کا مزار شہر دہلی کے اندر محلہ روشن پورہ مین ہے اور سجادہ نشین شاہ بہاء الدین عرف عبد اللہ شاہ تخلص بشیر ہین جنکی زیارت سے مؤلف کتاب بھی بہرہ یاب ہوا ہے سنہ ایک ہزار ایک سو بیاسی مین حضرت فوت ہوئے —

ایوب صابر میران خلف سید مبارک حقانی گیلانی قدس سرہ

یہہ بزرگ خاندان قادریہ عالیہ صاحب شریعت وطریقت گذرے ہین بیرون لاہور انکا مزار گورستان میانی مین ہے انکے خاندان مین اب تک فیض طریقت

جاری ہے چنانچہ حضرت سید پیر نظام الدین المشہور بودیان والہ ان کی اولاد سے اب تک لاہور مین موجود ہین اونکا شجرہ اس بزرگ کے ساتھ اس طرح پہ ملتا ہے کہ سید نظام الدین بن سید احمد شاہ بن سید قایم شاہ بن سید جانی شاہ بن سید احمد شاہ بن سید رسول شاہ بن سید احمد المشہور بالو شاہ بن سید عبد الواحد بن سید نظام الدین حسن بن سید ایوب صابر میر سیدان رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ۔

شاہ عبد الرزاق مکی قدس سرہ

یہہ بزرگ شاہ موج دریائی بخاری کے مرید تھے اول شہر سبزوار سے یہہ لاہور مین آئے اور اکبر بادشاہ کی نوکری اختیار کی پھر تارک الدنیا ہوکر فقر اختیار کیا اور حضرت میران محمد شاہ موج دریا سہروردی لاہوری سے وہ فیض پایا کہ قطب زمانہ ہوگئے بازار انارکلی مین اونکا مقبرہ بزرنگ نیلگون مشہور ہے اور پاس اوس کے ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے جسکو منشی نجم الدین مرحوم نے دوبارہ مرمت کرکے آراستہ کیا سنہ ایک ہزار چوراسی مین انھون نے وفات کی ۔

پیر زاہدی لاہوری قدس سرہ

نام اصلی اس بزرگ کا وجیہہ الدین تھا پہلے اس نے فیض سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شیخ سعدی بلخاری لاہوری سے پایا جب شیخ سعدی فوت ہوگئے اس نے شیخ جان محمد سہروردی لاہوری سے فیض طریقہ عالیہ سہروردیہ حاصل کیا پھر جان محمد کی وفات کے بعد یہہ لاہور سے نکل گیا اور روی زمین کی سیر کی بہت سے بزرگون سے طرائق مختلفہ کا فیض پایا مکہ و مدینہ و بیت المقدس و بغداد و کربلای معلی و نجف اشرف وغیرہ مقامات مین پہونچکر تکمیل پائی آخر بخدمت حضرت میران شاہ بھیکھہ چشتی کے پہونچکر خرقہ خاندان چشتیہ کا لیا پھر لاہور مین آیا اور شاہ محمد

غوث لاہوری سے کلاہ سلسلہ قادریہ حاصل کی غرض کہ ہر ایک طریق مین یہہ بزرگ
شیخ کامل تصور کیا جاتا ہے اور بکمال زہد و ریاضت حضرت لاہوری کے خطاب سے مخاطب ہوا آخر
سال ایکہزار ایک سو چالیس مین مر گیا موضع مزنگ کے پاس ان کا مزار زیارتگاہ
خلق ہے —

بیبی زہری المشہور بہ پیر از غیب

علی مخدوم گنج بخش لاہوری کے مزار کے پرلی طرف یہہ مزار بلند چبوترے پر ہے
اس بزرگ کا اصلی حال کچھہ ظاہر نہین ہوتا مشہور اس طرح پر ہے کہ زینب النسا
شہزادے یہان کوئی عمارت بناتی تھی خدا کی قدرت سے اُس کے مقام کی
دیوار گر جاتی تھی جب زمین کھودائی تو ایک پرانی قبر وہان سے نکلی اوس نے
اوسکو بلند کر کے بنا دیا کرامت اسکی یہہ مشہور ہے کہ جسکی گلے پر ورم پڑ جاے
وہ یہان سے ایک سنگریزہ اوٹھا لیجاتا ہے اور اوس ورم پر پھیرتا ہے جب
شفا ہو جاتی ہے تو اوس ڈھیلے کے برابر مصری وزن کر کے بانٹ دیتا ہے
اور ڈھیلہ بھی یہان ہی چھوڑ جاتا ہے اکثر لوگ اس بزرگ کی زیارت کو
آتے ہین —

حضرت پیر بہان قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار لاہور کے دہلی دروازے کے باہر واقع ہے اصل انکا شہر
بخارا تھا وہان سے بعہد اکبر شاہ ہند کو آئے لاہور آکر قیام کیا لاہور کے بزرگون
میانمیر و شاہ بلاول سے قادریہ فیض پایا جب فوت ہوئے تو یہان دفن کئے گئے
پہلے یہہ مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا مگر جب بعہد سلطنت کھڑک سنگہ و نونہال سنگہ
اوسکے بیٹے نے کہ لاہور کے باہر دور دور تک مکانات صاف کر کے میدان
بنا دین اوسوقت یہہ مکان بھی گرا دیا گیا بعد گرلنے کے خدا کی قدرت سے

کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ باپ بیٹا ایک روز مر گئے اور وہ تجویز موقوف ہی تو اعتقادمند لوگون نے پھر یہہ مزار تعمیر کر دیا ـ

حضرت شاہ رحمتہ اللہ قریشی قدس سرہ

یہہ بزرگ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ملتان سے لاہور مین آیا چونکہ مرد عابد و زاہد و خدا پرست صاحب کشف و کرامت تھا بہت سے لوگ اسکے مرید ہوگئے اور اب بھی اُنکی اولاد لاہور اور موضع ڈھولن وال مین موجود ہین اور مریدون سے نذر لیکر گذارہ کرتے ہین چنانچہ اونمین سے ایک شخص بہادر شاہ نام مؤلف کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہے ملتانی و لاہوری وامرتسری جولاہی دریائی باف اس خاندان کے مرید بہت ہین یہہ مزار فرشتون کا مزار کہلاتا ہے اس سبب سے کہ ان کے گھر کے معمار مرید بہت تھے جب شاہ رحمتہ اللہ فوت ہوگئے تو ون کو اونکے کار سرکار شاہی سے فراغت نہین ہوتی تھی رات کو انھون نے جمع ہوکر ایک رات مین مزار کو تعمیر کر دیا اور مشہور ہوا کہ رات کو فرشتے بنا گئے ہین پہلے یہہ مکان بہت اچھا بنا ہوا تھا سکھون کے وقت مین سکھہ اسکو گرا کر لے گئے اب پھر مریدون نے بنایا ہے ـ

مکان مزار حاجی جمعیت مرحوم و مزار قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہہ مزار ریل کے پڑاو کے شمال کی طرف نجیر آباد پڑا ہے اصلی نام اس بزرگ کا حاجی جمیل تھا اور بیعت بخدمت شاہ رنگ بلاول حضرت لال حسین لاہوری کے خلیفہ کے خدمت مین تھی چونکہ بزرگ اس بزرگ کے ایران سے آئے تھے وہ قدم رسول کا ایک پتھر سرخ ہمراہ لائے تھے حاجی جمعیت نے یہہ پتھر اس مقام پر رکھہ کر اوپر قدم شریف کے گنبد بنوا دیا پہلے یہہ گنبد کاسنی کا تھا

اور یہہ عبارت درباب حال قدم شریف روضہ کے تین طرف لکھی تھی ورثہ مؤلف کتاب ہذا نے خود اوسکی نقل اپنے قلم سے کی تھی عبارت انہ مسعود ومن مسعود الی ابنہ سالم ومن سالم الی ابنہ مسلمؒ ومن مسلم الی ابنہ عاقل ومن عاقل الی ابنہ جوہر ومن جوہر الی ابنہ باقر ومن باقر الی ابنہ اسعدؒ ومن اسعد الی ابنہ نصیر ومن نصیر الی ابنہ طاہر ومن طاہر الی ابنہ طیب ومن طیب الی ابنہ مجیب ومن مجیب الی ابنہ حبیب ومن حبیب الی ابنہ جمیلؒ — اس عبارت کے پہلے چند الفاظ کے حروف اوڑ گئے تھے مگر بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ یہہ قدم شریف اتنے پشت حاجی جمیل کے خاندان مین رہا مگر افسوس کہ اب کسی نے گنبد کے کانسی کا رنگت اوڑا کر سفید استر کاری کردی ہے اور قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کمال بے ادبی کے ساتھہ گنبد مین رکھا ہے —

فصل شاہ مجذوب نوشاہی

اس بزرگ کا عروج آخری سلطنت سکھون مین بہت ہوا مہاراج اور امیر و وزرا سب اسکے پاس آتے اور صدہا روپیہ نذر کا دیتے جو اسکا بیٹا بلند شاہ اوٹھا کر لیجاتا تھا یہہ مستانہ حالت مین پھرتا لوگون کو گالیان دیتا خصوصاً راجہ دینا ناتھہ اسکا کمال معتقد تھا یہان تک کہ ایک منشی اوسکی طرف سے اس کے پاس حاضر رہتا جو کلام یہہ منہ سے کہتا کاغذ پر لکھہ لیتا ہزار ہا روپیہ نقد وجنس راجہ دینا ناتھہ اسکے بیٹے بلند شاہ کو دیتا نوشاہیہ قادریہ خاندان مین بیعت اس بزرگ کی بخدمت رحمان شاہ کی اور اوسکی بخدمت محمد صدیق کے اور اوسکی بخدمت شاہ فرید لاہوری کے اور اوسکی بخدمت پیر سچیار کے اور اوسکی بخدمت حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کے تھی یہہ مکان راجہ دینا ناتھہ نے حضرت کی زندگی مین بنوایا تھا پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ یہہ بزرگ مر گیا اور یہان دفن ہوا —

حضرت شاہ کنبہ نوشاہی

نوشاہی خاندان کے بزرگون مین یہہ بزرگ صاحب کشف وکرامت مشہور ہے چودھوین ربیع الاول ۱۲۱۹ھ مین یہہ فوت ہوا پہلے یہان صرف چاردیواری قبر کے چارون طرف تھی اب ارادتمند لوگون نے گنبد بناد یا ہے موچی دروازے کے باہر حضرت کا مقبرہ ہے اس خاندان کے مرید بھی اکثر لوگ شہر مین رہتے ہین

شیخ موسی کھوکھر

اس بزرگ کا مزار تکیہ جیجی کے روبرو بھاٹی دروازے کے باہر ہے آدمی بہت بزرگ تھے شیخ بہلول دریائی سے انکو فیض پہونچا شیخ لال حسین لاہوری بسبب پیر بھائی ہونے کے انکا کمال ادب کرتے تھے تمام عمر انکی ریاضت وعبادت مین گذری –

شیخ محترم

اس بزرگ کا روضہ بدھو کے پزاوہ کے مغرب کے طرف بھی گنبد بہت عمدہ پختہ بنا ہوا ہے اندر گنبد کے آیات قرانی درود شریف اور قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے اب غیر آباد ہے معلوم نہین ہوتا کہ کس خاندان کا یہہ بزرگ تھا –

قطعہ تاریخ یہہ ہے

قطب حق شاہ محترم زجہان	رفت در بزم اولیای سلف
سال تاریخ رحلتش جستم	گفت طبع سلیم نیک خلف

حضرت شاہ فرید نوشاہی

یہہ شخص نوشاہی بزرگ صاحب کمال گذرا ہے قوم سے سید تھا پہلے یہہ امرای بادشاہی مین سے صاحب منصب وجاگیر تھا ناگاہ جاذب حقیقی نے

اسکو اپنی طرف کھینچا اور شیخ پیر محمد سچیار کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوا ذکر الٰہی نے ایسی لذت بخشی کہ دولت و مال تمام و کمال براہ خدا محتاجون کو دیدیا اور فقیر ہوکر تکمیل نسبت مین مصروف ہوا بعد تکمیل خرقہ خلافت پاکر لاہور آیا ہزار ون لوگ مرید ہوئے اب بھی اس سلسلے کے مرید لاہور مین بہت ہین موضع دکھون وال کے قریب لاہور سے تین میل یہہ مزار جنوب کی طرف ہے۔

سید عبد القادر لاہوری

اس بزرگ کا مزار موضع مزنگ سے شرق کی طرف ہے یہہ حضرت سید گیلانی سید جلال الدین بغدادی کے بیٹے تھے اکبر بادشاہ کے عہد مین انھون نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور مین بعد سیر و سیاحت قیام پذیر ہوئے انکی بزرگی کا شہرہ سنکر نواب میر کفایت خان نے اپنی لڑکی اسکے نکاح مین دی اوس سے تین فرزند ہوئے ایک سید حاجی دوسرا سید سلطان تیسرا سید غیاث الدین المشہور سید دولت شاہ سید حاجی کے گھر سید فتح محمد ہوا اوس کا فرزند سید حمید اوسکا بیٹا سید سعید اوسکا بیٹا سید شاہ حسین اوسکا بیٹا سید زندہ علی اوسکا بیٹا سید شہسوار جو اب سجادہ نشین مزار شیخ طاہر بندگی کا ہے اور پوتا زندہ علی کا بہادر شاہ بن چراغ شاہ جو مہر کنی کا کام کرتا ہے۔

مزارات احاطہ تکیہ اتلی والہ موجودہ لاہور

اس احاطہ مین دو چار دیواریان اور تین چبوترے پختہ چونہ گچ موجود ہین اونپر مزارات حضرات سادات گیلانی سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی کی اولاد کے ہین جنکا ذکر پہلے چمن مین مذکور ہو چکا ہے ایک چبوترے پر مزار سید صوفی علی کے اسکے باپ کا سید بدر الدین بن سید اسماعیل نام تھا علاوہ اسکے سید عمر و سید ہاشم و سید عبد القادر المشہور شاہ گدا بھی اسی چبوترے پر مدفون ہین اور چار دیواری مین

مزار سید قاسم بن سید صوفی اور اونکے اولاد کے قبور ہین دوسرے چاردیواری ہین مزارات حضرت سید میرن شاہ میر میران و سید ابو البرکات سید شاہ اور اوس کے پاس کے چبوترہ پر مزار سید اسمٰعیل کے اور ایک علیحدہ مکان پر مزار حضرت پیر محمد شاہ گیلانی کے جنکے فرزند دلبند پیر شاہ سردار زندہ و حیات ہین خدا سلامت رکھے ۔

مزار چراغ شاہ

روشنائی دروازہ لاہور کے باہر یہہ مزار ہے پہلے یہان ایک بزرگ سید علی نام گیلانی ملک دکن سے آئے وہ سال ایک ہزار دو سو ستائیس ہین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے اونکے بعد اونکا جانشین چراغ شاہ یہان مقیم ہوا یہہ شخص صاحب عبادت و ریاضت تھا اس نے بہت فروغ پایا اور مدت العمر یہان رہ کر خدا پرستی و ہدایت و ارشاد مین مصروف رہا سلسلہ اس بزرگ کا قادریہ تھا قبر چراغ شاہ کی بھی اسی احاطہ کے اندر ہے ۔

مزار مرگ نینی

اصلی نام اس بزرگ کا محمد سلطان تھا چونکہ آنکھین اسکی نہایت خوبصورت تھین اسواسطے مرگ نینی کے خطاب سے مخاطب ہوا شجرہ اسکا خاندان قادریہ عالیہ مین اس طرح پر دریافت ہوا کہ محمد سلطان مرید سندھی شاہ کا وہ عاقل شاہ کا وہ ملا شاہ کا وہ سلیمان شاہ کا وہ حضرت نور جمال کا اور وہ محمد شفیع قادری کا اور وہ محمد حیات ولی کا اور وہ حضرت شاہ قمیص قادری سادھوری کا جنکا ذکر خیر پہلے چمن مین تحریر ہو چکا ہے ۔

گنبد مقبرہ حافظ غلام محمد المشہور امام گامون بن محمد صدیق

یہہ مزار شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خان کے جنوبی دیوار کے پاس ہے یہہ بزرگ چند پشت سے مسجد وزیر خان کا امام تھا ظاہری علم مین بھی فاضل اجل تھا و حافظ بھی

اسکا پیرتاثیر تھا طریقت مین بیعت اسکی بخدمت شیخ عبداللہ شاہ قادری بلوچ
کے تھے جن سے اس نے فیض کامل باطنی علم مین پایا جب وہ فوت ہوگئے
توامام اللہ بخش اس کے صاحبزادے امام مسجد رہے اوراب بیٹا اونکا امام
امام ہے حافظ غلام محمد شاعر بھی تھے ان کے عاشقانہ ابیات اب تک
زبان زدخلق ہین —

پیر ڈھل مجذوب

اس بزرگ کا مزار شہر لاہور کے اندر ہے بلکہ وہ تمام محلہ اسی بزرگ کے
نام سے ڈھل محلہ کہلاتا ہے یہہ بزرگ اکبری عہد مین صاحب کشف وکرامت
وسکروجذب تھا بہت لوگ اسکی بزرگی کے قائل تھے اب بھی لوگ جمعرات کے
روز اس مزار پر جاکر فاتحہ کہتے ہین —

حضرت شاہ گردیز ملتانی قدس سرہ

ملتان کے بزرگون مین سے یہہ بزرگ صاحب تصرفات ظاہری وباطنی وملازم
صوری ومعنوی قطب زمانہ فرد یگانہ فیاض کامل شیخ مکمل تھے حضرت کا قیام مدت
مدید تک ملتان مین رہا اور وہان ہی حضرت کا مزار ہے بعد وفات ظہور کرامت
انکی یہہ تھی کہ جو طالب زیارت مزار فیض آثار پر حاضر ہوتا حضرت کے دونون
دست مبارک اوس راستے سے جو حسب الوصیت قبر کے تعویذ مین رکھا گیا
تھا قبر سے باہر آتے اور طالب کے ساتھ مصافحہ ہوتا یہہ کرامت مدت مدید
تک جاری رہی آخر ایک شخص نالائق نے جو کوئی ایسی بے ادبی کی تو دست
مبارک کا باہر آنا موقوف رہا اس خاندان کے مرید لوگ اب تک ہزار ہا اونکے
موجود ہین اور حضرت کی اولاد بھی صاحب عزت وحرمت ملتان مین بستی
ہے چنانچہ ایک شخص مراد شاہ نام جو سرکار انگریزی کے دربار مین بڑا معزز تھا اس
سال ۱۲۹۰ھ مین فوت ہوا ہے —

مفتی شیخ محمد مکرم قریشی قدس سرہ

لاہور کے بزرگون اور علما و فضلا مین سے یہہ بزرگ صاحب شریعت و طریقت و علم و
فضل واقف علوم فقہ و حدیث و تفسیر جامع دولت ظاہری و باطنی تھے اخیر عملداری
بادشاہان چغتائی مین انھون نے لاہور مین بڑا عروج پایا عہدہ افتا و قضا دونون انکے
سپرد تھے جب سلطنت دہلی کی ضعیف ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے لاہور فتح کیا
تو اس نے بھی اس بزرگ کو عہدہ افتا و قضا کا دیا اور فرمان و دستخطی خاص محررہ
ماہ رمضان سنہ ۱۱۶۱ھ لکھہ دیا جو مولف کتاب کے پاس موجود ہے یہہ بزرگ ہم جدی
غلام سرور مولف کتاب کا تھا اس طرح کہ مفتی محمد تقی قریشی جد پنجم راقم الحروف
کے دو بیٹے تھے ایک مفتی محمد تقی اور دوسرے محمد ولی محمد تقی کے بیٹے مفتی
رحمت اللہ اور اونکے مفتی رحیم اللہ اور اونکے مفتی غلام محمد اور اونکا فرزند غلام
سرور مولف کتاب ہے اور محمد ولی کے بیٹے محمد اعظم اور محمد اعظم کے بیٹے یہہ بزرگ
محمد مکرم تھے جو اپنے زمانہ مین سر دفتر علمای زمانہ ہوئے مگر افسوس کہ اونکی صلبی اولاد
اب نہ تو علم رکھتی ہے اور نہ دولت ظاہری صرف ذات کے قریشی ضرور ہین علم
اون کے خاندان سے جاتا رہا مفتی محمد مکرم کے بعد اونکا بیٹا شیخ محمد بخش اور دوسرا
علی بخش باپ کے بعد خورد سال رہ گئے گذارہ اونکا بسبب بے علمی کے باپ
کی جائداد کے فروخت پر رہا پھر محمد بخش کا بیٹا قادر بخش اور قادر بخش کا بیٹا نبی بخش ہوا
نبی بخش نے لاہور کا رہنا ترک کر کے موضع منج مین سکونت اختیار کی لاہور
کی حویلی بھی فروخت کر ڈالی نبی بخش کا بیٹا اب نور دین موضع شاہدرہ مین ایک
مسجد کا ملا ہے اور علی بخش پسر ثانی شیخ مکرم کا بیٹا فیض بخش پھر فیض بخش کا
بیٹا امام بخش جد مادری راقم الحروف کا تھا اوس کا بیٹا کریم بخش اور
کریم بخش کا بیٹا امیر بخش لاہور مین موجود ہے جلد سازی کا کام کرتا
ہے

شیخ علی رنگریز

یہہ بزرگ لاہور کے بزرگون مین مشہور بزرگ ہے سید جان محمد حضوری کے گوشۂ باب کی طرف اسکا مزار ہے تمام لاہور کے رنگریز اسکو اپنا مقتدا و پیشوا تصور کرتے ہین ہر سال عرس بھی ہوتا ہے یہہ بزرگ دو بھائی شیخ علی و شیخ ولی تغلقیہ سلطنت کے وقت عرب سے لاہور مین آئے اور دوکان رنگریزی کی جاری کی چونکہ ولی کامل تھے تمام لوگ رنگریز انکے مرید ہوگئے اور قبول عظیم پایا بعد وفات یہان مدفون ہوئے۔

شیخ حامد قادری سہروردی قدس سرہ

عہد محمد شاہ بادشاہ مین یہہ بزرگ لاہور مین بڑے فقیر اور عالم و فاضل و پرہیزگار تھے ایک کتاب ملفوظ انکی ایک مرید نے جمع کی اور ایک رسالہ حقیقت ماکو کی حرمت مین انھون نے خود لکھا باہر شہر کے جہان انکی قبر ہے وہان شہر آباد تھا اوسی جگہ حضرت درس پڑھاتے تھے مولوی تیمور کی خدمت مین انکی بیعت تھی اور اونکے بخدمت شیخ عبد الکریم اور اونکے بخدمت مخدوم طیب اور اون کے بخدمت مخدوم برہان اور اونکے بخدمت مخدوم جہنن اور اونکے بخدمت شیخ سیلون اور اونکے بخدمت حسام الدین متقی اور اونکے بخدمت شیخ صدر الدین اور اونکے بخدمت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سنہ ایک ہزار اکتھر مین یہ بزرگ پیدا ہوا اور چودھواہ جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھہ مین فوت ہوا لاہور کے باہر مزار ہے۔

شیخ گھلن شاہ مست قادری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار موری دروازہ کے باہر سرکاری باغ کے اندر ہے یہہ بزرگ شیخ طاہر قادری لاہوری کے مرید تھے یہ اپنے مستانہ طریق پر رہا کرتے تھے

شیخ طاہر کے چار خلیفہ تھے ایک ابو محمد قادری دوسرے سید صوفی تیسرے شیخ آدم بنوری چوتھے شاہ کمال مست جنکا مزار لاہور مین ہے۔

حضرت شاہ حسن ولی

اس بزرگ کا مزار شہر کے اندر ایک مسجد کے صحن مین محلہ موچی دروازہ ہے جو مسجد بوہڑ والی کہلاتی ہے موجود ہے طریق اس بزرگ کا شہود دیہ سنا جاتا ہے مگر یہ نہین معلوم کہ یہ بزرگ کس زمانہ مین ہوئے ہین نہایت متبرک اور فیض بخش ہے

خاتمہ تالیف کتاب صاحب مولف

الحمد للہ والمنتہ کہ یہ حدیقہ بے خار و گلزار تازہ بہار بفضل کردگار یعنی تذکرہ ابرار فی اخبار حضرات الاخیار عین موسم کے وقت مین پھل پھول پر آیا مولف نے اپنا دلی مطلب پایا مقام شکر و تسلیم ہے کہ خداوند کریم نے مجھ عاصی روسیاہ گنہگار کو اپنے دوستون کا مشتاق بنایا ہے محبت کا راستہ دکھلایا ہے اور یہہ توفیق دی ہے کہ مین کسی قدر اپنے وقت عزیز کو حضرات اولیا کے ذکر مین صرف کرون اور اونکی الفت سے بہرہ پاؤن اگرچہ مین ناکارہ تھا اور یہہ کام بڑا تھا مگر یہہ شوق مجھکو صرف حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی کی محبت مین حاصل ہوا اور محض یہہ حضرت محبوب کی توجہ ہے کہ مجھ سے نکارآدمی سے ایسے ایسے کار سرزد ہونے لگے بلکہ ایک عاجز ناتوان کو یہہ قوت بخشی گئی کہ پہلے اس سے ایک جزو کی کتابا خزینۃ الاصفیا نام بزرگون کے حال مین اوس نے لکھی اور یہہ ایک ایک بزرگ کی وفات کے خاتمہ پر تاریخی مادہ بھی لکھے مگر وہ کتاب فارسی اور بہت بڑی تھی اور شائقین ملک پنجاب کا یہہ مطلب حاصل نہین ہوتا تھا کہ کتنے بزرگ پنجاب کے ملک مین صاحب طریقت گذرے ہین اب اس مختصر اردو زبان کی کتاب لکھنے مین وہ وقت رفع ہوگئی خداوند تعالی مجھکو اور تمام مسلمان بھائیون کو اولیاء اللہ کی محبت کا شائق کرے اور خدا کرے کہ اس زمانہ مین کوئی ایسا آدمی پیر طریقت

ہل جاوے کہ اوسکی رہنمائی سے میری جیسی گمراہ راہ پر آئین خدا کی محبت کار استہ پا بین کیونکہ اب یہہ لوگ عنقا ہوگئے ہین اور محبت کا حرف لوگون کے لوح سینہ سے محو ہوگیا ہے باطنی تو کجا ظاہری محبت کا بھی نام ونشان باقی نہین رہا جو مسلمان پہلے اپنی زبان سے دوستی کا دعوی کرتے ہین وہ ذرا سے اپنے فائدہ کے لئے دوستون سے ایسے روگردان ہوتی ہین کہ موہنہ دکھانا اور دیکھنا نہین چاہتی خیر

قطعہ

مرد مانے کہ اندرین حین اند ❊ گہ ملائک گہے شیاطین اند

بہمین مردمان بباید ساخت ❊ چہ توان کرد مردمان اینند

حضرات اہل محبت وعرفان کی محبت سے ایسے ناپرسان وقت مین جس کو خداوند تعالی نصیب کرے غنیمت ہے گو بظاہر کوئی صاحب محبت نہین ملتا مگر باطنی نسبت اون خدا دوستون کے ساتھہ جو اس ناپرسان وقت سے اول گذر چکے ہین رکھنی ایک ضروری امر ہے اور یہہ بھاری ذریعہ گنہ گارون کی بخشش کا خدا کے حضور مین ہوگا بقول سعدی علیہ الرحمۃ شنیدم کہ در روز امید و بیم ❊ بدان را بہ نیکان ببخشد کریم ❊ قطعات تاریخ خاتمہ اس کتاب کے جو میرے عزیزون نے لکھہ کردئے ہین وہ ذیل مین درج ہوتی ہین خدا اونکو جزائے خیر دیوے

از نتایج افکار شاعر اہل کمال لالہ کنہیا لال صاحب بہادر تخلص ہندی دام علمہ وفضلہ

یہہ کیا گلزار ہے گلزار بے خار ❊ سراپا گلشن صدق ویقین ہے

جمین ثانی نہین ہے کوئی اس کا ❊ اگر ہے تو فقط خلد برین ہے

نشاط انگیز ہے یہہ تازہ گلزار ❊ کرے سیر اسکی جو اہل یقین ہے

یہہ رنگین باغ باغ اولیا ہے ❊ خزان کا دخل کچھہ اس مین نہین ہے

بسال خاتمہ ہندی سے ہاتف ❊ پکارا گلشن بے خار دین ہے

نتیجہ طبع مفتی غلام حید رصاحب لاہوری خلف مولف ١٢٩٢

بفضل حق ہوا جب یہہ حدیقہ ❊ بفرق عندلیب دل گل افشان

سرو تازہ ہوا مانند فردوس   گل افشانی سے اسکے باغ دوران
اسی بستان کی ذوق و شوق مین ہے   ہمیشہ عندلیب جان غزلخوان
قیامت تک پھلا پھولا رہیگا   یہ رنگین باغ مثل باغ رضوان
لکھی حیدر نے یہ تاریخ تالیف   کہ طرفہ گلستان اہل عرفان

نتیجہ فکر ڈاکٹر سید علی شاہ صاحب متخلص الفت لاہوری دام علمہ ۱۲۹۲

یہ کیا سرسبز باغ سروری ہے   کہ جس سے تازہ گلزار جہان ہے
یہی ہے جلوہ گاہ اہل توحید   یہی نظارہ گاہ عارفان ہے
شگفتہ باغ دنیا مین یہ گلزار   رہیگا جب تک زمین و آسمان ہے
لکھا ہے اولیا کا اس مین احوال   بیان اس مین بزرگون کا بیان ہے
یہ سال خاتمہ ہے اسکا الفت   کہ یہ کیا گلستان بے خزان ہے

از مفتی غلام صفدر صاحب لاہوری خلف مولف ۱۲۹۲

ہے یہ کیا رنگین حدیقہ واہ واہ   لال ہے تعریف مین جس سے زبان
فقرہ فقرہ اسکا ہے رشک چمن   داستان رنگین ہے اور رنگین بیان
جو نہ اسکے دست تھے پنجاب مین   حال اون کا اس سے ہوتا ہی عیان
ورد رکھتے ہین اسی کا رات دن   جتنے اہل بندگی ہین بندگان
مصرع تاریخ کر صفدر رقم   حرز جان تازہ بہار عاشقان

از مفتی چراغ دین متخلص روشن لاہوری ۱۲۹۲

چون شگفت اندر جہان این تازہ باغ   یافت چون بستان جنت برتری
گشت زآب و تاب این رنگین چمن   گلبن خاطر ز خار غم بری
سرور لاہور زین تالیف نیک   کرد اندر سروران حاصل سری
حق درادر خطۂ پنجاب داد   خوبی و نام آوری و بہتری
از قلم روشن بسال اختتام   گفت نادر گلستان سروری

از غلام اکبر صاحب متخلص اکبر لاہوری ۱۲۹۲

چو سبز گردید این تازه باغ
بفضل خدا مثل باغ جنان

نظر تازه کردند هر چار سو
ز نظاره اش مردمان جهان

چو سوسن زبان آوران سربسر
گشادند رو گرد و صفش زبان

زمانه ز سیر اسپش سبز شد
زمین با سبز شد سبز شد آسمان

رقم کرد اکبر بیت رنج او
که عالی مکان گلشن بے خزان

از چراغ دین صاحب المتخلص لایق لاہوری ۱۲۹۲

ختم جب ہم سے حدیقہ ہو گیا
ہو گیا تازہ شگفتہ لالہ زار

باغ دنیا میں نیا سہولا یہ پہول
رنگ پر آئی نئی رنگین بہار

کاٹ ڈالی باغبان دہر نے
جس قدر تھے گلشن عالم مین خار

بار بار آیا وہ اوس کی سیر کو
غور سے دیکھا ہے جس نے ایک بار

اب تو لایق اس کا سال اختتام
لکھ گرامی گلشن تازہ بہار

۱۲۹۲

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب نایاب جس مین جمہور اولیاء اللہ اور عارفان باخدا کا صحیح صحیح تاریخی حال اور اونکے خوارق وکرامات کا ذکر ہے سلسلہ خانوادہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ وسہروردیہ اور احوال دیگر خانوادون متفرق کاملین کا اور حال مجاذیب ومجانین ذکور واناث نام جسکا حدیقۃ الاولیا ہے تصنیف ماہر علوم وفنون مفتی غلام سرور صاحب لاہوری کہ بڑے واقف تاریخ پاستانی کے ہین مصنف موصوف نے اپنے وقت عزیز کو ایسی ایسی نادر کتابون کی تصنیف مین صرف کر کے ذخیرہ نیکنامی دوجہان کا حاصل کیا ہے اور خزینۃ الاصفیا بہت مطول جو بزرگون کے حالات سے مملو ہے انھین مصنف ممدوح کی تالیفات سے ہے انا تعین یہ کتاب موصوف بخط پاکیزہ حسب خواہش شائقین بہت صحت سے بمطابقت اصل بماہ جولائی ۱۸۷۷ع مطابق بماہ جمادی الآخر ۱۲۹۴ ہجری مطبع نامی سرچشمہ فتوت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ کے مقام کانپور مین منطبع ہوئی خداے تعالے مقبول انام فرماوے آمین